بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا

مع اضافہ

فتوحاتِ شیعہ

اثرِ افکار

حضرت مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب قدس سرہٗ

مؤلف و مرتب

مولانا الحاج ناصر حسین صاحب نجفی

ناشر

مبلغ اعظم اکیڈمی درس آل محمدؐ

جعفریہ کالونی جڑانوالہ روڈ فیصل آباد۔ فون ۲۶۴۴۰۴۴

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

سلسلہ اشاعت نمبر ۱۲

نام کتاب: فتوحات شیعہ جلد دوم
مؤلف مرتب: مولانا الحاج ناصر حسین نجفی
بار: پنجم
تعداد: ایک ہزار
کاتب: شریف قادری
طباعت: قادری کتابت سنٹر اسمٰعیل آباد جہانگیر پریس فیصل آباد
ناشر: مبلغ اعظم اکیڈمی
قیمت: ۲۰ روپے

فہرست عناوین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	مقدمہ	[illegible]
۲	پیش لفظ	۵
۳	میں شیعہ کیوں ہوا؟	۷
۴	مناظرہ میراں ملہہ (ملتان)	۱۵
۵	مناظرہ دھیجی (سرگودھا)	۲۹
۶	مناظرہ کوٹ سماہہ	۵۰
۷	مناظرہ سیالکوٹ	۷۶
۸	مناظرہ کوٹ نامدار	۱۲۴
۹	مناظرہ جھوک دایہ	۱۴۹
۱۰	مناظرہ منڈرانوالہ (مرزائی شکست)	۱۸۶
۱۱	مناظرہ ڈوڈچک ذخیرہ	۲۲۸
۱۲	مناظرہ گھنگ شریف	۲۴۴
۱۳	مناظرہ باگڑسرگانہ کی اصل حقیقت	۲۵۴

مقدمہ

"فتوحاتِ شیعہ" مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب قبلہ قدس سرہٗ کے ان شہرہ آفاق مناظروں کا عظیم ترین مجموعہ ہے جن مناظروں میں ہزار ہا لوگوں نے مذہب حقہ شیعہ خیر البریہ قبول کیا جس سے مخالف و موافق کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا۔

اکثر شیعہ مناظرین مبلغ اعظم مرحوم کے مناظرے سُن کر اور اسی فتوحاتِ شیعہ سے استفادہ کے بعد ہی میدانِ مناظرہ میں آتے ہیں جن کی علمی استعداد مبلغ اعظم مرحوم کی مرہونِ منت ہے۔

ان مناظروں میں اکثر مناظرے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں بلکہ بعض مناظروں میں حضرت مبلغ اعظم کا معاون بھی رہا ہوں۔

مَیں انتہائی محنت اور جانفشانی سے یہ نایاب گوہر تراش کر آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ اُمید ہے کہ آپ اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے اور حقیر کو اس عظیم تبلیغی کام پر دادِ تحسین دیں گے اور حضرت مبلغ اعظم اعلی اللہ مقامہ کیلئے سُورۃ فاتحہ پڑھ کر دُعا کریں گے۔

دُعا کا طالب
ناصر حسین نجفی

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات ولا فضل الا فضلہ ثم الصلوٰۃ والسلام علی سید انبیائہ و سند اولیائہ و آلہ الطیبین الطاہرین ولعنۃ اللہ علی اعدائہم اجمعین

اما بعد فقد قال اللہ تعالیٰ وجادلہم بالتی ہی احسن۔

حضرات! حسبِ ارشادِ خداوندی حکمت اور موعظہ حسنہ کے بعد تیسرا طریقِ تبلیغ مجادلہ و مناظرۂ احسن ہے جس کی بنیاد علم، ہدایت اور کتابِ منیر پر ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ھدی ولا کتاب منیر۔

مگر میری زندگی کا تیس سالہ تبلیغی دور شاہد ہے کہ برادرانِ اسلام اور خصوصاً مرزائی اور دیگر برائے نام فرقِ اسلامیہ مذہب شیعہ کی صداقت کا اصولی مناظرہ سے مقابلہ نہیں کرسکتے۔ کیونکہ مذہب شیعہ آلِ محمدؐ کا آئمۃ اطہار کا مذہب ہے جو وارثانِ کتاب اللہ و نائبانِ رسول اللہؐ ہیں۔ ان کی امامت کتاب و سُنّت، فلسفہ و حکمت۔ اصول نبوت و ولائیت، وراثت، قرابت اور فضائل ہر طرح دلائل سے ثابت ہے۔ اس کے مقابلے میں سیاسی اصول ہیں جو وقتی و عارضی ہوتے ہیں حقائق کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ لہٰذا ان کے مناظرین کو اصول میں رہ کر بات کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مگر تاہم زندگی بھر عوام کے عقائد کو بچانے کے لئے اتمامِ حجت کے طور پر ان کی بے اصول بحثوں کا بھی مقابلہ کرنا پڑتا ہے اگر ان بے اصولیوں کی داستانیں دہراؤں تو ایک دردِ سر ہے۔ زندگی بھر میں مجھے بڑے سے بڑے آدمی کے ساتھ بھی مناظرہ کر کے معلوم ہوا کہ مذہب حقہ شیعہ خیر البریہ کا اصولی مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا صرف دفع الوقتی ہے کج بحثی ہے۔

اصل مذہب تو یہ ہے کہ ہر فرقہ کو اپنے اماموں کی امامت اور ان کی صداقت ثابت کرنی چاہیئے۔ مگر شیعہ کے سوا اس کے لئے کوئی تیار نہیں۔ مرزائی صاحبان مرزا صاحب کی نبوت کو موضوع بنانے سے کترائیں گے برادرانِ اہل سنت والجماعت اصحابِ ثلاثہ کے لئے جوش و خروش تو بہت کرتے نظر آئیں گے۔ مگر ان کی خلافت

کی صداقت زیر بحث لانے سے اور موضوع بحث بنانے سے بہت جلد رو بہانے
تلاش کریں گے تحریف القرآن اور بنات الرسولؐ جیسے غیر ضروری موضوع سامنے لا کر جان
چھڑانے کی کوشش کریں گے۔ اگر اس میں بھی مار کھائیں گے تو سب کچھ آئمہ طاہرینؑ
کی منصوص و معصوم امامت پر [illegible] ہے

چنانچہ میرے شاگرد رشید مولوی ناصر حسین صاحب نجفی سلمہ اللہ تعالٰی نے جو
دس سال سے میرے ساتھ یہ مناظرے دیکھ اور سن رہے ہیں اور بعض مناظروں میں
معاون مناظر بھی رہے ہیں، چند مناظرے جمع کر کے نمونتہً پیش کیے ہیں تاکہ اتمام حجت
تبلیغ مذہب اور عوام کی تسکین ہو جائے۔ برخوردار نے بہت محنت و ہمت کی ہے
آئمہ اطہار قبول فرمائیں۔ امید ہے ناظرین و مومنین اس سے ضرور مستفیض ہوں گے۔

والسلام
محمد اسماعیل

اِنَّ مِنْ شِيعَتِهٖ لَاِبْرَاهِيْمَ پ ٢٣

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ يَا عَلِيُّ اَنْتَ وَشِيْعَتُكَ فِي الْجَنَّةِ

(كنز الحقائق)

جعفری باش گر خدا خواہی
ورنہ در ہر طریق گمراہی

نام ملعون پر ضرورست کہ سازم اظہار — لعنۃ اللہ علیہ و علیہ و علیہ
ہر کہ برآل نبی دست ستم کرد دراز — حرق اللہ یدیہ و یدیہ و یدیہ

میں شیعہ کیوں ہوا؟

از تصنیف مبلغ اعظم

مولانا محمد اسماعیل صاحب اعلی اللہ مقامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمدِ الٰہی و درود لامتناہی
بر سیّد المرسلین و آلہ الطیّبین

الحمد للہ ربّ العالمین والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ سیّد المرسلین وخاتم النّبیّین و آلہ الطّیّبین الطّاہرین واخیہ وخلیفۃ امیر المؤمنین وامام المبین ولعنۃ اللہ علیٰ اعدائھم اجمعین ۔

تمہیدِ مدعیٰ وسببِ تالیف کتاب ہٰذا

میرے سابقہ واقفین اور دوست بخوبی جانتے ہیں کہ میری طبیعت اور ضمیر فطرتاً سچائی پسند اور متلاشئ حق واقع ہوئی ہے ۔ لہٰذا میں بعد تحصیل علوم عربیہ و فارسیہ مروجہ متعارفیہ کے ہمیشہ متلاشئ حق رہا ہوں ۔

این سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

چونکہ تربیت اور تعلیم کا ماحول اور محلِ قدیم الایّام سے مذہباً اہل السنّت والجماعت تھا ۔ والدین اہل حدیث خیال اور اکثر اساتذہ حنفی المذہب دیوبندی مشرب تھے ۔ لہٰذا تقلیداً تدبّر اور تفکر کا دائرہ یہیں تک تا بعرصۂ چھتیس سال محدود رہا اور بازپروازِ تفکر اور تدبّر دامِ تزویرِ تاویلاتِ باطلہ اور احادیثِ موضوعہ کا شکار رہا ۔

شبِ تاریک بیمِ موج گردابے چنیں ہائل
کجا دانند حالِ ما سبکباران ساحلہا

ضمیرِ حق اندیش کے لئے تا بہ چھتیس سال یہ سخت تحیّر اور اشکال رہا کہ دینِ اسلام تو بیشک برحق فطرتی اور خدائی دین ہے اور تاجدارِ معظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لاریب نبی مکرم اور محترم ہیں ۔ مگر ہماری موجودہ فقہ اور حدیث اور تاریخ کے اکثر مسائل اور ہمارا طریقہ اور سلیقہ اور ہمارے امام اور خلیفے اور اُن کے اقوال و احوال کیوں مظالم اور خلافِ حقانیت کی بُو اور جھلک دیتے ہیں اور ہمارے سابقہ اور موجودہ علماء اور فضلاء کیوں اہل بیتِ رسولؐ کے فضائل اور مصائب کے آیات اور احادیث چھپاتے رہے اور چھپا رہے ہیں ۔ آخر الامر فضلِ الٰہی اور قرآن پاک کی بلا تاویل روشنائی اور رہنمائی سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو گئی کہ قرآن شریف برحق اور آلِ محمدؐ کتابِ ناطق ہے اور ہر مسلمان کے لئے تمسک اور اعتصام بہر دو ضروری ہے ۔ قرآن اور اہل بیت میں فرق کرنے والا گمراہ اور یُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ یَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ کا مصداق ہے ۔

اُمتِ محمدیہ کے تفرق اور تشتت کا واحد سبب عدم اعتصام بذیلِ آلِ خاتم الانبیاء ہے ۔ اگر آج ہی حسبِ حدیث ثقلین اُمتِ محمدیہ اپنے اپنے مصنوعی اور جعلی امام اور خلیفے کالعدم سمجھ کر اہل بیتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع کریں تو تمام اختلاف اور تفرق دور ہو سکتے ہیں اور خلقِ خدا جادۂ مستقیم پر جمع ہو سکتی ہے ۔ چونکہ حسبِ معروضہ بالا میری سمجھ میں یہ حقیقت بخوبی آ گئی ہے کہ حضرات اہل السنّت والجماعت کا شیوہ حضرت عمرؓ کی مہربانی اور رحمت سے ہمیشہ یہ رہا ہے کہ آلِ محمدؐ کے حق چھینیں اور ان کے فضائل چھپائیں اور آلِ محمدؐ کی قدر و منزلت لوگوں کے دلوں سے گرائیں ۔ لہٰذا میں اُن کے مذہب اور عمل سے بیزار ہوتا ہوں اور آلِ رسول علیہ السّلام کے دامن میں جملہ فتنوں اور گمراہیوں سے پناہ لیتا ہوں ۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرا حشر شیعیانِ حیدرِ کرّار و سپہ زادانِ آلِ اطہار میں کرے ۔ اور دنیا اور عقبےٰ میں دشمنانِ آلِ احمدؐ سے بیزار رکھے آمین ، آمین !

خدایا بحقِ بنی فاطمہ
کہ بر قولِ ایماں کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول
من و دست و دامانِ آلِ رسولؐ

رباعی طبع زاد

صد شکر الحمد للہ میں حسینی ہو گیا ۔۔۔ بیقراری اضطراری سے میں جنتی ہو گیا
ہوں حسینی ورد میں سینہ زن و نوحہ کناں ۔۔۔ کربلائی ذکر میں شور و شینی ہو گیا

الغرض

رسالہ ہذا میں حسب فرمان عالیشان حضرت سید حیدر علی شاہ صاحب کربلائی اہلسنت والجماعت کی چند ایک باطل کوشیاں اور باطلوں کے بے گر موشیاں اور حضرت عمر کی معنی دار بیہوشیاں اور حق پوشیاں تحریر کرتا ہوں تاکہ ناظرین پر واضح ہو جائے کہ میں تیس سال تک اہل سنت میں تعلیم و تربیت پا کر کیوں مذہب شیعہ خیر البریہ میں شامل ہو گیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ

معنی لفظ شیعہ و اہلِ سُنّت کی باطل کوشی

شیعہ کا معنی تابعین اور اُمت اور محب اور طائفہ یعنی گروہ کے ہیں۔ چنانچہ ہر ایک معنی کا محل قرآن پاک سے مندرجہ ذیل ہے۔

تابعین

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ۔ پ۲۳ سورۃ الصافات۔
ترجمہ۔ اور تحقیق اس کے تابعین سے البتہ ابراہیم ہے جبکہ آیا اپنے رب کے پاس ساتھ دل سلامتی والے کے۔ دیکھو ترجمہ شاہ عبدالقادر بن شاہ ولی اللہ۔ اہل سنت والجماعت کی معتبر تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص۱۲ میں یوں مرقوم ہے۔
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ يَقُوْلُ مِنْ اَهْلِ دِيْنِهٖ۔ یعنی حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ کا

معنی یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ حضرت نوحؑ کے اہلِ دین سے تھا۔ الخ
قَالَ مُجَاهِدٌ عَلٰى مِنْهَاجِهٖ وَسُنَّتِهٖ۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ، حضرت نوحؑ کی سنت اور اُن کے طریقے پر تھے (ابن کثیر)
پس ثابت ہو گیا کہ حضرت ابراہیمؑ شیعہ تھے اور حضرت نوحؑ کے تابعین سے تھے اور چونکہ ہم کو حضرت ابراہیمؑ کی اطاعت اور تابعداری کا حکم ہے پس ضرور ہوتے کہ ہم بھی مثل خلیل اللہ شیعہ کہلائیں کیونکہ خدا فرماتا ہے۔ وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ۔ (سورۃ بقر) ترجمہ۔ سوائے بیوقوف کے ملت ابراہیمؑ سے کون منہ پھیرتا ہے۔ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ پ ع

اہل سنت کی باطل کوشی اور حق پوشی یہ ہے کہ شیعہ کو فرعون کا بنایا ہوا مذہب اور کفار کا گروہ بتلاتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ اپنے خلیل کو جو جد انبیاء ہے شیعہ نوحؑ فرماتا ہے۔ اور موسیٰ کلیم اللہ کے اُمتی کو شیعہ کہہ کر لفظ عدو یعنی دشمن کے لفظ سے مقابلہ کر کے محب کے معنے کا اظہار کرتا ہے۔ چنانچہ دیکھو پ۲۰ سورۃ قصص شیعہ معنی محب۔ وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ۔ اور داخل ہوا شہر میں وقت غفلت کے۔ پس اس میں دو آدمی لڑتے پائے یہ اس کے دوستوں سے تھا اور یہ اس کے دشمنوں سے۔ پس اس نے جو دوستوں سے تھا فریاد کی اوپر اس کے جو دشمنوں سے تھا۔ دیکھو آیت ہذا میں صاف بلا تاویل شیعہ کا معنی محب اور عدو کا معنی دشمن ہے۔ مگر باطل کوش اپنی کج روی سے یہاں بھی باز نہیں آتے۔ رسالہ ہذا تفصیل کا متحمل نہیں ہے ورنہ ہم اہل باطل کے باطل عذر لکھ کر ان کی پورے طور پر دھجیاں اڑاتے۔

جملہ پیغمبروں کی اُمتوں کو خدا نے شیعہ فرمایا

ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا۔ ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا۔ (پ۱۶ سورۂ مریم) پھر ہم ہر اُمت میں سے جدا کر دیں گے اس کو جو رحمٰن پر زیادہ اکڑتا تھا۔ پھر ہم زیادہ جانتے ہیں اس کو جو جہنم میں داخل کرنے کے زیادہ لائق ہے۔

سبحان اللہ! معلوم ہوا ہر نبی کی امت کا نام شیعہ ہے اسی واسطے تمام امتوں کے گنہگار روز قیامت علیحدہ کئے جائیں گے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ نے دوسرے مقام پر کُلّ شیعۃٍ کا معنی کُلّ اُمّۃٍ فرمایا ہے۔ دیکھیے وَتَرٰی کُلَّ اُمَّۃٍ جَاثِیَۃً اور علامہ ابن کثیر نے جلد سوم ص۱۳۱ پر کُلّ شیعۃٍ کی تفسیر بقول حضرت مجاہد مِن کُلّ اُمّۃٍ فرمائی ہے اور بقول حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ مِن کُلِّ اَھلِ دِینٍ یعنی تمام اہل ادیان سے گنہگار جدا کئے جائیں گے۔ جب تمام امتوں کو خدا نے شیعہ کہا ہے تو ہم خلاف قرآن کیوں اہل سنت اور اہل حدیث کہلائیں۔ کہاں ہیں شیعہ جیسے گروہ کو کفار کہنے والے شرم کریں اور اپنے مصنوعی اور جعلی فرقوں کے نام قرآن سے دکھلائیں۔ بصورت دیگر اپنا نام شیعہ رکھائیں جیسا کہ ان کے بزرگ حضرت شاہ عبدالعزیز جیسے مذہب حقہ شیعہ خیر البریہ کے مقابل ہار کر مائیم شیعہ اولیٰ فرما گئے کہ اصلی اور پہلے شیعہ ہم ہی ہیں۔ اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اہل سنت والجماعت اہل حدیث اہل قرآن اہل فقہ۔ حنفی مالکی شافعی حنبلی چشتی قادری احمدی محمدی وہابی بابی بہائی نیچری صوفی یہ ان کے مصنوعی نام قرآن پاک سے ہرگز ہرگز نہ ملیں گے۔ بلکہ ان کے مذہب اور نام بیرونی ہیں اور باہر ہی کے رہیں گے۔

مسئلہ خلافت اور اہلسنت کی مذبوحی حرکات

لفظ شیعہ کی تحقیق کے بعد چونکہ مسئلہ خلافت بھی شیعہ اور سنی کا مابہ الامتیاز مسئلہ ہے۔ لہٰذا ہم اس کے اندر اختصاراً شیعہ خیر البریہ کے براہین قاطعہ اور دلائل قویہ اور اہل سنت کے تاویلات باطلہ دکھاتے ہیں تاکہ حق پسندوں کو باطل پرستوں کا پوچ اور ہذیان نظر آئے۔

نبی اور خلیفہ بنانا خدا کا کام ہے مگر اہلسنت خود بنا لیتے ہیں

وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً (پ-ع-۴-بقرہ)

اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے فرمایا، میں دنیا میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ دیکھیے فرمایا کہ میں بنانے والا ہوں۔ فرشتوں کا اجماع نص کے مقابلہ میں کچھ کام نہ آیا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَی الْمَلَاِ مِنْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰی اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّھُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِکًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ ھَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا۔ وَقَالَ لَھُمْ نَبِیُّھُمْ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ بَعَثَ لَکُمْ طَالُوْتَ مَلِکًا قَالُوْٓا اَنّٰی یَکُوْنُ لَہُ الْمُلْکُ عَلَیْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْکِ مِنْہُ وَلَمْ یُؤْتَ سَعَۃً مِّنَ الْمَالِ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰہُ عَلَیْکُمْ وَزَادَہٗ بَسْطَۃً فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللّٰہُ یُؤْتِیْ مُلْکَہٗ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

ترجمہ:- کیا تو نے نہیں دیکھا طرف سرداروں بنی اسرائیل کے بعد موسیٰ کے جب انہوں نے اپنے نبی سے کہا۔ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دے ہم اللہ کے راستے میں لڑائی کریں اور ان کے نبی نے فرمایا ان کو کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ بنایا ہے۔ کہا انہوں نے ہم پر اس کی بادشاہی کہاں ہو سکتی ہے ہم اس سے بادشاہی کے زیادہ حقدار ہیں۔ کیونکہ وہ مال کی زیادتی نہیں دیا گیا۔ نبی نے فرمایا اس کو اللہ تعالیٰ نے تم پر برگزیدہ اور پسند کیا ہے اور اس کو علم اور جسم کی زیادتی عطا فرمائی ہے۔

تشریح

دیکھو بعد موسیٰ علیہ السلام کے تمام بنی اسرائیل نے نبی وقت سے درخواست کی ہے کہ خلیفہ اور امیر مقرر کرے اور نبی نے بھی خود نہیں کیا بلکہ فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے تم پر طالوت کو بادشاہ بنایا ہے۔ مگر یہاں کیا ہوا۔ نہ قرآن پاک کی پرواہ رہی نہ فرمان پیغمبر یاد رہا۔ آیت عشیرہ کو چھوڑا اور حدیث غدیر کے معنے بدلے اور حدیث منزلت کی تاویل کی۔ فضائل مرتضوی فراموش کئے۔ پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی بستر علالت پر جلوہ افروز ہیں کہ یاروں نے شوخ چشمیاں شروع کر دیں۔ حضور کی خبر وفات ابھی مشہور نہیں ہوئی کہ یار لوگ سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچ کر آج علی مشغول تجہیز و تکفین ہیں ان کی غیر حاضری میں خلیفہ مقرر کرنے کا اچھا موقعہ ہے۔

الغرض یوں ہی ملا کر حضرت ابوبکر بنی تیمی خلیفہ مقرر ہو گئے اور خدا اور رسول کے مقرر فرمودہ خلیفہ علی المرتضیٰ کو قتل کی دھمکیاں شروع ہو گئیں۔ جناب بی بی پاک کے دروازہ اقدس کے سامنے کھڑے ہو کر لوگوں نے آگ لگانے کے خوف

دلائے

چونکہ یہ تمام مضامین اہل سنت والجماعت کی کتابوں میں ثابت ہیں۔ لہٰذا میں مصنوعی اور بے چارگی خلیفوں سے بیزار ہو کر رسول پاک کے سچے خلیفے اور جانشین کو جس کی نسبت غدیر خم پر مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ کا اعلان ہو چکا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف باب مناقب علی)۔

اپنا امام بلا فصل بعد رسول پاک کے سمجھتا ہوں اور خدائے تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ روز قیامت شیعیان علی علیہ السلام میں اٹھائے۔

تمت بالخیر اللّٰھم صلّ علیٰ محمدٍ و آل محمد

مناظرہ

میراں ملہہ میں

مذہب شیعہ کی فتح مبین

حضرات ناظرین! مولوی دوست محمد صاحب قریشی صدر تبلیغ تنظیم اہلسنت والجماعت کا ایک غلط اور خلاف واقعہ جھوٹا اشتہار دیکھ کر حیرت ہوئی۔ دراصل مناظرہ ملک [illegible] صاحب دوسرے دن دونوں مجلسوں میں جس طرح ناکام رہے مسئلہ بنات میں لفظ چار پر کوئی صحیح روایت نہ پیش کرسکے اور مسئلہ خلافت میں صاف انکار کردیا کہ وہ آیت حدیث کے خلیفے نہیں بلکہ اجماعی ہیں۔ اجماع میں اہل بیت کو شامل اور راضی نہ دکھلا سکے اور گھر جاکر اشتہار شائع کردیا۔ شاید یہ علماء صاحبان جھوٹ بولنا حرام نہیں سمجھتے یا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ کی آیت نہیں پڑھتے۔ اصل حقیقت مختصراً ہم آپ کو بتلاتے ہیں کہ یہ مناظرہ مورخہ ۲۴/۲۵ دسمبر ۱۹۶۹ء مطابق ۱۴/۱۵ شوال بروز بدھ جمعرات علمائے اہلسنت والجماعت خصوصاً مولوی عبدالستار تونسوی کی دیرینہ شیخیاں بگھارنے کی بنا پر وقوع میں آیا۔ مدت سے چیلنج پر چیلنج ہو رہے تھے کہ مولوی محمد اسماعیل بھاگ جاتا ہے فرار ہو جاتا ہے علماء اہل سنت کا نام سن کر سہم جاتا ہے۔ چنانچہ ہم نے اپنی تحقیق کے پیش نظر یہ مناظرہ منعقد کرایا اور انتظام کیا اور حفظ امن کا پورا پورا ذکر کیا اور خیال رکھا۔ مولوی دوست محمد قریشی معمولی معمولی باتوں پر عدم حفظ امن کا بہانہ کرکے مناظرے سے جان چھڑانا چاہتا تھا مگر ہم نے ہر طرح کی منت سماجت معذرت اور معافی سے اس کو میدان سے بھاگنے کا موقعہ نہ دیا تاکہ علاقہ بھر کے لوگوں کو پوری تحقیق ہو جائے اور آئے دن یہ چیلنج ختم ہو جائیں۔ ہم جانتے تھے کہ مولوی عبدالستار تو پہلے ہی حج کے بہانے فرار ہو گیا حالانکہ ابھی حج کی تیاری میں کچھ دن باقی تھے مگر نہ آیا۔ چنانچہ مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب نے جو رسالہ "فرارات تونسوی" لکھا ہے

سچا ثابت ہوا۔ اور یہ قرار بھی ان گذشتہ قراروں کی ایک کڑی ثابت ہوا۔ چنانچہ مولوی
دوست محمد قریشی صدر تنظیم اہل سنت والجماعت اور مولوی قائم دین صاحب علی پوری
مولوی منظور احمد صاحب بہاولپوری اور مولوی محمد علی صاحب عثمان پوری چیچی ساجن اور
علاقہ بھر کے تمام علماء ٹڈی دل کی طرح آمڈ آئے۔ شیعہ کی طرف سے جناب مبلغ اعظم محمد اسماعیل
صاحب قبلہ مع اپنے شاگردوں کے درس آل محمد لائل پور سے آٹھ بکس کتب شیعہ و سنی لیکر تشریف
لائے۔ اللہ رے حوصلہ مبلغ اعظم کہ ان بیسیوں علماء اہل سنت کے سامنے ایسے علمی شان اور
اطمینان سے آئے کہ ان علماء کی کثیر تعداد [illegible] کا بھی خیال نہ کیا۔ اکیلے میدان مناظرہ میں
وقت سے پہلے آکر کرسی پہ بیٹھ جاتے رہے۔ اگرچہ کچھ لیٹ ہو کر مولانا قاضی سعید الرحمن صاحب
بھی تشریف لے آئے اور مناظرہ میں صدر اور معاون رہے مگر جب پہلے دن میدان مناظرہ
گرم ہوا تو مبلغ اعظم اور صرف ان کے شاگرد ہی تھے۔

حضرات! مبلغ اعظم نے اہل السنت کے منہ مانے موضوع بنات الرسول
کو بھی نہایت فراخدلی سے منظور کر لیا اور سب سے پہلا موضوع مناظرہ یہی اس کو بنایا جس پر
پورے تین گھنٹے روز اول مناظرہ ہوا مگر قریشی صاحب اس میں بھی شکست کھا گئے اور کوئی مستحکم
ثبوت نہ دے سکے جو قابل اعتقاد اور یقینی ہو حتیٰ کہ معصوم کی صحیح حدیث بھی نہ پیش کر سکے۔

مولوی دوست محمد قریشی کی استدلالی کمزوریاں

حضرات! اگرچہ مولوی دوست محمد قریشی نے [illegible] زور بھی بہت لگایا
ناز نخرے بھی بہت کئے، داؤ پیچ بھی کھیلے، تصنع تکلف بھی کیا۔ حتیٰ کہ دھوکہ و فریب دینے
کی کوشش بھی کی، غلط حوالے بھی دیئے، قطع و برید بھی کی، خیانت در نقل سے بھی باز نہ آئے
مگر مبلغ اعظم صاحب نے پھر بھی کچھ پیش نہ جانے دی۔ ہر ہر غلط حوالے پر گرفت
کر کے خیانتیں ظاہر کیں۔ کتاب مانگی تو دی، حوالہ پوچھا تو بتلا دیا۔ مولوی دوست محمد صاحب
نے اصول کافی پیش کرنے میں تو حد کر دی۔ تعریف کافی کی [illegible] حضرت حجت
علیہ السلام کا قول بے سند کافٍ لشیعتنا پڑھا مگر ضعیف روایت دوسری کتاب
کی پڑھ دی۔ اس گرفت میں مناظرہ تقریباً ختم ہی ہو گیا تھا۔ کیونکہ مبلغ اعظم نے
مان لیا تھا کہ اگر یہ قول امام جعفر الصادق علیہ السلام اصول کافی میں موجود ہے تو مناظرہ ہار

مناظرہ ختم۔ اس مطالبہ پر اتنا زوردار مواخذہ کیا کہ مبلغ اعظم [illegible] اعلان
کرنے لگے۔ کہ حضرات! اپنے مولوی سے کہو کہ حوالہ دکھلائے ہم شکست مان لیں گے
مگر کون دکھائے۔ قریشی صاحب نادم اور حیران و پشیمان منہ میں [illegible] کھڑے
تھے اور ہستی دنیا تنگ تھی۔ حضرات! خدا شاہد ہے کہ مولوی دوست محمد کی غلط
حوالے دیکر شرمسار ہونیکی حالت دیکھی نہ جاتی تھی۔

مسئلہ بنات الرسول میں چند دلائل کا توازن

حضرات! تفصیل تو بعد میں آئے گی مگر مختصر۔ مشتے نمونہ از خروارے
چند دلائل کا توازن ملاحظہ فرمائیے۔ مولوی دوست محمد قریشی مناظر اہل السنت نے اس
مسئلہ میں صرف ایک آیت یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ
سورۃ الاحزاب سے پڑھی کہ اس میں لفظ بنات جمع ہے کم از کم تین بیٹیاں ثابت ہوتی ہیں اور
آخر تک اسی کی رٹ لگائی اور تکرار بے معنی کیا۔ اس کے مبلغ اعظم نے جو جوابات دیئے
اول یہ کہ یہ آیت سورۃ الاحزاب کی ہے اور یہ حکم حجاب ثانی کا ہے۔ اس وقت جناب
رقیہ اور جناب ام کلثوم کی حیات ثابت کرو، ورنہ مردہ سے خطاب کیسا اور حکم کیسا۔
اس وقت یہ دونوں لڑکیاں زندہ ثابت کرو۔ مگر کون کرے۔ ورنہ ایک تو صیغہ جمع ہے
دو تثنیہ اور جمع تین سے شروع ہوتی ہے۔ اس آیت کے وقت تین زندہ بیٹیوں کا وجود
ثابت کرو اور کسی اپنی تفسیر سے بحکم رسول پاک دکھلاؤ کہ اس آیت میں دوسری بیٹیاں
داخل اور شامل ہیں۔ بس قریشی صاحب کے حواس باختہ ہو گئے۔ کیونکہ اِذَا جَاءَ الْاِحْتِمَالُ
بَطَلَ الْاِسْتِدْلَالُ کے مطابق استدلال ختم ہو گیا۔

دوم۔ مبلغ اعظم نے فرمایا کہ جمع تعظیمی بھی ہو سکتی ہے جیسے
اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ پہلے النحن کو چار صیغے جمع کے نازل
کرنے والا صرف ایک واحد حقیقی جس کی وحدت میں کسی قسم کی کثرت داخل ہی نہیں ہو سکتی

سوم۔ یَا اَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ میں الرسل جمع ہے اور مخاطب
صرف ایک خاتم النبیین ہے۔ ورنہ مرزائیوں کی طرح صیغہ جمع سے استدلال کرکے

نبوت کی مہر بھی توڑ دو۔

چہارم:۔ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَکُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَکُمْ میں جمع بین الجمعین ہے۔ مباہلین بھی صیغۂ جمع سے استدلال کر کے چار بیٹیاں دکھلاؤ۔ اگر اس وقت مر گئی تھیں تو پھر استدلال کیسا۔ جناب زینب کی زندگی ثابت ہونے سے رقیہ اور ام کلثوم کو فائدہ نہیں پہنچتا۔ اور دو صیغۂ تثنیہ ہے جمع نہیں ہو سکتی استدلال جمع حقیقی سے ہو رہا ہے۔

پنجم:۔ لفظ بنات سے ہر وقت حقیقی بیٹیاں ثابت نہیں ہوا کرتیں۔ اور جیسا کہ ہٰؤلاء بناتی کہ یہ میری بیٹیاں ہیں سے حضرت لوطؑ کی حقیقی بیٹیاں مراد نہیں اور اپنے مولوی اشرف علی تھانوی کی اس پر تفسیر دیکھو کہ یہ حقیقی بیٹیاں نہیں دیکھو ترجمہ اشرفیہ ص۲۰ حاشیہ ۱۰ بلکہ اُمت کی بیٹیوں کو حضرت لوطؑ نے اپنی بیٹیاں کہہ دیا کیونکہ نبی اُمت کا باپ ہوتا ہے۔ اگر اُمت کی بیٹیاں نبی کی بیٹیاں بنصِ قرآن ہو سکتی ہیں تو حضورؐ کی اپنی یا لکو ربیبہ بیٹیاں اگر مجازاً داخل ہو جائیں تو کیا حرج ہے۔

ششم:۔ اس میں سادات کی تمام بہو بیٹیاں مراداً اور داخل ہیں کیونکہ پردہ کا حکم قیامت تک ہے جیسا کہ حرمت علیکم امہاتکم وبناتکم میں قیامت تک بیٹیاں ہونے والی داخل ہیں جناب مبلغ اعظم نے مولوی دوست محمد کے استدلال کو کچھ اس طرح توڑا کہ اس کو سر تیر کی پڑ گئی۔ کیونکہ آیت محکم نہ رہی، صحیح حدیث نہ بن سکی اور احتمالِ غیر آگیا لہٰذا استدلال ختم ہو گیا۔ مبلغ اعظم نے فرمایا حضرات! چار بیٹیاں یا ایک بیٹی اس کا اعتقاد اور ایمان سے تعلق ہے۔ لہٰذا یا آیت محکم پیش کرو یا حدیث متواتر یا حضرت فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کے تواتر میں کسی قسم کا شک اور احتمال پیدا کر کے دکھلاؤ۔ ورنہ عوام کو دھوکہ نہ دو۔ بیٹی صرف ایک ہے جس کا ثبوت اتنا مضبوط اور متواتر ہے کہ اس کا انکار کفر کے مترادف ہے۔

آیاتِ عشرہ بر وحدتِ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا

اس کے بعد مبلغ اعظم نے دس آیات سے سیدہ فاطمہ کا توحد اور اکلوتی بیٹی

ہونا دکھلایا۔

اوّل:۔ مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ پ۲۲ سورۃ احزاب کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے اس ایک بالغ مرد کا باپ نہیں۔ مبلغ اعظم نے فرمایا سبحان اللہ! لفظ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ سے ایک مرد کے باپ ہونے کی بھی نفی ہو گئی ایک بیٹی کے باپ ہونے کا اثبات بھی ہو گیا۔ مبلغ اعظم نے فرمایا اللہ رے بلاغتِ کتاب اللہ کہ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ سے ایک بیٹی کا حقیقی باپ بھی ثابت کر دیا۔ لفظ رجال سے جناب طیب اور طاہر اور حضرت ابراہیم ابناء رسول اللہ کی ابنیت بھی ثابت رہ گئی۔ مبلغ اعظم نے اس آیت سے ہر چیز ثابت کر دی۔ ایک بیٹی کی وحدت لفظ احد سے، حضورؐ کے صغیر بچوں کی ولادت لفظ رجال سے، حسنین علیہما السلام اور آلِ محمد کے اپنے فرزند ہونے کی ابنیت لفظ کم سے کہ تمہارے مردوں کا باپ نہیں، اپنے اہل بیت اولادِ آلِ محمد کے مردوں کا باپ ہے۔ لفظ اَحد سے جناب سیدہ کی وحدت پر کیا استدلال کیا کہ دوست محمد قریشی کی لفظی بحث کہ ایک کا لفظ دکھلاؤ ہمیشہ کیلئے ختم ہو گئی۔

دوم:۔ آیت تطہیر کہ سوائے سیدہ کے کوئی بتول نہیں اور داخل تطہیر نہیں اور انبیاء کی بیٹیاں حیض و نفاس سے پاک ہوتی ہیں۔ بتول کافی ص۴۵۸ جلد ۱، ذخائر العقبیٰ ص۲۹، صواعق محرقہ ص۱۵۸ اور سیدہ پاک ہے۔

سوم:۔ آیت مباہلہ۔

چہارم:۔ آیت خمس کہ سوائے فاطمۃ الزہرا کے ان لڑکیوں کو کبھی خمس نہیں ملا ورنہ قریشی صاحب ثابت کریں باوجود سوال کے حضرت عثمان کو حضورؐ نے خمس نہ دیا۔ صحیح بخاری ص۴۴۲ جلد ۱ اور حضرت علیؑ پورے خمس کے مالک اور مستحق بنے رہے۔ بخاری شریف ص۴۳۲ جلد ۲

پنجم:۔ آیت ایتاء ذا القربیٰ کہ حضورؐ نے حضرت سیدہ کو بلا کر فدک دیا۔ دیکھو تفسیر در منثور ص۱۷۷ جلد ۴ اور ابن کثیر جلد ۳ ص۳۶

ششم:۔ آیت نسب کہ روزِ قیامت سوائے فاطمہؑ کے کوئی نسب نہ رہے گا۔ دیکھو تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص۲۵۹

ھفتم:- آیت وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ یَا فَاطِمَۃُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ۔
بخاری شریف جلد دوم ص[illegible]

ھشتم:- آیت فَجَعَلَہٗ نَسَبًا وَّصِہْرًا کہ سیدہ کے نکاح کے متعلق نازل ہوئی اور پڑھی گئی۔

نہم:- آیت مودت جس میں صرف سیدہ ہی مع آپ کی اولاد اور شوہر کے شامل ہے۔

دھم:- آیت نور۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ سوائے سیدہ فاطمہؑ کے اس بارے گھر میں کوئی نوری بیٹی ثابت نہ ہوئی۔ مبلغ اعظم نے سیدہ کی نوری پیدائش کو اس آیت کے تحت شیعہ و سنی کتب اصول کافی ص۔۔۔ سے پڑھا

مسئلہ بنات نبیؐ

حدیث شریف سے استدلال کا حال

اس مسئلہ میں حدیث صحیح متواترہ قطعیہ کی شرط تھی۔ کیونکہ یہ مسئلہ اعتقاد سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ اعمال سے لیکن خدا شاہد ہے اور چشم دید مشاہدہ ہے۔ عین مناظرہ میں کانوں سنی شہادت ہے کہ مولوی دوست محمد صاحب قریشی صحاح ستہ اور کتب اربعہ تو کجا دیگر کتب سے بھی بقول رسول پاکؐ یا امام معصوم کوئی ایک حدیث صحیح بھی نہ پڑھ سکا۔ حدیث صحیح بسند صحیح قول صحیح روایت کا بہت مطالبہ ہوا، بار بار ہوا، آخر تک ہوا مگر قریشی صاحب کہاں سے لائیں۔ موجود ہی نہیں۔ قریشی صاحب نے شرائط نامہ کی ذرا بھر پرواہ نہ کرتے ہوئے ہر قسم کی رطب و یابس خشک و تر روایات پیش کرنے کی کوشش کی۔ ہاتھ پاؤں بہت مارے۔ خطابت کا رنگ پیدا کر کے جذبات سے کھیلنے کی کوشش بھی کی مگر تحقیقی استدلال کے سامنے کچھ پیش نہ گئی۔ آخر بہت کچھ اشارے کنائے سے سر ہلایا۔ پبلک کو ہاں میں ہاں ملانے کے لئے بہت دعوت دی مگر کمزور استدلال کا پبلک کیا علاج کرے۔ قریشی صاحب کا ایک پرانے کہنہ مشق مشہور عالم کثرت معلومات کے مالک حاضر جواب مناظر سے پالا پڑ گیا تھا جو نہ خیانت کرنے دیتا تھا، نہ غلط حوالہ چلنے دیتا تھا، نہ اصول مناظرہ سے باہر جانے دیتا تھا

نہ روایت میں قطع و برید سے کام لینے دیتا تھا۔ موقعہ پر پکڑ کر ہر چیز واشگاف کر دیتا تھا۔ قریشی صاحب جس عبارت کو چھوڑتے یا چھپاتے فوراً پڑھ دیتا تھا۔ قرآن کو قرآن، حدیث کو حدیث اور قول معصوم کو قول معصوم ثابت کر کے غیر معصوم کے ضعیف اور غلط اقوال کو فوراً رد کر دیتا تھا۔ قریشی صاحب بیچارے کیا کرتے آخر تک وہی حاجتہ القلوب سے بار بار روایت پڑھی مگر اس کا راوی مسلم بن صدقہ رجال مامقانی ص۲۱۲ جلد ۳ سے شکی ثابت ہوا۔ اور عبارت موقعہ پڑھی گئی تو قریشی صاحب اس کا شیعہ ہونا نہ دکھلا سکے اور نہ صحیح روایت پڑھ سکے اور غیر صحیح اور ضعیف کو ماننے کون۔ رشتے برادروں کے ان خود ساختہ افسانوں پر ایمان کون لائے۔

مبلغ اعظم نے ان لڑکیوں کا ربیبہ ہونا کتب اہل السنت یعنی سیرت ابن ہشام جلد چہارم ص۲۹۳، تفسیر نیشاپوری جلد پنجم ص[illegible]، تفسیر کبیر جلد ہشتم ص۲۱۱ وغیرہ سے پیش کر کے مولوی دوست محمد کے جذباتی بیانوں کو ختم کر دیا۔ مبلغ اعظم نے فرمایا۔ مولانا! آپ ان علمائے اہل السنت پر کیا فتویٰ لگاتے ہیں جنہوں نے ان بیٹیوں کا باپ غیر کو لکھ دیا ہے کہ ربیبہ تھیں۔

اس کے بعد جب ان لڑکیوں کی شادیاں کفار سے کتب اہل سنت سے دکھلائی گئیں اور ابو العاص کا جنگ احد تک ایمان نہ لانا اور عتبہ اور عتیبہ پسران ابولہب جیسے کفار سے نکاح ہونا اور مدارج النبوۃ اور کتاب الاسماء والکنی للدولابی ص[illegible] جلد[illegible] سے حضرت عثمان کا بھی نکاح جناب رقیہ کے بعد ایمان لانا اور البدایہ والنہایہ جلد ۷ ص۱۹۸ سے حضرت عثمان کا بعد نکاح ایمان لانا ثابت ہوا تو سنی پبلک حیران ہو گئی۔ سا[illegible] ہو تو اس وقت ہوئی جب مبلغ اعظم نے بخاری شریف جلد اول ص۱۷۱ اور مشکوٰۃ شریف کتاب الجنائز سے یہ دکھلا دیا کہ حضورؐ نے حضرت عثمان کو جنازہ رقیہ سے روک دیا تھا۔ اللہ رے داماد کہ بیوی کی قبر اور جنازہ سے بھی روکا جا رہا ہے۔ الغرض قریشی صاحب بیچارے کیا لائے نہ قرآن سے ثابت کر سکے نہ حدیث سے نہ کسی امام معصوم کے قول سے۔ مبلغ اعظم نے باخبار متواترہ جناب سیدہ کی وحدت ثابت کر کے جب بخاری شریف ص۳۳۵ جلد ۱ سے جناب سیدہ پاک کا حق پڑھا، غضب ناک ہونا، واپس آنا، تا وفات غضب ناک رہ کے وفات پا جانا پڑھا اور [illegible] بیٹیوں کا مناظرہ کرنے والو! تمہارے در باروں سے [illegible]

ایک بیٹی معصومہ بتول بضعۃ الرسول جیسی بیٹی خالی چلی گئی۔ بیٹیوں کا مناظرہ کس برتے پر کرتے رہتے ہو۔ جب سیّدہ کے حق پر مبلغ اعظم نے قرآن و حدیث پڑھی اور حسانی آنا ذکر کیا۔ دردناک منظر کھینچا سر پر قرآن اٹھا کر کہا بخاری شریف میں لکھا ہے کہ خاتون آئیں غضبناک ہو کے آئیں غضبناک ہی مر گئیں، کلام ترک کر گئیں بالکل اور مہاجرت کر کے مر گئیں تو جوشی سیّد مولوی دوست محمد کے اردگرد بیٹھے تھے غیرت قومی سے سر جھکا گئے آبدیدہ ہو گئے۔ اب قریشی پریشان تھا کہ کیا کروں۔ نہ صحیح حدیث ملتی ہے نہ آیت صادقہ آتی ہے نہ مبلغ اعظم کے زور بیان اور کثرت معلومات کے سامنے کوئی پیش جاتی ہے نہ کوئی بات چھپائی جاتی ہے اور صرف ڈھٹائی کام نہیں آتی کیا کروں۔ صرف منہ سے ڈاڑھی چبانے پر زور تھا۔

حضرات! یہ منظر پورے مناظرہ میں قابل دید رہا کہ جب مبلغ اعظم شیر کی طرح گرجے اور دریا کی روانی سے قرآن و حدیث پڑھتے مونچھوں پہ پہا دوا نہ تاؤ دیتے تو مولوی دوست محمد صاحب اپنی ڈاڑھی چبانا شروع کر دیتے۔ مبلغ اعظم کی مونچھوں کا تاؤ، مولوی دوست محمد کا ڈاڑھی چبانا ہمیشہ یاد رہے گا۔ یہ مناظرہ مولوی دوست محمد کا آخری مناظرہ ہو گا امید ہے آئندہ اس شکست کے بعد مبلغ اعظم کے سامنے آنے کی جرأت نہیں کرے گا۔ اور اس شکست کا یہ اثر ہوا کہ مولوی دوست محمد صاحب دوسرے دن کے مناظرہ کے لئے تیار ہو گئے کہ شاید کھوئی ہوئی عزت ہاتھ آ جائے۔ ورنہ یہ کہا تھا کہ جب تک مناظرہ بنات الرسول کا فیصلہ نہ ہو جائے کوئی دوسری بات نہ شروع ہو گی لیکن اب مجبور تھا۔ اس مسئلہ میں مزید دلائل موجود نہ تھے۔ پبلک دل شکستہ تھی، عزت علمی رہ نہ گئی تھی۔ شیعہ لوگ نعرے لگاتے جا رہے تھے۔ جناب سیّدہ کے فضائل گنتے جا رہے تھے۔ جناب سیّدہ کے تمام مقام یاد کرتے جا رہے تھے۔ حد یہ ہو گئی کہ مولوی دوست محمد کو روایت اور آیت تو کجا صحاح ستہ اور مشکوٰۃ شریف باب مناقب اہل بیت اور بخاری شریف کے باب مناقب قرابۃ النبی میں ان لڑکیوں کا نام تک نہ ملا۔ جب فاطمہ بضعۃ منی پر بحث ہوئی تو دوسری کسی لڑکی کے متعلق لفظ بضعہ اور ٹکڑا نہ دکھلا سکا۔

مبلغ اعظم نے جب لفظ بضعہ سے حقیقی بیٹی ہونے پر استدلال کیا تو تمام شبہات دور ہو گئے بلکہ بہت سے سنی لوگ شیعہ ہو گئے۔ اب شیعہ پُر جوش اور سنی خاموش تھے۔ مبلغ اعظم نے دوسرے دن کے مناظرہ کا اعلان کر دیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ مناظرہ ضرور ہو گا۔ اگر

دیوان صاحبان نے اجازت نہ دی تو کسی اور جگہ ہو جائے گا لیکن قریشی کو بھاگنے نہ دوں گا۔ کل انشاء اللہ خلافت کے مسئلہ پر قرآن اور حدیث سے ان کے بزرگوں کی خلافت کو غلط ثابت نہ کر دکھاؤں تو مناظر نہ کہنا اور بارہ خلیفے اور بارہ امام قرآن شریف سے ثابت کر کے حضرت علی علیہ السلام کے سر پر خلافت کی دستار بندی بدست رسالتمآب نہ دکھلا دوں تو شیعہ نہ کہنا۔ اس وقت قریشی صاحب کے چہرہ کی مرجھاہٹ، پیشانی کے شکن، آنکھوں کا جھکاؤ بلکہ پتھراؤ قابل دید تھا، دنیا حیران تھی کہ اس مسئلہ پر تو یہ حال ہے تو کل خلافت پر کیا بنے گا۔ الغرض اس پر یہ مناظرہ ختم ہوا اور دنیا کل کے انتظار میں بکھر گئی۔ اللھم صل علی محمد و آل محمد سچ ہے۔ الحق یعلو ولا یعلیٰ والحق مع علی۔

دُوسرے دن

مناظرہ بر مسئلہ خلافت اصحاب ثلاثہ

دوسرے دن مبلغ اعظم صاحب قریشی صاحب سے پہلے تشریف لا کر کرسی پر بیٹھ گئے۔ بعد میں قریشی صاحب تشریف لائے مگر وہ کل کا جوش و خروش کہاں، زور اور شان کہاں، چہرے کی روشنی اور زینت کہاں۔ میدان مناظرہ میں تشریف لاتے وقت چہرہ اداس تھا۔ کیونکہ من مانا مایہ ناز اور اصل مسائل کا موضوع فتح ہو چکا تھا اس کی شکست کی کوفت تیح کے موضوع کی دہشت قریشی صاحب کو کھائے جا رہی تھی۔ وقت ہو گیا مناظرہ شروع ہوا قریشی صاحب نے خطبہ کے بعد آیہ استخلاف کو قرآن مجید سے دیکھ کر پڑھا۔ کیونکہ حفظ یاد نہ تھی۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ الخ کو پڑھ کر اپنے خلفاء کو وعدۂ خداوندی کا مصداق اور موعود ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حضرات! وعدۂ خداوندی پورا ہو گیا۔ جن سے وعدہ تھا وہ خلیفے بن گئے۔ اگر وہ خلیفے نہ ہوتے تو حضورؐ کے منبر پر کیسے بیٹھ جاتے حکومت پر کیسے قابض ہو جاتے۔ ان کا منبر پر بیٹھ جانے قابض ہو جانے غالب ہونے کو آخر تک دلیل خلافت بنایا۔ مبلغ اعظم نے اسی آیۂ استخلاف کو اس روانی اور ادائیگی قرأت اور خوش الحانی سے پڑھا کہ اپنے بیگانے

جھوم گئے۔ آپ نے آیۂ استخلاف وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ کو پڑھ کر فرمایا کہ حضرات! یہ موعود من اللہ خلیفوں کا ذکر ہے جن کا ایمان مشاہدہ اور شہود قرآنی تک پہنچا ہوگا۔ اعمالِ صالحہ کی حد عصمت تک ہوگی۔ کیونکہ الصّٰلحات جمع معرف باللام ہے جو فائدہ استغراق دیتی ہے یعنی کل اعمال ہوں گے اور وہ سوائے معصوم کے اور کسی میں نہیں ہو سکتے۔ یہ مومن ہیں جن کے ایمان اور اعمال اور خلافت کا خالق نے خود دوسری جگہ اعلان فرمایا اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ آمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوةَ وَهُمْ رٰکِعُوْنَ۔ (پ۶۔ سورۃ المائدہ) کہ تمہارے ولی صرف تین ہیں اللہ اور اس کا رسول اور وہ مومن جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اس حال میں کہ وہ رکوع کرنے والے ہیں۔ تیسرا ایمان، عمل اور ولایت ثابت ہوگئی۔ صرف مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ کو یاد کرو۔ رکوع کی حالت میں حضرت علیؑ نے فقیر کو انگوٹھی دے دی۔

حضرات! اس کے بعد آیۂ استخلاف سے مبلغ اعظم نے ائمۃ الہدیٰ کے تین وعدے ثابت کئے۔

اوّل:۔ ان کی خلافت کا اعلان مثل خلافت ہارون، آدم، داؤد اور حضرت ابراہیم علیہ السلام۔

دوم:۔ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ سے ائمہ طاہرین کے مذہب شیعہ کو مذہب حقہ صادق اور مرتضےٰ اور مضبوط ثابت کر دیا کہ سوائے مذہب شیعہ کے اصول اور فروع کسی مذہب کے مضبوط اور ثابت نہ ہوں گے۔ اس مذہب کے ہر مسئلہ کی دلیل مضبوط اور متمکن ہوگی، ٹوٹ نہ سکے گی۔ دِیْنَهُمْ صاف کہہ رہا ہے کہ وہ دین کے مالک ہیں، امام ہیں، معصوم ہیں، دینی خلیفے ہیں۔ دنیاوی اور سیاسی نہیں۔

الَّذِی ارْتَضٰی کا جملہ اس مذہب کو تمام مذاہب پر فوقیت دے رہا ہے۔ کیونکہ خدا کا وہ پسندیدہ مذہب ہے۔ ائمہ طاہرین کا دین اور مذہب ہے۔ کیونکہ وہ مرضاۃ اللہ

کے مالک ہیں۔ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ان کی شان ہے۔ یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ ان کے محبّ و محبوب ہونے کی سند ہے۔ تیسرا وعدہ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا کا ہے کہ ان کا خوف اور تقیہ ہمیشہ نہ رہے گا۔ بلکہ آخری خلیفۃ اللہ المہدی الہادی کے دورِ ظاہری میں جہاد بالسیف سے خوف امن میں بدل جائے گا۔ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا۔ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ کا ہم معنی اور مترادف ہے کہ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ کہ شرک بڑا ظلم ہے جن سے شرک سرزد ہوا۔ اور اَلشِّرْكُ فِیْکُمْ اَخْفٰی مِنْ دَبِیْبِ النَّمْلِ (درِ منثور ص۳۶ ج۴، ادب المفرد [illegible]) کے مصداق ہیں عہدۂ امامت اور خلافت نہیں پا سکتے لہٰذا ثلاثہ صاحبان کا دامن جب تک شرک سے دائمی طور پر یعنی ماضی، حال، استقبال تینوں میں پاک ثابت نہ ہو خلافت اور امامت کہاں۔ وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ سے مبلغ اعظم نے ثابت کر دیا کہ امامت اور خلافت اصول دین میں داخل ہے ورنہ کفر کیسا۔ اور مَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ کا معنی کیا اور فرمایا هُمُ الْفٰسِقُوْنَ سے وہی فاسق مراد ہیں جو اَلْفٰسِقُوْنَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ یُّوْصَلَ کہ جو اللہ کا عہد اور اعلان کو پختہ ہونے کے بعد توڑتے ہیں اور جس میں وصل کا حکم ہے اس میں فصل پیدا کرتے ہیں۔ یعنی خلیفہ بلا فصل میں فصل پیدا کرتے ہیں اور ما امر اللہ کے مامور من اللہ کو اجماعی اور سیاسی خلیفہ بناتے ہیں۔ مبلغ اعظم نے فرمایا۔ حضرات! یہ آیۂ استخلاف موعود من اللہ خلفاء کی شان میں ہے۔ مثل آدم، داؤد، ہارون کے خلفاء کی آیت ہے۔ دین مرتضےٰ کے مالک خلفاء کی آیت ہے۔ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا کے مصداق مظلوم خلفاء کی آیت ہے۔ وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ کے مطابق اپنے منکروں اور باغیوں کی آیت نہیں۔ سیاسی، باغی، طاغی افراد کی آیت نہیں۔ اس کے بعد مبلغ اعظم نے صحیح مسلم جلد دوم ص۱۱۹، ترمذی شریف جلد دوم ص۱۰۱ سے یہ حدیث پڑھی لَا یَزَالُ هٰذَا الدِّیْنُ عَزِیْزًا مَنِیْعًا اِلٰی اثْنٰی عَشَرَ خَلِیْفَةً کو ملا کر دیکھو یہ بارہ کس دین کے خلیفے ہیں۔ دین مرتضےٰ کس کا دین ہے

کون ہے۔ مبلغ اعظم نے فرمایا کہ اللہ رسے شانِ خلافت مہدی شہنشت گواہ چست۔
خود خلفاء کو تو اپنی خلافت کا علم نہیں اور مولوی دوست محمد صاحب ان کے اثبات میں زور
لگا رہے ہیں۔ جب اجماع شوریٰ پر بات آئی تو مبلغ اعظم نے ہر سہ خلفاء کی خلافت پر
حضرت علی علیہ السلام کی عدم رضامندی ثابت کر دی۔ چنانچہ بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۰۹
سے خَالَفَ عَنَّا عَلِیٌّ دکھلا دیا کہ حضرت علیؑ بوقت سقیفہ خلافت اولیٰ سے
مخالف ہو گئے اور بیعت نہ کی۔ ثُمَّ بَایَعَ بَعْدَ سِتَّۃِ اَشْہُرٍ کہ فاطمہؑ کی حیاتی میں
بیعت نہ کی اور بعد میں حضرت خلیفہ اول کو بلا کر اپنا استحقاق ثابت کر دیا اور ناراضگی
کی وجہ بتلا کر ترک موالات سے روکا اور خلافت ثانیہ پر شرح عقائد نسفی سے تعریض دکھلا دی
اور خلافت ثالث میں مخالفت اور ناراضگی اولاً تجعلن علی اعناقنا سبیلاً
تک کی نوبت ثابت کر دی کہ حضرت علیؑ ان سے ناراض ہو گئے۔ حتیٰ کہ عبد الرحمن
بن عوف نے ان کو قتل کی دھمکی دی۔ جب شیعہ سیدہ اور العراق باپ فاطمہؑ کی نوبت
آئی تو سید سنی سرنگوں ہو گئے۔ اپنے مریدوں کی مجبوری سے گھبرا گئے آخر کار
حضرت علی علیہ السلام کی ثلاثہ کے پیچھے نماز پڑھنے سے قریشی صاحب نے استدلال
کرنا چاہا مگر ناکام رہے۔

اول تو حضرت علیؑ کا بہ نیت اقتداء ان کے پیچھے نماز پڑھنا ثابت ہی نہ کر سکے بلکہ
صَلِّ بِنَفْسِہٖ بحار الانوار جلد ہشتم سے دکھلایا گیا کہ آپ اپنی نماز پڑھتے تھے۔

دوم۔ احتجاج طبرسی کی روایت بسلام پڑھنے میں خیانت کی جو موقعہ پر پکڑی گئی کہ
حضرت علی علیہ السلام کے قتل کی سازش کا حصہ چھوڑ دیا اور اگلی پڑھی لیکن جب پوری
روایت سامنے آئی تو شکوہ شیر کہنے والوں کی ہوا اکھڑ گئی۔

سوم۔ جب مشکوٰۃ صفحہ سے نماز خلف کل مسلم برًّا کان او فاجرًا
اِنْ عَمِلَ الْکَبَائِرَ کہ نماز ہر نیک و بد کے پیچھے ہو سکتی ہے مگر خلافت کیلئے تمام
اعمال صالحہ کی شرط ہے اور فروع کا فیصلہ ہے حضرت علیؑ کا اپنی نماز خود پڑھنا بلکہ بسا اوقات
حق اور غلط ظاہر ہوا ہونے کے موقعہ پر دہرا لینا اور ان کے اماموں کا بمنزلہ دیوار کے ساتھ
کھڑا ہونا دکھلایا گیا تو مولوی دوست محمد قریشی کی اس جذباتی دلیل کا حال بہت پتلا ہو گیا
جب مبلغ اعظم نے بخاری شریف سے قاتلانِ عثمان کے پیچھے حسب اجازت عثمان صحابہ

قریش کی نسل علیؑ اور مصطفیٰ شاخ بنی ہاشم ہے یا کوئی اور۔ تمام بنی ہاشم سے مصطفیٰ بنی فاطمہ
ہیں یا کوئی اور۔ فرمایا ہمارے مولا علیؑ، حسنؑ، حسینؑ، زین العابدینؑ، محمد باقرؑ،
جعفر الصادقؑ، موسیٰ کاظمؑ، علی رضاؑ، محمد تقیؑ، علی نقیؑ، حسن عسکریؑ، امام مہدی صلوٰۃ اللہ
علیہم سے بڑھ کر دین کا مجسم مجموعہ دکھلا دیجئے، دین کا عالم دکھلا دیجئے، خدا کا محبوب
اور مرتضیٰ دکھلا دیجئے، خاندان محمد سے دکھلا دیجئے اپنے بارہ خلفاء اور آئمہ کی تعداد
اپنے مذہب میں دکھلا دیجئے۔ یا ترمذی حاشیہ صفحہ ۵۵ ج ۲ میں جو آپ کے بارہ خلفاء
یزید، ولید، مروان کی گردان لکھی ہے ان میں دِیْنَہُمُ الَّذِی ارْتَضٰی اور
لَا یَزَالُ ھٰذَا الدِّیْنُ عَزِیْزًا مَنِیْعًا کی شان دکھلا دیجئے۔ آپ نے
حدیث ثقلین سے قرآن اور اہل بیت کو پڑھا اور جامع الصغیر سیوطی صفحہ ۱۰۳ ج ۱
سے قرآن اور اہل بیت کا "خلیفتین" ہونا پڑھا۔ حضرت علیؑ کی نسبت مَنْ کُنْتُ
مَوْلَاہُ۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اور اَنْتَ خَلِیْفَتِیْ
وَھُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ بَعْدِیْ پڑھا اور عمدۃ القاری شرح صحیح
بخاری جلد دہم صفحہ ۲۳۳ سے باب العمائم سے غدیر خم میں علیؑ کے سر پر دستار
بندی پڑھی۔ حضرت حجتؑ کی بارہویں خلافت ظاہری دکھلائی۔ تیس سال کی خلافت سے
مراد خلافت بلا فصل حضرت علیؑ کی ثابت کی۔ کیونکہ علیؑ رسالت مآبؐ کے بعد تیس
سال زندہ رہے جو آپؐ کے خلیفہ بلا فصل تھے۔ اور صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۱۲۰ سے
بقول حضرت عمر لَمْ یَسْتَخْلِفْ رَسُوْلُ اللّٰہِ سے اصحاب ثلاثہ کا عدم استخلاف
یعنی بنص خدا اور رسولؐ خلیفہ نہ ہونا ثابت کر دیا کہ یہ رسول اللہ کے ساختہ پرداختہ
خلفاء نہیں ہیں۔ چنانچہ مولوی دوست محمد نے پورے ڈیڑھ بجے صاف اقرار کر لیا کہ ہم
یہ کب دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کو اللہ اور رسولؐ نے خلیفہ بنایا ہے۔ چنانچہ سنی پبلک کے
چہرے فق ہو گئے کہ یا اللہ! یہ کیا کہا کہ اللہ و رسولؐ کے بنائے ہوئے خلیفے نہیں
پھر آیت کیسی اور حدیث کیسی۔ مولوی دوست محمد نے اپنی پبلک کی مجبوری پر کہا کہ
میں کیا کر سکتا ہوں۔ جب اللہ و رسولؐ نے ان کو بنایا نہیں۔ قرآن اور حدیث میں ان
کی خلافت کا اعلان آیا نہیں۔ اور لَمْ یَسْتَخْلِفْ حضرت عمر کا خود اقرار ہے اور حضرت
خلیفہ ثانی کو یہ حسرت رہ گئی کہ کاش حضورؐ سے دریافت کر لیا ہوتا کہ آپ کے بعد خلیفہ

مناظرہ بستی بہار شاہ ضلع مظفر گڑھ کے مناظرہ میں جب شرائط نامہ تحریر ہونے لگا تو اسی مولوی دوست محمد قریشی کی جھنگی میں

کا نماز پڑھنا دکھلا دیا۔ حسنین علیہما السلام کی نماز مروان جیسے فاسق کے پیچھے خود اہل السنت کی کتاب بیہقی ص۳۱ جلد سوم سے دکھلا دی۔ الغرض مولوی دوست محمد صاحب نہ خلافت ثابت کر سکے نہ چار بیٹیاں۔ بہت سے لوگ شیعہ ہو گئے جو ابھی تک مذہب حقہ پر قائم ہیں اور تنظیمی ملاؤں کی شکست کا یقینی ثبوت ہیں۔

حضرات! یہ وہ لوگ ہیں جو خیبر کی فتح کے بعد علیؑ کی فتح کا اقرار نہیں کر سکے اور ثلاثہ کے فرار کا اظہار نہیں کر سکے۔ مگر خدا اپنے دین کی فتح کیسے چھپنے دیتا۔ سچ ہے

شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوتِ پروردگار
لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیْ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوْالْفِقَار

مناظرہ میں چند چشم دید گواہوں کے نام

جناب ظفر علیخان صاحب رئیسِ اعظم جہان پور ضلع ملتان۔ فیض علیخان صاحب لنگاہ رئیسِ اعظم جہان پور، فرزندان خان اللہ بخش خانصاحب لنگاہ۔ مرید عباس صاحب لنگاہ رئیسِ اعظم شجاعت پور ضلع ملتان۔ علی نواز صاحب لنگاہ رئیسِ اعظم شجاعت پور ضلع ملتان۔ جناب سید مقصود علی صاحب شمسی جہان پور۔ نور محمد صاحب خاکی۔ سید حسین شاہ صاحب و دیوان سید حضور بخش صاحب بانیانِ مناظرہ۔ جناب صفدر علی صاحب لنگاہ رئیسِ اعظم جہان پور پسر خورد جناب اللہ بخش خانصاحب لنگاہ۔ سید اصغر علیشاہ صاحب جہان پور۔ قادر بخش صاحب منظور حسین صاحب۔ غلام رسول صاحب منشی غلام حیدر و جناب غلام حیدر صاحب لنگاہ۔

(ناشر)

ناصر حسین ناصر معین مناظرہ درسِ آلِ محمد لائل پور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آئینہ شکستِ تونسوی

در

مسئلہ بناتِ نبی

بمقام وجھی متصل میانی تحصیل بھلوال

ضلع سرگودھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرات مومنین! ہم اس سے قبل شکست تونسوی و اچھروی و میانوی و بھیروی و دیوبندی و بریلوی ایک اشتہار میں بمقام وچھی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا واضح کر چکے ہیں کہ دیوبندی و بریلوی عبدالستار تونسوی، محمد عمر اچھروی، مفتی محمد رفیق میانوی، کرم حسین شاہ بھیروی اور افتخار بگوی یہ سب مل کر بھی مذہب حقہ شیعہ خیر البریہ کی صداقت کا مقابلہ نہ کر سکے۔ مسئلہ خلافت اصحاب ثلاثہ پر باوجود اپنے اشتہار میں شائع کرنے کے موقعہ پر بحث کرنے سے صاف انکار کر گئے۔ اور جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا طیبہ طاہرہ بنت رسولؐ کی وحدت، فضیلت، عصمت و طہارت کے مقابلہ میں نصوص صحیحہ متواترہ قطعیہ چار بیٹیاں حقیقی ثابت کرنے میں ناکام رہے۔ مجمع بیشمار تھا، اہل السنت کی کثرت تھی، بڑہ عام تھا۔ لہٰذا شور و غوغا تو بہت کیا لیکن علمی مقابلہ نہ کر سکے۔ اصولی مناظرہ کی تاب نہ تھی حضورؐ کی حقیقی چار بیٹیاں کسی آیت محکم اور حدیث صحیح متواتر سے ثابت نہ کر سکے اور ضعیف روایات پر خود قائم نہ رہ سکے۔ خلافت اصحاب ثلاثہ کے قریب آخر وقت تک نہ آتے اور لوگ ان کی کمزوریوں کو بھانپ کر شیعہ ہو گئے۔ غلط اور جھوٹا پروپیگنڈہ جو ایڑی چوٹی کا زور لگا کر کیا تھا چار دن میں ہباء منثورہ ہو کر رہ گیا۔ لہٰذا اب ہم اس کتاب میں حسب وعدہ شکست تونسوی در مسئلہ بنات نبیؐ کی مختصر روئیداد شائع کرتے ہیں۔ تاکہ پڑھے لکھے حضرات دلائل کے قوت اور ضعف، صحیح اور غلط، صدق و کذب، حق اور باطل کا خود اندازہ لگا لیں۔ کیونکہ مذہب شیعہ اثنا عشریہ صداقت کا وہ قلعہ و حصار ہے جس کو باطل کے بیشمار حملے اور زلزلے بھی نہ ہلا سکیں گے۔

حضرات! مولوی عبدالستار صاحب تونسوی نے باوجود ہزار شور و غوغا کے کل تین روایات کتب شیعہ سے پیش کیں۔ مختلف کتب سے بار بار انہیں کا تکرار و اعادہ کیا۔ دیگر نہ کوئی آیت اور نہ ہی کوئی روایت میدان مناظرہ میں پیش کرنے کی جرأت و ہمت ہوئی۔ روایت اوّل حیات القلوب جلد دوم ص۵۱۸ سے پیش کی کہ قرب الاسناد میں بسند معتبر حضرت

صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا کی اولاد حضرت خدیجہؓ سے طاہر و قاسم، فاطمہؑ، ام کلثوم، رقیہ و زینب متولد ہوئے۔ اس کا جواب اسی وقت دیدیا گیا کہ حضور! یہ روایت تیلیوں کی ہے شیعہ کی نہیں، ضعیف ہے صحیح نہیں کیونکہ اس کا سند یہ ہے۔

روی الحمیری فی قرب الاسناد عن هارون بن مسلم عن مسعدة بن صدقة عن جعفر عن ابیه علیهما السلام۔

اس سند میں ایک راوی "حمیری" شارب الخمر ہے۔ اسی وقت تونسوی صاحب کو رجال مامقانی جلد اوّل ص۱۴۲ سے دکھلا دیا گیا کہ "انه کان یشرب الخمر" یعنی وہ "حمیری" ہمیشہ شراب پیتا تھا۔ حتیٰ کہ اس کا چہرہ سیاہ ہو چکا تھا۔ اور مزید برآں یہ بھی عرض کیا گیا کہ ہمارے ملنگوں پر بھنگ نوشی کا الزام لگاتے ہو اور خود شرابیوں کی روایات پیش کرتے ہو اور انہیں اپنا دین و ایمان بنائے پھرتے ہو۔ اور دوسرا راوی اس سند روایت میں مسعدہ بن صدقہ ہے جو سنی تبری ہے۔ چنانچہ رجال مامقانی جلد ۳ ص۲۱۲ نکال کر عبدالستار صاحب کے سامنے جا کر رکھ دی گئی۔ کہ مسعدة بن صدقة عامی بتری۔ یعنی مسعدہ بن صدقہ عامی تبری ہے۔ روایت تیلیوں کی ہے کسی شیعہ راوی کی صحیح روایت پیش کرو۔ مگر ہمت کہاں؟ بہت دیر تک پریشان بیٹھے اور تلاش بسیار کرنے کے بعد شور مچایا کہ وہ صحیح دکھلاتا ہوں۔ میں عبدالستار ہوں اسماعیل! تو مجھے جانتا نہیں میں عبدالستار ہوں؟ وہ صحیح اور سنی ہمارے چہرے کھل اٹھے اور افتخار بگوی صاحب تو فرط مسرت سے رقص فرمانے لگے کہ شاید ہمارے مولوی صاحب کو چار بیٹیوں کی صحیح روایت مل گئی۔ مگر وہ اُلٹا وبال جان بن گئی چنانچہ تونسوی صاحب نے حیات القلوب جلد دوم ص۷۴۳ سے پڑھا کہ ابن ادریس بسند صحیح از امام محمد باقر علیہ السلام روایت کردہ است کہ رسولؐ دختر بدو منافقان داد۔ یعنی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت رسول کریمؐ نے دو لڑکیاں دو منافقوں کو دیں، ایک کا نام ابوالعاص اور دوسرے کا نام تقیۃً ترک کر دیا۔ بس پھر کیا تھا۔ عبدالستار کے طوطے اُڑ گئے کہ وعدہ چار بیٹیاں دکھلانے کا تھا اور کہ دو منافق دکھلانے کا۔ بس اب پریشان تھا کہ اگر روایت صحیح کہوں تو اپنے ہی منہ سے اپنے بزرگ کو منافق ماننا پڑتا ہے اور اگر منافق مان لوں تو بحث کیسی؟ جھگڑا کس بات کا؟ قصہ ختم شیعہ کا مذہب ثابت جیسے پنجابی مثل نے کہا

حضور! اوّل تو ابنِ ادریس خود ہی صحیح نہیں، دوم اس روایت میں لفظ چار دکھایئے۔ پھر حقیقی بیٹیاں دکھلایئے اور پھر تیسرا منافق تسلیم کیجئے۔ ورنہ یہ روایت نہ پیش کیجئے۔ لوگوں میں شور پڑ گیا کہ عبدالستار منافق کی روایت پیش کر رہا ہے۔ نامراد الٹا خود اپنے بزرگوں کو منافق ثابت کر رہا ہے۔ اے افسوس! اس کو منافق کے بغیر کوئی روایت نہ مل سکی۔ تونسوی الفاظ کے چکر میں اسے چھپا تو رہا تھا۔ مگر مبلغ اعظم نے کتاب منگوا کر صفحہ نکال کر لفظ منافق تمام مجمع کو پڑھ کر سنایا اور فرمایا کہ اس کو کہو لفظ چار دکھلائے جس کے لئے پیش کر رہا ہے یا اس کو منافق تسلیم کرے۔ بس پھر کیا تھا سمجھدار سنّی کہنے لگے ہزار دفعہ کہا کہ شیعوں کے ساتھ مناظرہ نہ کیا کرو۔ ورنہ جو چار آدمی رہ گئے ہیں وہ بھی شیعہ ہو جائیں گے۔ میانی کے مفتی محمد رفیق، بھیرہ کے پیر کرم شاہ اور بگوی سب حیران کھڑے تھے کہ کیا کریں اور روایت ملتی نہیں، اس میں لفظ منافق ہے۔ اس کو صحیح مانیں تو مذہب اہل السنّت ختم، شیعہ ثابت۔

حضرات! سب سے بڑی یہ روایت تھی جس پر ناز، اعتماد اور شور تھا۔ اب ذرا مذہب اہل السنّت کے دلائل اور تونسوی کے ذخیرۂ استدلال کا خود ہی اندازہ لگایئے ہزار دفعہ واضح کیا گیا ہے کہ مذہب شیعہ محکم ہے، مضبوط ہے، ثابت ہے، مربوط ہے۔ اس کا علمی و استدلالی مقابلہ مشکل ہے۔ بعض سنّی علماء اور مولوی صاحبان اپنے تاثرات کا یوں اظہار کر رہے تھے کہ تو یہ چار بیٹیوں کا موضوع عبدالستار کا مایۂ ناز موضوع ہے مگر اس میں بھی یہ حال ہے۔ جھوٹ اور شئے ہے اور صداقت و حقیقت چیزے دیگر۔ اس روایت کو اسی لئے اپنے اشتہار میں چھپا گئے ہیں کہ چار بیٹیوں کی بجائے لفظ دو منافق لکھے ہوئے ہیں۔ شیعہ سنّی حضرات کو چاہیئے کہ وہ عبدالستار کو پکڑ کر پوچھیں کہ یہی روایت پیش کی تھی جس میں دو منافق لکھے ہیں، تم اب منافق بھی مان گئے۔

روایت سوم

تونسوی صاحب نے بڑے طمطراق شور و غوغا سے کہا، چلو جی اس کو چھوڑ دیں کتاب نہج البلاغۃ شیعوں کے فرشی قرآن سے اور مولا علیؑ کے متواتر کلام سے چار بیٹیاں ثابت

کرتا ہوں۔ (سماعیل!) تو مجھے نہیں جانتا؟ میں عبدالستار ہوں [illegible] آئے۔ یہ کہہ کر کتاب نہج البلاغۃ جلد دوم صفحہ [illegible] مَا اَعْلَمُ [illegible] یہ عبارت پڑھ کر حضرت علیؑ نے حضرت عثمان سے فرمایا کہ تو نے حضرت [illegible] دامادی سے بھی کچھ نہ کچھ حصہ پایا ہے جو ان دونوں یعنی ابوبکر و عمر نے [illegible] کر شور مچایا کہ لو چار بیٹیاں ثابت ہو گئیں۔

مبلغ اعظم نے کہا تونسوی صاحب! یہ کتاب نہج البلاغۃ کلام [illegible] ہے۔ باب مدینۃ العلم کا کلام ہے۔ نہج البلاغۃ اس کا نام [illegible] آپ کے بزرگوں کو نہ آئی۔ [illegible] کہ فصاحت و بلاغت کس شے کا نام ہے۔ اس کا ترجمہ چار بیٹیاں کہاں [illegible] حضرت کی اولاد کہاں۔ اس میں تو لفظ "رحم" ہے [illegible] تو دامادی میں سے بھی تھوڑی سی نسبت پائی ہے جو [illegible] جس کے معنی بعض کے ہیں۔ اگر پورا داماد ہوتا تو لفظ "من" [illegible] تب ہوتا جب بیٹیاں پوری حقیقی ہوتیں۔ بیٹیاں ربیبہ، نسبت کمزور، جیسی بیٹیاں ویسا داماد۔ نہ بیٹیاں پوری نہ داماد پورا۔

مبلغ اعظم نے فرمایا تونسوی صاحب! لفظ "وشیجۃ" کے بجائے حضرت عثمان کے لئے لفظ "صہر" دکھلایئے تاکہ [illegible] تمہاری مستند کتابوں سے دکھلاتا ہوں [illegible] حضرت علی علیہ السلام کے لئے [illegible] جلد اوّل [illegible] حتیٰ نقمت علیٰ صہر رسول اللہ [illegible] یعنی فرزندانِ حضرت جعفر نے حضرت علی علیہ السلام کو کہا کہ تو نے رسول اللہ کی دامادی کا پورا [illegible]

مبلغ اعظم نے فرمایا حضور! [illegible] دکھلایئے [illegible] رسول اللہ [illegible] لقد نلت من صہر [illegible] جو بلاغت سے پُر ہے، جس کا ایک [illegible] کیوں؟ سچ ہے کہ ملاں تونسوی اور [illegible] لفظ "رحم" کی [illegible] رحم دکھلا نہ سکا۔ لہٰذا استدلال باطل [illegible] مناظرہ کا [illegible]

اِذَا جَاءَ الْاِحْتِمَالُ بَطَلَ الْاِسْتِدْلَالُ۔ کہ جب احتمال اور شک آجائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے۔ مبلغ اعظم نے فرمایا حضور! حضرت علی علیہ السلام کے لئے قرآن مجید تک لفظ صِہر آیا ہے مگر ان میں ختن نہیں آیا۔ چنانچہ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا۔ پ۱۹ سورۃ فرقان میں اللہ تعالیٰ نے حضرت علی کو پورا صِہر فرمایا۔ یہ خطبہ جناب رسالتمآبؐ نے صرف نکاح حضرت علی علیہ السلام میں پڑھا۔ دیکھو اپنی کتابیں: ۱۔ مدارج النبوۃ۔ جلد ۲ صفحہ ۵۵، الریاض النضرۃ جلد ۲ صفحہ [illegible] مطبوعہ مصر ذخائر العقبیٰ صفحہ ۳۰ مطبوعہ مصر۔

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جیسا رشتہ نسب اور صِہر حضرت علیؑ کو حاصل ہے ذلیا عثمان کو نہیں۔ ہاں حضرت عثمان حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے قریب تر ہے۔ خواہ حضرت علیؑ کی نسبت بعید تر ہے۔ کیونکہ حضرت علیؑ اور رسول خدا بنی ہاشم سے حقیقی چچا زاد ہیں اور حضرت عثمان بنی امیہ سے ہے جو دو واسطہ بعید ہے۔ حضرت علیؑ حضرت فاطمۃ الزہراؑ سے داماد ہے جو حقیقی بیٹی ہے۔ حضرت عثمان ربیبہ بیٹیوں سے معمولی تعلق دامادی کا رکھتا ہے۔ یعنی بیٹیوں کی نسبت بھی مجازی ہے داماد بھی مجازی۔

تونسوی کے سوالات اور

مبلغ اعظم کے جوابات

تونسوی صاحب نے شور مچایا کہ مولوی اسماعیل! ان لڑکیوں کا باپ بتلایئے؟
مبلغ اعظم نے فوراً اہل السنت کی مستند کتاب سیرت ابن ہشام جلد ۴ صفحہ [illegible] مطبوعہ مصر سے دکھلایا: فَوَلَدَتْ لَهٗ هِنْدَ بْنَ اَبِیْ هَالَةَ وَزَیْنَبَ بِنْتَ اَبِیْ هَالَةَ کہ جناب زینب کے باپ کا نام ابوہالہ تھا اور دوسری لڑکیوں کے باپ کا نام عتیق بن عائذ مخزومی تھا۔ تونسوی صاحب نے کتاب منگوا کر خود دیکھی پڑھی اور چپ چاپ کھڑا ہو گیا۔ کتاب واپس، جواب ندارد، حجت تمام ہوئی۔

اس کے بعد مبلغ اعظم نے فوراً تفسیر کبیر اور قرآن مجید کی آیت سے ثابت کیا کہ وہ

لڑکیاں یتیم تھیں اور حضورؐ کے خانۂ اقدس میں ان کی پرورش ہوئی۔ [illegible] پ۳۰ سورۃ والضحیٰ) کہ اے میرے محبوب یتیم کو نہ جھڑکنا۔ [illegible] تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۲۲۱ مطبوعہ مصر سے یہ عبارت پڑھی: وَرُوِیَ اَنَّهَا نَزَلَتْ حِیْنَ صَاحَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی وَلَدِ خَدِیْجَةَ۔ کہ یہ آیت (یتیم کو نہ جھڑکو) اس وقت نازل ہوئی جب جناب رسالتمآبؐ نے جناب خدیجہؑ کے بچے [illegible] تو آواز آئی اے میرے حبیبؐ! ان یتیموں کو نہ جھڑکو۔

مبلغ اعظم نے فرمایا۔ جناب تونسوی صاحب! فرمایئے۔ جناب خدیجہؑ کے وہ کون سے بچے اور بچیاں تھیں جن کو اللہ تعالیٰ نے یتیم فرمایا ہے۔ یتیم تو وہ بچہ ہوتا ہے جس کا باپ فوت ہو گیا ہو۔ اگر حضورؐ ان کے باپ تھے تو یتیم کیسے؟ اگر یتیم تھے تو حضورؐ ان کے باپ کیسے؟ تونسوی صاحب نے یہ کتاب منگوا کر دیکھی [illegible]۔ باپ کا نام مل گیا، یتیم ثابت ہو گئیں، ہمارے دعویٰ میں احتمال آگیا، استدلال باطل ہو گیا۔ کیونکہ چار بیٹیوں کے مدعی اہل السنت ہیں۔ دعویٰ کو بلا تشکیک و تعارض ثابت کرنا ان کا فرض ہے۔ رہے ہم تو جناب سیدہ طاہرہ فاطمۃ الزہراؑ کو حقیقی بیٹی مانتے ہیں جس میں نہ شک ہے نہ شبہ نہ احتمال نہ اعتراض۔

اس کے بعد مبلغ اعظم نے اہل سنت والجماعت کی مستند کتاب تفسیر نیشاپوری سے ان بیٹیوں کا ربیبہ ہونا بھی دکھلایا۔ چنانچہ نیشاپوری علیٰ حاشیہ تفسیر ابن جریر صفحہ [illegible] جز [illegible] وربائبکم اللاتی کے تحت کہا تقول بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خدیجة پڑھا۔ کہ قرآن مجید میں ربیبہ بیٹیوں کا جو ذکر آیا ہے وہ ایسی ہوتی ہیں جیسے رسول اللہ کی بیٹیاں جناب خدیجۃ الکبریٰ سے تھیں۔

لیجئے! معاملہ صاف ہو گیا۔ قرآن مجید سے ان کا ربیبہ ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ یتیم ہونا بھی۔ ان کا باپ بھی مل گیا اور خود کتب اہل السنت سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ [illegible] خدیجۃ الکبریٰ سے تھیں (یعنی ربیبہ) [illegible]
مبلغ اعظم نے کہا تونسوی صاحب! [illegible] تمام عمر چار بیٹیاں چار بیٹیاں کہتے رہے ہو۔ اگر ہمت ہے تو دعویٰ بلا معارضہ و مناقضہ ثابت کرو۔ دیکھو! ہم تمہارے دعویٰ کو ضعیف و کمزور ثابت کر کے اس کے مقابلہ میں [illegible] پیش کر [illegible]

اس کا نام ہے [illegible]
[illegible] تونسوی صاحب کہ مولوی اسماعیل صاحب ! اپنے معصوم امام کے قول سے ان
دیگر بیٹیوں کا حضور کی بیٹیاں نہ ہونا دکھلا دیجئے۔ [illegible] نے اپنی کتاب احقاق الحق
ص ۲۲۹ [illegible] اہل [illegible] کے ثابت کرنے میں سند بھی جاتی ہے
اور ایک محقق [illegible] کی کتاب ہے [illegible]

روی اهل العلم عن آئمة اهل البیت وهاتان الابنتان المنسوبتان
الی رسول الله [illegible]
[illegible] اہل علم نے [illegible] سے روایت کی ہے کہ یہ دونوں بیٹیاں جو رسول خدا کی
جانب منسوب [illegible]

آیت اول

وانذر عشیرتک الاقربین [illegible] اے پیغمبر اپنے بہت قریبیوں کو ڈرا
بخاری شریف ص ۲۸۵ جلد ۱ [illegible] وانذر
عشیرتک الاقربین [illegible] نام لے لیکر فرمایا
یا بنی عبد مناف [illegible] یا عباس بن عبد المطلب [illegible] یا فاطمة بنت محمد سلینی ما شئت
من مالی [illegible] اے عباس بن عبد المطلب
اے صفیہ [illegible] رسول اللہ کی پھوپھی [illegible] سلینی ما شئت من مالی اور اے
فاطمہ بیٹی محمد کی۔ میرے مال سے جو چاہتی ہو مانگ لو [illegible] مگر اللہ سے تم کو بے نیاز
نہ کر سکوں گا [illegible]
[illegible] داخل نہیں۔ بنت محمد
بنت واحد [illegible] ثابت ہوئی۔ ایک
بیٹی [illegible]
[illegible] دعویٰ رسالت میں
[illegible]

اس کا مطلب تونسوی سے کچھ جواب نہ بن آیا بیٹھا سن رہا تھا۔ پھر اس سے پوچھا اس آیت کا
کیا جواب ہے ؟
آیت مباہلہ میں تو تم کہتے ہو فوت ہو گئی تھیں اب تم زندہ تھیں ۔ اس کا
جواب دو۔

آیت دوم آیۂ تطہیر

[illegible]

عن عائشة قالت خرج النبی صلی الله علیه وآله وسلم
غداة علیه مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخله
ثم جاء الحسین فدخل معه ثم جاءت فاطمة فادخلها ثم جاء علی
فادخله ثم قال انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت
ویطهرکم تطهیرا [illegible]
ترمذی شریف ص ۲۲۳ جلد ۲ باب مناقب اہل بیت نبی ۔ [illegible]
کتاب التفسیر [illegible]

"چھ ماہ آیۂ تطہیر کی تلاوت بر دروازہ سیدہ فاطمۃ الزہرا"

عن انس بن مالک ان رسول الله کان یمر بباب فاطمة ستة اشهر
اذا خرج لصلوة الفجر یقول الصلوة یا اهل البیت انما یرید الله
لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا
ترمذی شریف ص ۱۴۵ جلد ۲ [illegible]
ان کی اولاد ان کے شوہر اور اس کے سوا کوئی داخل نہ تھا۔
انس بن مالک سے روایت ہے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھ
مہینے جب نماز فجر کے لئے نکلتے تو دروازہ فاطمہ پر گزرتے [illegible]
"الصلوٰۃ یا اہل البیت انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس [illegible]"
[illegible]

وہ واقعہ پر تلاوت نہ ہوتی۔

آیت سوم مباہلہ

عن سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت هذه الآية فندع ابناءنا وابناءكم ۔۔ دعا رسول الله عليا وفاطمة وحسنا وحسينا فقال اللهم هؤلاء اهل بيتي ۔

مسلم صفحہ ۲۷۸ جلد ۲۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۶۸، باب مناقب اہل البیت حدیث ۱۔

سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ جب یہ آیت مباہلہ اتری۔ فندع ابناءنا وابناءکم ۔۔ تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمۃ الزہرا، حسن اور حسین کو بلا کر عرض کی یا اللہ یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں۔ (ترمذی شریف صفحہ ۲۸۳ جلد ۲)۔

حاشیہ مشکوٰۃ میں ہے جب مطلق اہل البیت کا لفظ آئے تو فاطمہ، علی، حسن اور حسین کا خصوص سمجھا جاتا ہے۔ یعنی ان پانچوں کے سوا کوئی اور اہل بیت میں شامل نہیں ہو سکتا۔

دیکھئے حضور تونسوی صاحب! مباہلہ میں صرف فاطمہ آئی باقی کوئی بیٹی نہ شامل ہوئی نہ بلائی گئی، وجہ بتلا دیجئے۔ جواب ندارد، چپ سادھ لی، آنکھیں پتھرا گئیں۔

عذر وفاتِ بنات غیر معقول ہے

کیونکہ اول تو ان لڑکیوں کے سنہ ولادت اور وفات میں اختلاف ہے۔ بقول شبلی مرحوم جناب زینب کی وفات ۸ھ میں ہوئی اور حضرت رقیہ کی وفات غزوۂ بدر ۲ھ میں ہوئی اور جناب حضرت ام کلثوم کی وفات بقول شبلی ۹ھ میں ہوئی۔ دیکھو سیرت النبی جلد دوم حصہ اول صفحہ ۱۲۳ اور جناب رقیہ کی وفات بقول سیرت رحمۃ اللعالمین ۲ھ

میں ہوئی۔ دیکھو رحمۃ اللعالمین صفحہ ۱۲۵ جلد ۲ اور وفات ام کلثوم ۹ھ میں ہوئی۔ رحمۃ اللعالمین ۸ھ میں ہوئی۔ دیکھو رحمۃ اللعالمین صفحہ ۱۲۵ جلد ۲۔ وفات ام کلثوم ۹ھ میں ہوئی۔ رحمۃ اللعالمین صفحہ ۱۲۵ جلد ۲ اور مباہلہ بھی ۹ھ میں ہوا۔ دیکھو سیرت النبی جلد دوم حصہ اول صفحہ ۔۔ وفد نجران کا ذکر ۹ھ صفحہ ۴۹ پر ہے۔ ناظرین کرچہ آنحضرت صلعم حضرت فاطمۃ الزہرا اور امام حسن و حسین علیہما السلام کو لیکر مباہلہ کے لئے نکلے تو نجرانیوں کی جماعت میں سے ایک شخص نے رائے دی کہ مباہلہ نہیں کرنا چاہیے۔ اگر یہ شخص واقعی پیغمبر ہے تو ہم لوگ ہمیشہ کے لئے تباہ ہو جائیں گے۔ غرض ان لوگوں نے کچھ شرائط پر صلح کر لی۔

کیوں حضور! جب مباہلہ ۹ھ میں ہوا، جناب ام کلثوم بھی ۹ھ تک زندہ رہیں تو مباہلہ میں حضور نے ان کو شامل کیوں نہ کیا جب "نساءنا" کا لفظ جمع کے لئے تھا۔ یہ عذر بھی تونسوی کا ختم۔ یہ شخص اہل سنت کو دھوکہ میں رکھ کر ان کی دولت کھانے بیٹھا ہے نہ مناظرہ کر سکتا ہے نہ جواب دے سکتا ہے۔

ٹھیک ہے خسر الدنیا والآخرۃ۔ مذہب اہل السنت بھی شیعوں کے مقابلہ میں کمزور ہے یہ کیا کرے۔

آیت چہارم خمس

وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ ۔ (پ ۱۰ انفال)۔

اور جان لو کہ جو شئے بطور غنیمت وغیرہ تم کو حاصل ہو اس کا پانچواں حصہ اللہ کا اور اس کے رسول کا اور آپ کے قرابت داروں کا ہے۔ (حاصل ترجمہ)

عن علي قال كانت لي شارف من نصيبي من المغنم يوم بدر وكان النبي اعطاني شارفا من الخمس فلما اردت ان ابتني بفاطمة بنت رسول الله ۔ بخاری شریف صفحہ ۴۳۵ باب فرض الخمس۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں، رسول اللہ نے مجھے ایک اونٹنی خمس سے دی

روز بدر عطا فرمائی جب بی بی فاطمہ بنت رسولؐ کو اپنے گھر لانے کی تیاری کر رہا تھا۔ پس
فاطمہ آیت خمس میں شامل۔ "عضبت فاطمة بنت رسول اللہ" (بخاری شریف ص۴۳۶) یہی
اسی باب فرض الخمس میں ہے کہ جناب سیدہؑ نے اپنا حق مانگا، ابوبکر نے انکار کیا، سیدہؑ
خشمناک ہو کر واپس ہوئی۔ دیکھو سیدہ خمس میں سے اپنا حق مانگ رہی ہے لہٰذا آیت میں شامل ہے
اور مشکوٰۃ شریف ص۳۴۹ میں ہے کہ حضرت عثمان نے خمس سے حصہ مانگا تو حضورؐ نے
منع فرمایا کہ تو بنی امیہ سے ہے لہٰذا تیرا کوئی حق نہیں۔ سبحان اللہ جس کے گھر دو بیٹیاں ہیں
اس کو سیدانی خمس کے نہیں ملتے۔ جس کے گھر ایک بیٹی ہے وہ خمس کا متولی ہو گیا
دیکھو بخاری شریف ص۹۲۲ الجزو ۱۷

قال لاتبغضہ فان لہ فی الخمس اکثر من ذالک کہ حضورؐ نے حضرت
بریدہ سے فرمایا کہ علیؑ سے بغض نہ کر۔ اس کا خمس میں اس سے بھی بہت زیادہ حصہ ہے
جتنا تو سمجھتا ہے۔ خطیب خوارزم نے اپنے مناقب میں لکھا ہے تمام دریاؤں کا پانی
مہر سیدہ طاہرہ کو بطور خمس دیا گیا ہے۔ دیکھو حضرات اس آیت میں صرف فاطمہؑ ہے،
تونسوی کوئی دوسرا نام تو دکھلائے۔

آیت پنجم

وَآتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ (پ۱۵ بنی اسرائیل)

عن ابی سعید قال لما نزلت وآت ذا القربی حقہ دعا رسول اللہ
فاطمة فاعطاها فدك۔ (تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص۳۶)۔
کہ جب یہ آیت آئی تو رسول اللہؐ نے جناب سیدہؑ کو بلا کر باغ فدک عطا فرمایا۔
کیوں تونسوی صاحب کسی اور لڑکی کو کیوں نہ دیا ثابت کرو۔ یہ تمہاری کتابوں سے حوالے
پڑھ رہا ہوں۔ تم کو صرف حیات القلوب جیسی غیر مستند کتاب سے روایت ضعیف کا جو ادنیٰ سی
بے یاد ہے اور یہ تمام روایات یاد ہیں۔ کتاب حیات القلوب کی تو تنقید تونسوی تمام عمر پیش کرے گا
کہ یہ کتاب صحیح ہے یا مستند ہے یا قوی ہے۔ فارسی کی معمولی غیر صحیح کتاب جو صرف ہر قسم کی ضعیف
غیر مستند روایات کا مجموعہ ہے۔ مومنین حیات القلوب بالکل غیر مستند کتاب ہے۔ اس کا بغیر تحقیق

کوئی اعتبار نہیں ہے۔ روایت صحیح ہو قرآن موجود ہوں تو بالکل رد نہیں۔

آیت ششم

فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَاۤ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ
(پ۱۸ سورۂ مومنون)

جب صور پھونکا جائے گا تو ان کے درمیان کوئی نسب نہ ہوگا اور نہ ایک دوسرے
سے نسب کی بنا پر سوال کر سکیں گے۔

عن ابن مخرمة قال قال رسول اللہ فاطمة بضعة منی یغیظنی ما یغیظها
وینشطنی ما ینشطها وان الانساب تنقطع الا نسبی وسببی وصهری وهذا له
اصل فی الصحیحین۔ (تفسیر ابن کثیر ص۲۵۶ جلد سوم، مستدرک حاکم جلد سوم ص۵۵۸)۔
حضرت ابن مخرمہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا فاطمہ میرا ٹکڑا ہے
جو چیز فاطمہ کو رنج دے وہ مجھ کو رنج دیتی ہے اور جو اس کو خوش کرے وہ مجھے خوش کرتا ہے
اور تحقیق روز قیامت سب نسب ختم ہو جائیں گے۔ صرف میرا نسب اور سبب اور دامادی باقی
رہے گی۔ فرمائیے نسب رسالتمآبؐ سوائے فاطمہؑ کے کس سے چلا اور کون باقی رہے گا۔ فاطمۃ الزہرا کا
دیکھو اس حدیث میں خصوصاً نام موجود ہے اور کسی لڑکی لڑکے کا نام بتلاؤ تونسوی صاحب ورنہ
سنیوں کو ٹوٹنا چھوڑ دو۔

آیت ہفتم

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ
وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا (پ۲۲ سورۂ احزاب)
اور نہیں ہے محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کا باپ۔ لیکن وہ اللہ کا
رسولؐ اور خاتم النبیین ہے اور اللہ ہر شے کا عالم ہے۔
اس آیت میں اولاد محمد رسول اللہ کی پوری نفی نہیں۔ تحقیق ہے کہ آپ کے طیب طاہر

قاسم ابراہیم حضرت فاطمۃ الزہرا حسنؑ اور حسینؑ اولادِ رسولؐ میں کوئی داخل اور شامل نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب رسالتمآبؐ نے زید بن حارثہ کی بیوی زینب سے بعد طلاق نکاح کرلیا تو لوگوں نے متبنّیٰ بیٹے ہونے کی بنا پر یہ کہنا شروع کردیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرلیا۔ تو اللہ نے نفی فرمائی کہ وہ حقیقی بیٹا نہیں بلکہ متبنّیٰ اور منہ بولا بیٹا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ منہ بولے بیٹے اور ہوتے ہیں، حقیقی بیٹے اور ہوتے ہیں۔ اور اس آیت کا ایک ایک لفظ جامع اور مانع ہے کہ چونکہ اپنے اور بیگانوں کو بیگانے کررہا ہے۔ چنانچہ بیضاوی شریف حاشیۃ القرآن مطبوعہ مصر ص۱۱ جلد ۲ میں ہے۔

ولا ینتقض عمومہ بکونہ ابا الطاہر والقاسم وابراہیم لانہم لم یبلغوا مبلغ الرجال ولو بلغوا کانوا رجالہ لا رجالکم۔

کہ اس آیت کا عموم کہ کسی ایک کا بھی باپ نہیں طیب طاہر اور قاسم کا باپ ہونے سے نہیں ٹوٹتا۔ کیونکہ اس عموم سے ان کو دو لفظ نکال رہے ہیں۔ "رجال" اور "کم"۔ کیونکہ اوّل تو وہ حد رجولیت یعنی بلوغ سے پہلے فوت ہوگئے لہٰذا "رجال" کی نفی کے نیچے نہیں آسکتے۔ دوم لفظ "کم" کہ تمہارے مرد رہنا تھا ہے۔ لہٰذا اگر وہ بالغ بھی ہوجاتے تو حضورؐ کے اپنے مرد ہوتے نہ کہ ہمارے۔ نفی تو ہمارے مردوں کے باپ ہونے کی ہے نہ کہ اپنے مردوں کے باپ ہونے کی۔ اور حضرت فاطمہؑ بھی اس نفی کے نیچے اس لئے نہیں آسکتی کہ وہ رجال یعنی مرد نہیں بلکہ نساء یعنی عورت ہے۔ نفی ایک مرد کے باپ ہونے کی ہے ایک عورت کا باپ ہونے کی نفی نہیں۔ اور تفسیر مظہری ص۳۸۳ جلد پ۲۲ الاحزاب میں یعنی لیس محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ابا زید بن حارثۃ فیحرم علیہ نکاح زوجتہ فان قیل کان لہ ابناء القاسم والطیب والطاہر وابراہیم وکذالک الحسن والحسین فان رسول اللہ قال للحسن ان ابنی ہذا سید قلنا ان ابناء الرسول کانوا صغارًا لم یبلغوا مبلغ الرجال واطلاق الابن علی الحسن علی التجوز۔

کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم زید بن حارثہ کا باپ حقیقی نہیں کہ اس کی زوجہ ان پر

حرام ہو۔ کیونکہ حرمت تو ولادت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ پس اگر اس آیت سے یہ سمجھا جائے کہ یہ آیت حضورؐ کے باپ ہونے کی مطلق نفی کرتی ہے تو جواب یہ ہے کہ طیب طاہر قاسم ابراہیم کی نفی تو اس لئے نہیں ہوتی کہ وہ بچپن میں فوت ہوگئے اور حسنؑ حسینؑ کو حضورؐ نے بیٹے فرمایا۔ کیونکہ وہ بیک واسطہ بیٹے ہیں جبکہ [illegible] خدا نے قرآن میں بیٹے فرمایا۔ ابناءنا۔

اور تفسیر مجمع البیان سے مبلغ العلم مدظلہ نے یہ حوالہ [illegible] تخصیص اولاد فاطمہؑ ملاحظہ فرمایئے اور کسی نبی کا شمول اس آیت میں [illegible]

وفی ہذا بیان انہ لیس بابٍ لزید فتحرم علیہ زوجتہ فان تحریم زوجۃ الابن معلق بثبوت النسب فمن لا نسب لہ لا حرمۃ لامراتہ ولہذا اشار الیہم فقال من رجالکم وقد ولد لہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اولاد ذکور ابراہیم والقاسم والطیب والطاہر فکان اباہم وقد صح انہ قال للحسن ان ابنی ہذا سید وقال ایضاً للحسن والحسین ابنای ہذان امامان قاما او قعدا وقال ان بنی بنت ینسبون الی ابیہم الا اولاد فاطمۃ فانی ابوہم۔ (تفسیر مجمع البیان جلد ۸ ص[illegible])

کہ اس آیت میں اس بات کا بیان ہے کہ حضورؐ بہر طور زید بن حارثہ کے حقیقی باپ نہیں ہیں کہ اس کی مطلقہ بیوی حضورؐ پر حرام ہو۔ کیونکہ بیٹے کی زوجہ کا باپ پر حرام ہونا ثبوت نسب اور ولادت پر موقوف اور معلق ہے۔ جن کا نسب ثابت نہیں اس کی زوجہ حرام نہیں۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے من رجالکم میں اسی طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ عموم مطلق نہیں بلکہ مقید ہے کہ تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کا باپ نہیں اپنے بچوں کا باپ ہے کیونکہ حضورؐ کی اولاد طیب، طاہر، قاسم، ابراہیم تھے اور حضورؐ ان کے باپ تھے اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ حضورؐ نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو [illegible] بیٹا ہے بلکہ آپ نے حسنؑ اور حسینؑ علیہما السلام دونوں کے لئے فرمایا کہ یہ میرے بیٹے امام ہیں۔ کھڑے ہوں یا بیٹھے یعنی تحریک کریں یا ترک کریں۔ اور حضورؐ نے فرمایا کہ ہر [illegible]

ہو سکے گے۔

مبلغ اعظم نے فوراً جواب دیا کہ آپ کے حضرت عثمان مفت روپیہ دینے والے کہاں تھے۔ وہ تو حضرت علی نے زرہ بیچ کر حضرت عثمان سے لیا تھا۔ جیسا کہ عام زمیندار سیٹھوں، دکانداروں کے پاس زیور زمین بیچ کر یا رہن رکھ کر شادیاں کر لیا کرتے ہیں، اس میں حضرت عثمان کا احسان کیسا۔ بلکہ یہ معلوم ہوا کہ آپ کے حضرت عثمان رسول کی بیٹی کی شادی پر بھی دکانداریاں نہیں چھوڑتے اور ایک پیسہ مفت نہیں دیتے۔ تونسوی نے کہا زرہ بیچنے کا ثبوت دو۔ مبلغ اعظم نے فوراً سیرت النبی جلد دوم صفحہ ۲۳۹ سے یہ عبارت پڑھی کہ جب حضرت علی نے خواہش ظاہر کی تو آپ نے یعنی رسول اللہ نے فرمایا تمہارے پاس مہر ادا کرنے کو کچھ ہے۔ بولے ایک زرہ اور گھوڑے کے سوا کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا گھوڑا تو لڑائی کے لئے ضروری ہے زرہ کو فروخت کر ڈالو۔ حضرت عثمان نے ۴۸۰ درہم پر زرہ خریدی اور حضرت علی نے قیمت لا کر آنحضرت صلعم کے سامنے ڈال دی۔ آنحضرت صلعم نے بلال کو حکم دیا کہ بازار سے خوشبو لائیں۔ عقد ہوا الخ۔ مبلغ اعظم نے فرمایا حضور وہ چار سو اسی درہم کا مطالبہ تو پورا ہو گیا ہے وہ زرہ کون دیگا جو حضرت عثمان نے پہن کر تمام عمر جنگوں میں جان بچائی تھی۔

کیا یہی احسان ہے کہ تنگی اور ترشی کے وقت جبکہ سوائے گھوڑے اور زرہ کے کچھ سامان نہ تھا۔ حضرت عثمان نے علی جیسے بہادر سے زرہ بھی خرید لی۔ رسول کی بیٹی کی شادی پر بھی دکاندار بن بیٹھے۔ بس پھر کیا تھا، شور مچ گیا۔ زرہ واپس کرو دکاندارو! زرہ واپس کرو رسول کی بیٹی کی شادی پر نفع کمانے والو! زرہ واپس کرو تجارت میں رسول سے فائدہ اٹھانے والو! زرہ واپس کرو تونسوی سے۔ بعد میں اکثر لوگوں نے کہا حضور! جب علی نے زرہ بیچی اور عثمان نے خریدی تو احسان کیسا اور تعریف میں احسان کا بیان کیسا۔ یہ تو اس کی رسوائی ہے کہ یہ لوگ تو رسول اللہ سے بھی کما کھاتے تھے۔

صواعق محرقہ صفحہ ۱۵۹ عنوان خاتمہ فی شافیٰ واضحات ہے کہ ہر بچہ اپنے باپ کے خاندان کی طرف منسوب ہوتا ہے مگر اولاد فاطمہ رسالتمآب کی طرف منسوب ہوگی۔

اپنے باپ کے خاندان کی طرف منسوب ہوتا ہے مگر فاطمہ کی اولاد میری طرف منسوب ہوگی پس ان کا باپ میں ہوں۔ کیوں حضور تونسوی صاحب! فرمائیے اسی آیت کے تحت دیگر بنات کی نفی ہو رہی ہے یا کسی اور آیت کے تحت، فرمائیے! دیگر بیٹیوں کی اولاد کے حضور باپ کیوں نہیں بنتے جبکہ ان کی اولاد بھی ہوئی اور باقی بھی رہی۔

چنانچہ مبلغ اعظم نے سیرت النبی مصنفہ شبلی نعمانی صفحہ ۴۲۳ جلد دوم حصہ اوّل سے یہ عبارت پڑھی کہ "حضرت زینب نے دو اولاد چھوڑی امامہ اور علی۔ علی کی نسبت ایک روایت ہے کہ بچپن میں وفات پائی۔ لیکن عام روایت یہ ہے کہ بلوغ کی عمر کو پہنچے۔ ابن عساکر نے لکھا ہے کہ یرموک کے معرکہ میں شہادت پائی۔ کیونکہ حضور جنگ یرموک تو حضرت عمر کی خلافت میں ہوا۔ اور حضرت امامہ تو حضرت علی کی وفات کے بعد بھی زندہ رہی مگر یہ امامہ یا ان کی اولاد سے نہ کوئی سید بنا نہ اہل بیت میں ان کا شمار ہوا اور نہ ذکر ہوا حالانکہ یہ امامہ حضرت کی بہت پیاری بچی بتائی جاتی ہے اور حضرت علی علیہ السلام سے بھی اس نے نکاح کیا۔ لیکن تاہم بھی یہ اہل بیت میں شامل نہ ہو سکی۔ فرمائیے! جناب فاطمہ کی اولاد کی یہ تخصیص کیوں؟

اور سیرت النبی جلد دوم صفحہ ۴۲۴ میں جناب رقیہ کی اولاد بھی لکھی ہے۔ چنانچہ عبارت یہ ہے "حضرت رقیہ کے ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ تھا لیکن صرف چھ سال زندہ رہا الخ۔ افسوس یہ بچہ چھ سال کا ہو کر بھی اولاد رسول نہ بن سکا۔ حسینؑ ماں کی گود میں ندع ابناءنا کا شرف مباہلہ میں پا گئے۔

ایک لطیفہ دوران مناظرہ

تونسوی صاحب نے حسب عادت شور ڈالنا شروع کیا کہ حضرت علی اور حضرت فاطمہ کی اولاد اور شادی و آبادی پر بہت فخر کرتے ہو۔ پہلے وہ چار سو روپیہ ہمارا واپس کرو جو حضرت علی نے حضرت عثمان سے شادی پر لیا تھا۔ اور اسماعیل! شادی علی کی پیسہ عثمان کا، دیکھ صحابہ کرام کا ایثار اور احسان۔ علی تو غریب تھا۔ اگر حضرت عثمان روپیہ نہ دیتے تو شادی کیسے ہوتی۔ وہ ہمارا روپیہ واپس کرو۔ چنانچہ عوام اہل السنت خوش

آیت ہشتم

قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی (پ۲۵ الشوریٰ)

ترجمہ:- اے میرے حبیب! ان سے کہہ دو کہ میں تم سے اس تبلیغ پر کچھ اجر مزدوری نہیں مانگتا مگر محبت ہے قریبیوں میں۔

اخرج احمد والطبرانی وابن ابی حاتم والحاکم عن ابن عباس ان هذه الآیة لما نزلت قالوا یا رسول الله من قرابتك هؤلاء الذین وجبت علینا مودتهم قال علی وفاطمة وابناهما۔ (صواعق محرقہ ص۱۰۱)

امام احمد اور طبرانی اور حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضورؐ سے عرض کیا گیا کہ حضورؐ! آپ کے وہ قریبی کون ہیں جن کی محبت ہم پر واجب کی گئی ہے۔ فرمایا علیؑ اور فاطمہؑ اور ان کے دو بیٹے۔ تفسیر مظہری ص۳۱۸ جلد ہشتم پ۲۵ اور صواعق محرقہ ص۱۰۱ پر ہے کہ حضرت علیؑ نے اور امام حسنؑ اور حضرت امام زین العابدینؑ نے اس آیت کو اپنے خطبات اور دلائل میں اپنے حق میں پیش کیا۔

آیت نہم وسیلہ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (پ۶ المائدہ)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ تاکہ تم نجات پا جاؤ۔

حدیث میں ہے کہ میرے لئے مقام وسیلہ اور مقام محمود کی دعا کرو۔ وہ سب سے افضل درجہ ہے جس نے میرے لئے اس مقام کا سوال کیا دعا مانگی اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگی۔ قالوا یا رسول الله من یسکن معك قال علی وفاطمة والحسن والحسین (تفسیر ابن کثیر جلد دوم ص۵۲)۔

صحابہ کرام نے عرض کیا حضورؐ! اس مقام وسیلہ اور مقام محمود میں آپ کے ساتھ کون ٹھہرے گا اور ساکن ہوگا۔ فرمایا علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ ٹھہریں گے۔ ترمذی شریف ص۲۱۳ میں ہے۔ عن علی ابن ابی طالب ان النبی صلعم اخذ بید حسن وحسین قال من احبنی واحب هذین وابآهما وامهما کان معی فی درجتی یوم القیامة۔

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ علیہما السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ جس نے مجھ سے اور ان دونوں سے ان کے باپ اور ماں یعنی علیؑ و فاطمہؑ سے محبت کی وہ میرے ساتھ قیامت میں میرے درجے میں ہوگا۔

اور مستدرک حاکم ص۱۳۷ جلد سوم کتاب معرفۃ الصحابہ۔ باب مناقب علیؑ

عن سعید الخدری ان النبی دخل علی فاطمة فقال انا وایاك وهذا النائم یعنی علیاً وهما یعنی الحسن والحسین معی مکان واحد یوم القیامة۔

کہ حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہؑ کے پاس تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ میں اور تو اور یہ جو سو رہا ہے یعنی علیؑ اور وہ دونوں یعنی حسنؑ اور حسینؑ۔ البتہ قیامت کے دن ایک مکان میں ہوں گے۔ تو سنی صاحب! فرمائیے آیت وسیلہ میں مقام وسیلہ میں مقام محمود میں سوائے فاطمہؑ کے کوئی اور بیبی ہوگی۔ هاتوا برهانکم ان کنتم صادقین۔

دہم آیت نور

اللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ کَمِشْکٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ کَاَنَّهَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَکَةٍ زَیْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِیَّةٍ وَّلَا غَرْبِیَّةٍ یَّکَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ وَیَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ پ۱۸۔ النور

اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا۔ مثال اس کے نور کی مانند طاق ہے کہ بیچ اس کے چراغ ہو۔ وہ چراغ بیچ قندیل شیشہ کے ہے وہ قندیل شیشہ کا گویا کہ وہ تارا ہے چمکتا روشن کیا جاتا ہے وہ چراغ درخت مبارک زیتون کے سے کہ نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف ہے نزدیک ہے تیل اس کا کہ روشن ہو جاوے اور اگرچہ نہ لگے اس کو آگ روشنی اوپر روشنی کے راہ دکھاتا ہے اللہ کی طرف نور اپنے کی جس کو چاہتا ہے اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں واسطے لوگوں کے اور اللہ ساتھ ہر چیز کے جاننے والا ہے (ترجمہ شاہ رفیع الدین)۔

عن ابی عبد اللہ قال قال تبارک و تعالیٰ یا محمد انی خلقتک وعلیًا نورًا یعنی روحًا بلا بدن قبل ان اخلق سماواتی وارضی وعرشی وبحری فلم تزل تھللنی وتمجدنی ثم جمعت روحیکما فجعلتھما واحدۃ فکانت تمجدنی وتقدسنی وتھللنی ثم قسمھا ثنتین وقسمت الثنتین فصارت اربعۃ محمد واحد وعلی واحد والحسن والحسین ثنتان ثم خلق اللہ فاطمۃ من نور ابتدأھا روحًا بلا بدن ثم مسحنا بیمینہ فافضا نورہ فینا۔ (اصول کافی ص ۴۴۰ جلد اول مطبوعہ تہران)

ترجمہ: حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد! میں نے تجھ کو اور علی کو پیدا کیا نور یعنی روح بغیر بدن کے قبل اس کے کہ میں آسمانوں، زمینوں اور اپنے عرش اور دریا کو پیدا کروں تو میری تہلیل اور تمجید کرتا رہا۔ پھر میں نے تم دونوں کی روحوں کو جمع کر کے ایک بنا دیا پھر وہ روح میری تمجید اور تقدیس اور تہلیل کرتی رہی۔ پھر میں نے اس کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور دوم کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا پس وہ چار ہو گئے۔ ایک محمد اور ایک علی اور حسن اور حسین ہوئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فاطمہ کو ایک اپنے نور سے پیدا کیا جس کو پہلے روح بے بدن سے پیدا کیا پھر اللہ نے اپنے دست قدرت سے مس کیا۔ پس نور کو ہم میں جاری کر دیا۔

عن صالح ابن سہل الہمدانی قال سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول فی قول اللہ عزوجل اللہ نور السموات والارض مثل

نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح الحسن المصباح الحسین فی زجاجۃ الزجاجۃ کانھا کوکب دری کان فاطمۃ علیھا السلام کوکب دری بین نساء اھل الارض توقد من شجرۃ مبارکۃ توقد من ابراھیم علیہ السلام لا شرقیۃ ولا غربیۃ لا یھودیۃ ولا نصرانیۃ یکاد زیتھا یضیئ یکاد العلم ینفجر منھا ولو لم تمسسہ نار نور علیٰ نور امام منھا بعد امام یھدی اللہ لنورہ من یشاء یھدی الی الائمۃ علیھم السلام من یشاء ان یدخلہ فی نور ولایتھم مخلصًا یضرب اللہ الامثال للناس واللہ بکل شیئ علیم۔

(تفسیر برہان جلد سوم ص ۱۳۵ مطبوعہ تہران)

صالح بن سہل ہمدانی کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے سنا فرماتے تھے اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح کی تفسیر میں کہ مشکوٰۃ فاطمہ ہے یعنی طاقچہ اور اس میں پہلا مصباح یعنی چراغ حسن ہے اور دوسرا مصباح حسین ہے فی زجاجۃ الزجاجۃ کانھا کوکب دری فاطمۃ علیھا السلام ہے جو ستارے کی طرح اہل زمین کی عورتوں میں ممتاز اور نمایاں ہے توقد من شجرۃ مبارکۃ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور لا شرقیۃ ولا غربیۃ کا مطلب یہ ہے کہ نہ یہودی ہیں نہ نصرانی یکاد زیتھا یضیئ کا مطلب یہ ہے کہ اس درخت سے علم کا اظہار اور انفجار ہو رہا ہے نور علیٰ نور سے مراد امام بعد امام ہے۔ یھدی اللہ لنورہ من یشاء سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آئمہ طاہرین کی طرف اس شخص کو ہدایت کرتا ہے جس کو ان کے دولت کے نور میں خلوص فرما کر داخل کرنا چاہتا ہے۔ الخ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مناظرہ کوٹ سمابہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

امابعد واضح ہو کہ ریاست بہاولپور میں غالب سنی اکثریت ہونے کے باعث سنی حضرات نے شیعوں پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا تھا۔ شیعہ مبلغین و مناظرین بھی ایسے دور افتادہ مقامات پر کم ہی پہنچتے تھے۔

خدا وند عالم قبلہ استاذی المکرم مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب کے وجود مسعود مبلغ مذہب حقہ کو سرفراز کرے کہ جنہوں نے ریاست میں متعدد مناظرے کرکے حق کو آشکار کر دیا۔ اولاً کوٹ داؤد کھلو متصل ستر بستہ میں مولانا محمد علی شاہ ساکن چپلی راجن کا دعویٰ صرف کتاب اللہ سے خلافت امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ثابت کرکے دکھا دیا۔ اس کے بعد محمد عمر اچھروی بریلوی جماعت کے مایہ ناز مناظر کو چک ۲۲ علاقہ چشتیاں میں یادگار شکست دی جس سے ریاست کے طول و عرض میں ایک تہلکہ مچ گیا۔ مذہب سنی کی جڑیں ہلا دینے والی شکستوں کو دیکھتے ہوئے اہل سنت کی مختلف پارٹیوں نے متعدد محاذ قائم کئے کہ شیعوں کو پھر چیلنج مناظرہ دینا چاہیے سادات عظام موضع بڑیرہ اکبر شاہ خصوصاً سید محمد حسین شاہ، سید منظور حسین شاہ، سید حضور بخش شاہ اور سید عطا محمد شاہ صاحبان نے غیرت ملی، حمیت مذہبی کے پیش نظر منظور کر لیا اور جناب مبلغ اعظم کی طرف گوجرہ ضلع لائل پور میں ایک خاص نمائندہ بھیج دیا گیا۔

مورخہ ۳، جولائی ۱۹۵۵ء کو علمائے اہل سنت جن میں طے شدہ تجویز کے مطابق (۱) مولوی دوست محمد قریشی۔ (۲) مولوی اللہ وسایا فازی خان۔ (۳) مولوی عبد الستار تونسوی (۴) مولوی محمد حسین (۵) مولوی محمد شریف بہاولپوری مبلغین تنظیم اہل سنت (۶) مولوی محمد علی جالندھری (۷) مولوی لعل حسین اختر (۸) مولوی نیاز احمد مبلغین مجلس احرار (۹) مولوی حبیب الرحمٰن

ملتانی (۱۰) مولوی احمد دین گکھڑوی (۱۱) مولوی محمد صدیق تانڈلوی مبلغین اہل حدیث اور گرد و نواح سے کئی سنی مولوی صاحبان موقع پر پہنچ گئے۔

شیعوں کی طرف سے مبلغ اعظم معہ عملہ دار التبلیغ گوجرہ دس بجے کتب سے کر اہل سنت کی جلسہ گاہ چک ۲۲ علاقہ کوٹ سمابہ ہزاروں کے اجتماع میں تشریف لے گئے۔ بس پھر کیا تھا۔ اہل سنت کی طرف سے چیلنج کا زور شور ختم ہو گیا اور لگے ادھر ادھر کی باتیں کرنے مگر مبلغ اعظم نے کوئی پیش نہ جانے دی۔ بالآخر شرائط مناظرہ طے ہوئیں مگر اہل سنت کی طرف سے مناظر کا تعین نہ ہو سکا۔ باوجود کثرت علماء کے کوئی آگے نہ آیا پر بخوف شکست شک ہی کرتے رہے اور کہا کہ مناظرہ ... بہر حال ساری رات مناظرہ ہوا۔ اور دنیا نے دیکھ لیا کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے۔ متعدد محاذوں کی یہ شکست اُن کے اپنے ہی لئے باعث ذلت و خواری ہوئی۔ ... کو مٹانے کی خاطر ایک روئداد مناظرہ مکتبہ اہل السنت کی طرف سے شائع کی گئی جس میں مبلغ اعظم کی تقاریر کو بگاڑ کر اور وہ بھی صرف چار سطروں ہی میں پیش کرکے اپنے چہرہ سے ... کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔

لہٰذا ضروری سمجھا گیا کہ اس مناظرہ کی حقیقت سے نقاب کشائی کی جائے تاکہ حقیقی منظر عوام کے سامنے آسکے۔ میں نے اپنی ڈائری میں ... مناظر کی تقاریر اُن کی اپنی ہی مرتبہ روئیداد کے مطابق من و عن نقل کر دی ہیں تاکہ ... صاحب مولوی فاضل شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے دوران مناظرہ ... کی تقاریر کو مکمل نوٹ کرکے شعبہ دار التبلیغ گوجرہ کے سپرد کر دیا۔

اہل سنت حضرات کی طرف سے

شرائط مناظرہ کی پابندی کے لئے مولوی لعل حسین اختر اور شیعوں کی طرف سے سید ... حسین بخاری ... مبلغ اعظم مقرر ہوئے۔

شرائط مناظرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شرائط مناظرہ مابین اہل سنت والجماعت و شیعہ بمقام چک نمبر ۴۷ N.P. بستی چوہدری محمد صدیق صاحب تھانہ کوٹ سمابہ تحصیل و ضلع رحیم یار خان۔

یہ مناظرہ باتفاق فریقین ہو رہا ہے۔ ہر دو فریق بانیان مناظرہ اپنے اپنے فریق کے حفظِ امن کے ذمہ دار ہوں گے۔ حفظِ امن کے لئے جو وسائل وہ مناسب سمجھیں گے اختیار کریں گے۔ چنانچہ ایک وسیلہ یہ ہوگا کہ جانبین کے دس دس آدمی درمیان میں حفاظت کیلئے مقرر کر دیئے جائیں گے۔

موضوع اوّل: خلافت اصحاب ثلاثہ پیش کردہ شیعہ صاحبان

موضوع دوم: ایمان و اسلام اہل شیعہ پیش کردہ اہل سنت صاحبان

شرائط

شرط اوّل: ماخذ دلائل قرآن و حدیث و مسلمات شیعہ

دوم: ماخذ دلائل قرآن و حدیث و مسلمات اہل سنت

سوم: مناظرہ میں اصول مناظرہ کی پابندی لازمی ہوگی۔

چہارم: مناظرہ تقریری ہوگا۔

پنجم: دونوں مناظرے تین تین گھنٹے ہوں گے۔ دونوں مناظروں میں فریقین کی تقریریں دس دس منٹ کی ہوں گی اور آخری تقریریں پانچ پانچ منٹ کی۔

ششم: مناظر کا نام اسٹیج پر بتایا جائے گا۔

ہفتم: فریقین کی طرف سے ایک ایک صدر ہوگا جس کا فرض شرائط کی پابندی کرانا ہوگا۔

ہشتم: کسی مناظر کو شرائط مرقومہ کی خلاف ورزی کرنے کا حق نہ ہوگا اگر خلاف ورزی کرے گا تو جانبین کے صدر اسے نہیں روکیں گے۔

نہم: سوائے صدر اور مناظر کے اور کسی کو بولنے کا حق نہ ہوگا۔

مناظرہ بتاریخ ۲۰ جولائی ۱۹۵۵ء آٹھ بجے شب سے شروع ہو کر دونوں موضوع پر ہو کر ختم ہو جائے گا۔

دستخط: چوہدری محمد صدیق بانی منجانب اہل سنت

" چوہدری محمد یعقوب " " "

" سید محمد علی شاہ " " "

" سید مظفر علی شاہ " " "

" سید حضور بخش شاہ صاحب سجادہ نشین مٹہ اکبر شاہ منجانب شیعہ

" سید محمود حسین شاہ صاحب " " "

" سید منظور حسین شاہ صاحب " " "

" سید عطا محمد شاہ صاحب " " "

" سید جمال شاہ صاحب جیلانی سکنہ سنجر پور زمیندار موضع سونک منجانب اہل سنت

موضوعِ اوّل

خلافتِ خلفاءِ ثلاثہ

مناظر اہلِ سُنّت:- مولوی محمد صدیق صاحب تاندلیانوالہ (اہلحدیث)
معین مناظر:- (۱) مولوی دوست محمد صاحب قریشی
(۲) مولوی عبدالستار صاحب جھنگوی } مبلغین تنظیم اہلِ سُنّت
صدر مناظرہ:- مولوی لعل حسین صاحب اختر (احراری)

مناظر شیعہ:- مبلغِ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب قبلہ
معین مناظر:- ہر دو تلمیذ مولانا سید خادم حسین بخاری و خادم حسین خان۔
صدر مناظرہ:- مولوی محمد عارف صاحب خانپوری

مناظرہ ٹھیک ۹ بجے رات شروع ہوا

تقریر مناظر اہلِ سُنّت

حضرات! میں نے خلفاءِ ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خلافتِ حقّہ کو قرآن اور اہلِ شیعہ کی کتابوں کی روشنی میں ثابت کرنا ہے۔ قرآن میں ہے:-

استدلال نمبر ۱:- وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ٥

طرزِ استدلال:- دیکھئے اس آیت میں خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ایمان والوں اور نیک کام کرنے والوں کو جو تم میں سے ہیں خلیفہ بنائے گا اور ضرور خلیفہ بناؤں گا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق نبی کریم صلعم کے صحابہ کرام میں سے خلفاء بنائے وہی ایماندار تھے اور وہی نیک کار۔ اگر یہ حضرات خلافتِ حقّہ کے مستحق نہ ہوتے تو خدا تعالیٰ ان کو خلیفہ نہ بناتا۔

نیز یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ خلفاءِ حقّہ کی دوسری علامت یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ ان خلفائے حقّہ کے مذہب کو دنیا میں غالب کر دے گا اور بفضلہ تعالیٰ ان کا مذہب آج تک غالب ہے جو کہ ان کے خلفاءِ حقّہ ہونے کی دلیل ہے۔

نیز خدا تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ خلفاء کے خوف کو امن سے بدل دیگا چنانچہ رسولؐ کی زندگی میں ان پر تکلیفیں آئیں اور بعد خلافت میں ان کے خوف کو امن سے بدل دیا گیا۔

استدلال نمبر ۲:- اس امر کی تائید میں منہاج العقول شرح الفروع والاصول صفحہ ۱۳۲ کی عبارت پیش کرتا ہوں:-

ولنورثنهم من ارض الكفار من العرب والعجم	یعنی ان خلفاء کو کفار کی زمین کا عرب و عجم سے وارث بنائیں گے

استدلال نمبر ۳:- تفسیر قمی جو شیعوں کی تفسیر صفحہ ۱۲۸ میں ہے ان ابا بکر یلی الخلافة من بعدی و بعدہ ابوک یعنی حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میرے بعد ابوبکر صدیق خلافت کا والی بنے گا اس کے بعد حضرت عمر۔ میں نے اس وقت تک ایک آیت تین استدلال اور دو عبارتیں شیعوں کی کتابوں سے بطور دلیل پیش کی ہیں میں دیکھوں گا کہ میرے فاضل مخاطب جواب دیں گے۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

استدلال نمبر ۴:-
دوسری آیت دیکھئے

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ اِنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا مِنْ عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ	زبور میں ہم نے لکھ دیا ہے کہ (زمین) تمہ کے وارث میرے بندوں میں سے نیک ہوں گے۔

دیکھئے خلفاء ثلاثہ کی نیکی بھی مسلّم ہے اور خلافت بھی مسلّم۔

استدلال نمبر ۵

تیسری آیت :- وَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا فِی اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّھُمْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً	جن لوگوں نے ایمان دیا اور ہجرت کی، خدا کی رضا میں اسکے بعد ظلم کئے گئے ضرور ان کو دنیا میں اچھا مقام دیں گے۔

طرز استدلال :- اس کے مطابق خدا نے وعدہ بھی کیا اور پورا بھی کیا۔ یعنی خلفاء ثلاثہ کو غلبہ بھی نصیب ہوا اور خلافت بھی جو بہترین مقام ہے۔

تقریر مناظر شیعہ

آپ نے نہایت خوش الحانی سے مندرجہ ذیل خطبہ پڑھا:-

الحمد للّٰہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللّٰہ ولقد جاءت رسل ربنا بالحق فسلام علی المرسلین لا سیما علی خاتم النبیین وآلہ الطیبین الطاھرین ولعنۃ اللّٰہ علی اعدائھم اجمعین - اما بعد فقد قال اللّٰہ تبارک وتعالٰی فی کتابہ المبین - وعد اللّٰہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضٰی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذٰلک فاولٰئک ھم الفاسقون (پ۱۸ سورہ نور)۔

اس کے بعد آپ نے اہل السنّت کا مسلّمہ ترجمہ مصنفہ شاہ رفیع الدین صاحب اُٹھا کر پڑھا۔

وعدہ کیا اللہ نے اُن لوگوں سے جو کہ ایمان لائے ہیں تم میں سے اور کام کئے

اچھے۔ البتہ خلیفہ کرے گا ان کو بیچ زمین کے جیسا کہ خلیفہ کیا تھا ان لوگوں کو کہ پہلے ان کے تھے اور البتہ ثابت کر دے گا واسطے اُن کے دین ان کا جو پسند کر لیا ہے واسطے ان کے اور البتہ بدل دے گا ان کو پیچھے ڈر ان کے کے امن وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی شئے کو شریک نہیں کریں گے۔ اور جو انکار کرے بعد اس کے پس وہ فاسق ہیں۔

خلافت بلا واسطہ

اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ حضرات! یہ اصحاب ثلاثہ کی خلافت کا ذکر نہیں بلکہ خلافتِ الٰہیہ اور خلافتِ نبویہ کا ذکر ہے۔ اصحاب ثلاثہ خلیفۃ اللہ ہیں نہ خلیفۃ الرسول ہیں۔ کیونکہ خلیفۃ اللہ و خلیفۃ الرسول وہ ہو سکتا ہے جس کو اللہ اور رسول بنائے۔ خود خداوند تعالیٰ نے فرمایا:- اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً کہ میں خود خلیفہ بنانے والا ہوں، زمین میں اور۔ یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ۔ یعنی اے داؤد تجھ کو ہم نے زمین میں خلیفہ بنا دیا۔

خلافت بالواسطہ

اور حضرت ہارون علیہ السلام کی خلافت کا اعلان بالواسطہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بایں الفاظ فرمایا:-

وَقَالَ مُوْسٰی لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ (پ۹ سورہ اعراف) یعنی اور کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام سے کہ تو میرا خلیفہ ہو۔ میری قوم میں اور اصلاح کر اور فساد کرنے والوں کے راستہ کی پیروی مت کر۔

حضرات! آپ نے سمجھ لیا کہ جو اللہ کے خلیفے ہوتے ہیں، اُن کا اللہ اور رسول اعلان کرتے ہیں۔ بلا واسطہ یا بالواسطہ دیکھو شرح خصوص الحکم از ملا جامی ص۱۰ و شرح خصوص الحکم از اشرف علی تھانوی۔ چونکہ خلفاء ثلاثہ کا اعلان نہ تو اللہ نے کیا اور نہ ہی رسول نے لہٰذا موعود خلیفے نہ ہوئے۔ اگر ان کے ساتھ اللہ کا وعدہ ہوتا تو گھر بیٹھے خلیفے ہو جاتے۔ جنازہ رسول کریم چھوڑ کر سقیفہ نہ جاتے اور خاتون کے گھر آگ لے جانے کی کیا ضرورت تھی؟

بس پھر کیا تھا۔ لعل حسین صاحب بیچ میں کود پڑے کہ آپ موضوع سے باہر جا رہے ہیں۔ جنازہ کا ذکر نہ کیجئے، سقیفہ کا ذکر نہ کیجئے۔ یہ خارج از موضوع ہے میں آپ کو ادھر نہ جانے دوں گا۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرت! ذرا موضوع کی تعریف تو کیجئے۔ چنانچہ لعل حسین صاحب کی علمی طاقت تو اتنی تھی نہیں کہ تعریف کر سکتے۔ وہ تو شور ڈال کر اپنے مناظرہ میں موجود ہونے کا ثبوت دینا چاہتے تھے۔ آخر مبلغ اعظم نے موضوع کی تعریف خود کی۔ الموضوع ما یبحث عن عوارضہ الذاتیۃ کہ موضوع وہ ہوتا ہے جس کے عوارض ذاتیہ سے بحث کی جائے یعنی جو چیزیں موضوع سے متعلق ہوں۔ ان کو پیش کیا جائے۔ بنا بریں سقیفہ اور ترک جنازۂ رسولؐ کا ذکر خلافت ثلاثہ کے عین عوارض سے ہے۔ کیونکہ سقیفہ میں یہ خلافت تیار ہوئی اور جنازۂ رسولؐ چھوڑ کر اس کو بنایا گیا۔ اگر جنازہ اور سقیفہ خارج از موضوع ہیں تو تمہاری کتابوں میں ان کو باب خلافت و امامت میں کیوں ذکر کیا گیا ہے۔ دیکھو ذکر سقیفہ صحیح بخاری باب رجم الحبلی جلد ۲ ص ۱۰۰۲

إِنَّهُ قَدْ كَانَ مِنْ خَبَرِنَا حِينَ تَوَفَّى اللَّهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْأَنْصَارَ خَالَفُونَا وَاجْتَمَعُوا بِأَسْرِهِمْ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ۔	یعنی حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہماری خبر یہ ہے کہ جب اللہ نے اپنے نبی کو وفات دی تو انصار نے ہماری مخالفت کی اور وہ سب سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے۔

حضرات! یہ ہے ذکر سقیفہ جہاں آپ کے ابوبکر کی خلافت تیار ہوئی۔ آپ کو ذکر سقیفہ برا کیوں معلوم ہوتا ہے۔ یہ تو آپ کے بزرگوں کا مرکز خلافت ہے۔ مجھے معلوم ہے جس واسطے آپ کو برا معلوم ہوتا ہے۔ بقول آپ کی کتاب "غیاث اللغات" ص ۲۲۸ مطبوعہ لاہور۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ:۔

کہ سقیفہ ایوانے بود پنہاں کہ عرب برائے مشورہ باطل دراں جمع مے شدند و لہٰذا سقیفہ مشورہ سخن بیہودہ را می گویند	یعنی سقیفہ ایک محل تھا پوشیدہ جہاں عرب باطل مشوروں کیلئے جمع ہوا کرتے تھے اور مجازاً سقیفہ مشورہ اور سخن بیہودہ کو کہتے ہیں۔

لہٰذا حضرات گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ مقام بھی باطل اور بیہودہ ہی چاہیئے تھا۔ جیسی خلافت ویسا مقام

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

باقی رہا جنازۂ رسولؐ کو چھوڑنا اور خلافت کے لئے جانا تو وہ آپ کی کتب معتبرہ سے ثابت ہے۔ چنانچہ دیکھئے شرح مواقف از میر سید شریف ص ۷۴۹ باب المرصد الرابع فی الامامت و مباحثہا اور شرح عقائد نسفی وغیرہ۔

بكروا الى سقيفة بنى ساعدة وتركوا اهم الاشياء وهو دفن رسول الله۔

کہ خلافت کے لئے ابوبکر و عمر سقیفہ کو چلے گئے اور انہوں نے اس کے لئے بہت ضروری اور اہم چیزوں کو چھوڑ دیا، اور وہ ضروری اور اہم چیزیں رسول خدا کا دفن کفن تھیں۔ کسی نے سچ کہا ہے۔

چوں صحابہ حب دنیا داشتند
مصطفےٰ را بے کفن بگذاشتند

جب یہ حوالہ جات کتب اہل السنت سے پیش ہوئے تو لعل حسین صاحب بہت ہی شرمندہ اور کھسیانے سے ہو کر خاموش ہو گئے۔ خدا بھلا کرے سید مظفر علی شاہ صاحب ثالث سنی کا جنہوں نے اہل السنت کے بانیانِ مناظرہ میں سے ہونے کے باوجود فیصلہ دے دیا کہ سقیفہ اور جنازۂ رسولؐ کا ذکر خارج از بحث نہیں۔ کیونکہ خود ہماری کتابوں میں اس کا ذکر موجود ہے۔ جس کو ہماری بات میں شک ہو، سید مظفر علی صاحب بخاری کی تحقیق المذہب سے تصدیق کر سکتا ہے۔ اس تفصیل کے بعد لعل حسین صاحب ٹھنڈے پڑ گئے۔ اس حقیقت کو مولوی محمد صدیق صاحب ٹانڈوی اور مولوی دوست محمد صاحب قریشی نے اپنے مرتبہ روئیداد کے صفحہ پر ان الفاظ میں چھاپا ہے کہ "بالآخر شیعی مناظر نے تعلق ظاہر کرنے کی کوشش کی" یہ نہ لکھا کہ شیعہ مناظر نے ہماری کتابوں کے مندرجہ بالا حوالے دیئے اور موضوع کی تردید کی اور سید مظفر علی شاہ صاحب نے ہمارے خلاف فیصلہ دے کر ہم کو جھوٹا کر دیا۔ تب ہم خاموش ہو گئے۔

چنانچہ یہ بحث لعل حسین صاحب کے دخل در معقولات کی حقیقت۔ جو وقت اس بحث پر صرف ہوا وہ مبلغ اعظم کے وقت میں شامل نہ کیا گیا۔

اس کے بعد قبلہ مبلغ اعظم نے پھر تقریر شروع کی۔ کہ حضور یہ وعدۂ خلافت تو ایمان والوں سے ہے جن کے اعمال صالح ہوں اور ان کی خلافت کا اعلان اللہ تعالیٰ بذریعہ رسول کرے جیسے پہلے خلفاء کا کر چکا ہے۔ اور اس کے واسطے سے دین محکم ثابت کرے گا اور خوف کے بعد ان کو امن آئے گا اور وہ اللہ کی عبادت کریں گے اور وہ شرک ہرگز نہ کریں گے۔ ان کی خلافت کا منکر اور مخالف فاسق ہوگا۔

اوّلاً ایمان کامل کی شرط ہے۔ مگر ایمان ثلاثہ ثابت نہیں۔ شرائط ایمان سامنے رکھئے اور اپنے خلفاء کا ایمان ثابت کیجئے۔ اس کے بعد آپ نے مندرجہ ذیل آیات قرآنیہ پیش کیں۔

انما المومنون امنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولئك ھم الصدقون۔ (پ ۲۶ الحجرات)	یعنی سوائے اس کے نہیں۔ کہ مومن وہ ہیں جو ایمان لائے ساتھ اللہ اور رسولؐ کے۔ پھر انہوں نے شک نہ کیا اور انہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا۔ وہی سچے لوگ ہیں۔

وعد اللہ الذین آمنوا

پس ثابت ہوا کہ ایمان کے لئے تصدیق اور اطمینان قلب کی ضرورت ہے۔ لیکن مشکل تو یہ ہے کہ مندرجہ صفات ایمان ثلاثہ صاحبان کو نصیب نہیں۔ پھر آپ نے اہل السنت کی کتابوں سے عمر کا شک فی النبوۃ پیش کیا تفسیر خازن ص ۱۸۲ جلد ۱، اور در منثور ص ۲۰۲ جلد ۱ سے یہ عبارت پڑھی

قال عمر واللہ ما شککت منذ اسلمت الا یومئذ۔ یعنی حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں جب سے ایمان لایا تھا مجھ کو کبھی شک واقع نہ ہوا مگر آج کے دن (یعنی صلح حدیبیہ کے دن) پھر اہل السنت کی مشہور کتاب فتح الملہم شرح صحیح مسلم جلد ۲ ص ۳۲۱ سے یہ عبارت پیش کی:۔

فوقع فی صدر عمر شیٔ عرفہ النبی فی وجہہ فقال	پس حضرت عمر کے سینے میں کوئی ایسی چیز واقع ہوگئی جس کو حضورؐ نے اس کے چہرے

فضرب فی صدرہ وقال ابعد شیطانا۔	پہچان لیا۔ پس آپ نے اس کے سینے پر ہاتھ مار کر کہا کہ عمرؓ اپنے سینے سے شیطان کو دور کر۔

یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا

آپ نے لا یشرکون بی شیئا کے متعلق فرمایا کہ خلیفۃ اللہ کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔ مگر ابوبکر میں بعد اسلام بھی شرک چیونٹی کی چال سے زیادہ باریک چلنے کی گواہی خود رسالت مآبؐ نے دی ہے۔ دیکھو ادب المفرد مصنفہ امام بخاری ص ۱۰۵ اور در منثور جلد دوم ص ۲۹

یا ابا بکر الشرك فیکم اخفیٰ من دبیب النمل فقال ابوبکر وھل الشرك الا من جعل مع اللہ الٰھا اخر فقال النبیؐ والذی نفسی بیدہ الشرك اخفیٰ من دبیب النمل (ادب المفرد ص ۱۰۵)	حضورؐ نے فرمایا اے ابوبکر تمہارے اندر شرک چیونٹی کی چال سے باریک چل رہا ہے۔ ابوبکر نے کہا حضورؐ شرک تو اللہ کے ساتھ غیر اللہ کو شریک کرنے کا نام ہے۔ حضورؐ نے قسم کھا کر فرمایا کہ شرک تمہارے اندر چیونٹی کی چال سے بھی باریک چل رہا ہے۔

اب فرمایئے کہ جن کے اندر بعد از اسلام بھی شرک باقی ہو وہ ان کو خلیفۃ اللہ اور خلیفۃ الرسول کہنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔

وعملوا الصالحات

باقی رہے اعمال صالح۔ تو خاتونِ قیامت کو ناراض کرنا اور ان کے گھر کو آگ لگانے کی کوشش کرنا اور جہادوں سے فرار کرتے رہنا اور حضورؐ کے آخری وقت میں تعمیلِ ارشاد کی بجائے ہذیان کی نسبت حضورؐ کی طرف کرنا اور ایک ایسی وصیت لکھنے میں مخل ہونا جو قیامت تک اُمت کی ہدایت کی ضامن تھی اگر یہی اعمال صالح ہیں تو عملوا الصلحت کی شرط بے شک آپ کے خلیفوں میں پائی گئی ہے ورنہ نہیں ......

ناراضگی بنتِ رسول اللہ

پھر آپ نے اپنے دعویٰ کی تائید میں بنتِ رسولؐ کا ناراض اور غضبناک ہونا بخاری شریف صفحہ ۴۳۵ جلد اوّل باب الخمس سے پیش کیا کہ:۔

فغضبت فاطمة بنت رسول اللہ فهجرته فلم تزل مهاجرته حتی توفیت۔	یعنی بی بی پاک ابوبکر پر ناراض ہوگئیں اور قطع تعلقی اختیار کرلی۔ حتیٰ کہ وفات پاگئیں۔

اور صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۹۱ پر ہے کہ رسولؐ کی بیٹی نے ان کو اپنے جنازے کی شرکت سے بھی روک دیا تھا اور دخترِ رسولؐ کے گھر کو آگ لگانے کا قصہ عقد الفرید جلد ۲ صفحہ ۶۳، تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۱۹۸، الفاروق صفحہ ۴۷ سے پیش کیا۔

امرِ اوّل ہر خدا نے اُن کو خلیفہ بنایا ہی نہیں جس کا خود اُن کو اقرار ہے۔ دیکھو کتاب بخاری جلد ۲ صفحہ ۲۲۷ اور صحیح مسلم جلد اوّل صفحہ ۱۲۰ ترمذی صفحہ ۳۷

عن عبد اللہ بن عمر قال قیل لعمر بن الخطاب استخلف قال ان استخلف فقد استخلف ابوبکر وان لم استخلف فلم یستخلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ترمذی)	یعنی حضرت عمرؓ نے کہا کہ اگر میں خلیفہ مقرر کروں تو میرا عمل سنتِ ابوبکر پر ہوگا۔ اور اگر نہ کروں تو موافق رسول اللہ۔ کیونکہ رسول اللہ نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا۔

حتیٰ کہ تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۵۹۵ پر حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ معلوم نہ ہوسکا من الخلیفة بعدہ یعنی حضورؐ کے بعد خلیفہ کون ہے۔

باقی رہا سوال غلبہ کا سو قرآن میں غلبہ کا کوئی لفظ نہیں ہے البتہ تمکین دین کا لفظ ہے جس کے معنے بقول شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ رفیع الدین صاحب محکم اور ثابت ہونے کے ہیں۔ اور محکم وہ دین ہے جس کے اصول محکم ہوں۔ وہ دین ثلاثہ کہاں محکم ہوا

جن کا کوئی اصول ہی نہیں ہے۔ کہیں شوریٰ تو کہیں اجماع اور کہیں غلبہ۔ حضرات کا محکم اور ثابت مذہب اہل بیتِ رسولؐ کا مذہب ہے جس کے دلائل محکم اور اٹل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مذہب اہل بیت کے پیرو باوجود مصائب و آلام کے ہمیشہ ثابت قدم رہے۔ جیسا کہ حضورؐ نے فرمایا:۔

عن جابر ابن عبد اللہ یقول سمعت النبی علی المنبر یقول لا تزال طائفة من امتی قائمة بامر اللہ لا یضرھم من خذلھم وخالفھم حتی یاتی امر اللہ وھم ظاھرون علی الناس۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۴۳)	یعنی حضورؐ نے فرمایا کہ میری اُمت میں سے ایک طائفہ یعنی گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا اور امر اللہ کے ساتھ قائم رہے گا۔ اور جو شخص ان کی مخالفت یا ان کو رُسوا کرنے گا اُن کو نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ حتیٰ کہ اللہ کا امر آجائے گا اور وہ حق پر قائم اور غالب رہیں گے۔

اب یہ گروہ ثلاثہ کا گروہ تو ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ اس گروہ میں یزید و مروان جیسے بھی شامل ہیں۔ دیکھو شرح فقہ اکبر ملا علی قاری صفحہ ۸۲۔ تو یقیناً یہ گروہ آئمہ طاہرین کا گروہ ہی ہوسکتا ہے جن کی شان میں قرآن مجید میں اللہ پاک نے فرمایا کہ:۔

وممن خلقنا امة یھدون بالحق وبه یعدلون۔	یعنی ہماری خلقت سے ایک اُمت ایسی ہوگی جو ہمیشہ حق کے ساتھ ہدایت پائے گی۔

چنانچہ اسی اُمت کے آئمہ اور اُمت دونوں کو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یا علی انت وشیعتك فی الجنة زمانہ قرون الاولیٰ باقی رہا خوف کا عنصر سے بزدلانہ تو ثلاثہ جہاں گئے میں ڈرتے رہتے ہیں۔ حضرت ابوبکر تو مکے میں ابن الدغنہ کافر کی پناہ میں رہے جیسا کہ بخاری جلد اوّل صفحہ ۵۵۲ میں ہے کہ:۔

فقال ابن الدغنة فان	یعنی ابن الدغنہ نے حضرت ابوبکر

مثلك يا ابا بكر لا يخرج ولا يخرج۔ | سے کہا کہ اے ابوبکر تیرے جیسا نہ تو نکل سکتا ہے اور نہ نکالا جا سکتا ہے

اور حضرت عمرؓ ابو جہل کی پناہ میں رہے۔ دیکھو مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۱۳۳ کہ۔

پس ایں: و خال [illegible] ابوجہل است و بر تجرد اشارت کرد بانہا منہ و گفت آگاہ باشید تحقیق مان دادم۔ من ابن اخت خود را۔ | کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا ابوجہل میرے ماموں نے پتھر کی جبل پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے اہل مکہ کو کہا کہ خبردار ہو جاؤ میں نے اپنی ہمشیرہ کے بیٹے کو پناہ دے دی ہے۔

باقی رہا عثمان سو وہ بنی امیہ سے تھا۔ ابوسفیان وغیرہ ان کی پشت پناہ تھے اور انہی کے توسل پر حضرت عثمان صلح حدیبیہ کے دن مکے چلے گئے تھے۔ نیز یہ بھی یہ سورت مدنی ہے۔ اور مدینہ میں ثلاثہ اور دیگر مسلمانوں پر کوئی خوف تھا ہی نہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کی حکومت بن چکی تھی بلکہ ثلاثہ کو تو اُلٹا امن کے بعد خوف آ گیا تھا کہ جب حاکم بنے امن تھا، پھر عمر کی موت ابو لؤلؤ کے خنجر سے ہوئی اور حضرت عثمان کا محاصرہ ان کے دارالحکومت مدینہ میں باغیوں نے چالیس دن تک کیا، اور قتل ہو گئے اور مسلمانوں کے قبرستان میں کسی نے جنازہ بھی نہ پڑھنے دیا اور مقابر یہود میں دفن ہوئے۔ (دیکھو تاریخ طبری جلد ۵ صفحہ ۱۴۳)

چنانچہ یہ خوف جس کا اس آیت میں ذکر ہے آئمہ طاہرین کا خوف ہے۔ جس کو خداوند عالم نے ولنبلونکم بشیء من الخوف الخ (پارہ ۲۔ البقرہ) کے الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

استدلال نمبر ۱ کا جواب مبلغ اعظم نے جو دیا تھا اس کو سدیقی صاحب ہضم فرما گئے اور وہ یہ تھا کہ ولنورثنھم من ارض الکفار من العرب والعجم کا قول ضعیف ہے۔ کیونکہ ما تحت "قیل" ہے اور اس سے قبل "او المعنی" کا حرف "او" حرف تردید ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آیت کے لوگوں نے دو معنے لئے ایک تو خلفاء حق کا وجود، دوسرا بادشاہ ہوا اور سا کنان ارض کا وارث ہوا۔

[illegible] اتوا بحقنا [illegible]

استدلال نمبر ۲ کا جواب

[illegible]

اس کے بعد وزیر نے سورۂ [illegible] کا ترجمہ [illegible] [illegible]

بالذین امنوا الذین صدقوا باللہ و رسولہ و [illegible]

بہ حق التصدیق و عملوا جمیع الاعمال الصالحۃ [illegible]

بشیء منھا وھم الائمۃ علیہم السلام لیستخلفنھم فی الارض [illegible]

ای یجعلھم خلفاء [illegible]

کہ مراد اُن لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں وہ ہیں جنہوں نے اللہ و رسول کی تصدیق ہر واجب التصدیق میں کی [illegible] اور انہوں نے تمام اعمال صالحہ [illegible] نے کسی چیز کو نہ چھوڑا۔ بلکہ [illegible] اور وہ [illegible] خدا نے خلیفہ فی الارض بنایا ہے کیونکہ [illegible] سے مراد [illegible]۔ دیکھو [illegible]

کما استخلف الذین من قبلھم ھو ان جعل الصالح [illegible] خلیفۃ مثل آدم و داؤد و سلیمان و یدل [illegible] ذالک قولہ انی جاعل فی الارض خلیفۃ و یا داؤد انا جعلناک [illegible] و قولہ فقد اتینا آل ابراھیم الکتاب والحکمۃ و اتیناھم ملکا عظیما و علی ھذا اجماع العترۃ الطاھرۃ و اجماعھم حجۃ لقول رسول اللہ انی تارک فیکم الثقلین الخ (مرآۃ العقول صفحہ ۱۳۵ جلد اوّل)۔

کہ حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام سے مروی ہے [illegible] امنوا و عملوا الصالحات سے مراد رسول کریم اور آئمہ اہل بیت ہیں۔ اور یہ آیت ان کی خلافت کی بشارت کو متضمن اور شامل ہے اور امام آخر الزمان کے وقت [illegible] میں بدل جائے گا اور مراد کما استخلف الذین من قبلھم [illegible] للخلافت کو اللہ تعالیٰ خلیفہ کرے گا۔ جیسے آدم، داؤد اور سلیمان علیہم السلام کو [illegible] اور یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ کتنی (جیسا کہ) آل ابراہیم کو کتاب [illegible] اور ملک عظیم کی بادشاہت دی۔ اسی پر عترت طاہرہ اور اہل بیت کا اجماع ہے [illegible] بقول رسالتمآب انی تارک فیکم الثقلین حجت ہے۔

مبلغ اعظم نے فرمایا، حضرات! یہ ان کی کتنی خیانت ہے کہ قول اہل بیت جس پر کُل کا اجماع ہے اس کو تو چھپاتے ہیں اور جس کی صاحب مرآۃ العقول تردید کرکے غلط ثابت کر رہا ہے اس کو پیش کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میرے دوست شیعہ کتب تو درکنار۔ اگر سنی کتب سے بھی یہ دکھا دیں کہ خلفاء ثلاثہ نے اپنی خلافت کے لئے اس آیت سے کبھی استدلال کیا ہو یا کبھی یہ دعویٰ کیا ہو کہ یہ آیت ہمارے حق میں نازل ہوئی ہے تو منہ مانگا انعام لیں۔ سو روپیہ بڑی شکست اور گواہ جیت کا کچھ مطلب نہیں۔ یہی دعوے سے کہتا ہوں کہ قیامت تک نہ دکھا سکیں گے۔ آئیے میں اہل سنت کی کتابوں سے دکھاؤں کہ یہ آیت آئمہ اہل بیتؑ کے حق میں ہے۔

عن عطیۃ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض قال اہل بیت ھھنا و اشارۃ بیدہ الی القبلۃ (تفسیر در منثور جلد ۵ صفحہ ۵۵) یعنی آیت استخلاف اہل بیتؑ کے حق میں ہے اور اہل بیتؑ سے مراد اس قبلہ کے اہل ہیں۔

مولینا محقق اسماعیل صاحب نے اس پر بہت زور دیا کہ جس طرح ہیں نے مخالف موافق کی حدیثوں سے یہ ثابت کیا کہ یہ آیت اہل بیتؑ اور آئمہ معصومینؑ کے حق میں نازل ہوئی ہے اسی سنی مناظر کو چاہیئے کہ حضورؐ کی مرفوع متصل حدیث سے یا ثقلین سے کسی کے قول سے یہ ثابت کرے کہ آیۃ استخلاف کا نزول بحق ثلاثہ ہوا ہے۔ ورنہ قیاس اور جوڑ توڑ دلیل محکم نہیں بن سکتے، مگر ذکر کرے۔

اس بیان کو سن کر اہل اللہ شیعہ خوشی سے اچھل اچھل پڑتے تھے، اور چاہتے تھے کہ نعرہ ہائے حیدری سے اپنے جذبات کا اظہار کریں۔ لیکن مبلغ اعظم نے حفظ امن کی خاطر سختی سے روک دیا۔

استدلال نمبر ۳ :۔

بحوالہ قمی کے جواب میں مولانا محمد اسماعیل صاحب نے فرمایا کہ حضرات یہاں بھی سنی مناظر خیانت کرنا چاہتا ہے۔ اگر ہمت ہے تو قمی شریف کی ساری عبارت پڑھے اور اپیل کرے۔ کانٹ چھانٹ کرنا خیانت ہے۔ پوری عبارت پڑھو تاکہ خلافت ابوبکر و عمر کی قلعی کھل جائے۔ پھر دیکھو کہ یہ خلافت راشدہ کی پیشگوئی ہے یا خلافت شر اور جبر و ظلم کی۔ چونکہ سنی مناظر اپنی چوری کو جانتا تھا اس لئے وہ تو نہ سنا سکا

البتہ مبلغ اعظم نے خود تفسیر قمی ہاتھ میں لی اور عوام کو یہ پوری عبارت سنائی۔

استدلال نمبر ۳ کا جواب :۔

قال علی بن ابراھیم کان سبب نزولھا ان رسول اللہ کان فی بعض بیوت نسائہ وکانت ماریۃ القبطیۃ تکون معہ تخدمہ فکان ذات یوم بیت حفصۃ فذھبت حفصۃ فی حاجتھا فتناول رسول اللہ ماریۃ فعلمت حفصۃ بذالک فغضبت واقبلت علی رسول اللہ فقالت یا رسول اللہ ھذا فی یومی وفی داری وعلی فراشی فاستحیٰ رسول اللہ منھا فقال کفی فقد حرمت ماریۃ علی نفسی ولا اطاءھا بعد ھذا ابداً وانا افضی الیک سراً فان انت اخبرت بہ فعلیک لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین فقالت نعم ما ھو قال ان ابابکر یلی الخلافۃ من بعدی ثم من بعدہ ابوک فقالت من اخبرک بھذا قال اللہ اخبرنی فاخبرت حفصۃ عائشۃ فی یومھا بذالک فاخبرت عائشۃ ابابکر فجاء ابوبکر الی عمر فقال لہ ان عائشۃ اخبرتنی عن حفصۃ بشئی ولا اثق بقولھا فاسئل انت حفصۃ فجاء عمر الی حفصۃ فقال لھا ما ھذا الذی اخبرت عنک عائشۃ فانکرت بذالک فقالت ما قلت لھا من ذالک شئی فقال عمر ان کان ذالک حقاً فاخبرینی حتی نتقدم فیہ فقالت نعم قد قال ذالک رسول اللہ فاجتمعوا اربعۃ علی ان یسموا رسول اللہ فنزل جبریل علی رسول اللہ بھذہ السورۃ الخ (تفسیر قمی طبع ایران صفحہ ۳۵۳)

ترجمہ :۔ علی بن ابراہیم قمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سورۃ تحریم کا شان نزول یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی کسی بیوی کے گھر میں رونق افروز تھے اور جناب ماریہ قبطیہ حضورؐ کی خدمت کر رہی تھی۔ اور ایک دن حضرت حفصہ کے گھر میں تھے

حضرت حفصہ باہر گئی تو حضورؐ نے ماریہ قبطیہ سے مباشرت فرمائی۔ حضرت حفصہ کو اس کا پتہ چل گیا۔ وہ غضب ناک ہو گئی اور کہنے لگی کہ یا رسول اللہ یہ کام میرے دن اور میرے ہی بستر پر۔ حضورؐ نے از راہ حیا اس سے کہا کہ رک جا! ایسے کلمات نہ کہہ۔ میں نے ماریہ کو اپنے نفس پر حرام کر دیا اور اس کے بعد کبھی اس سے مباشرت نہ کروں گا۔ اور میں تجھ کو ایک راز بتاتا ہوں یقین اگر تو نے اس کو ظاہر کیا تو تجھ پر اللہ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی۔ تو حفصہ نے کہا حضورؐ بہت اچھا میں ہرگز ظاہر نہ کروں گی۔ آپ نے فرمایا کہ میرے بعد ابوبکر خود خلافت کا والی بن جائے گا اور اس کے بعد تیرا باپ۔ اس نے کہا حضورؐ آپ کو یہ خبر کس نے دی ہے۔ فرمایا مجھ کو اللہ نے خبر دی ہے۔ پس حفصہ نے عائشہ کو اسی روز اس کی خبر دے دی اور عائشہ نے ابوبکر کو خبر دے دی۔ پھر ابوبکر عمر کے پاس گیا کہ عائشہ نے مجھے حفصہ کی زبانی کچھ بتلایا ہے مگر میں اس کی بات پر اعتماد اور بھروسہ نہیں کرتا۔ تو تم خود حفصہ سے پوچھو۔ چنانچہ عمر حفصہ کے پاس آیا اور کہا وہ کیا خبر ہے جو تو نے عائشہ کو دی ہے۔ حفصہ نے انکار کیا اور کہا میں نے کچھ نہیں کہا۔ عمر نے کہا سچ بتلا۔ اگر وہ خبر سچی ہے تو ہم اس کے لئے کوئی اقدام کریں۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! یہ تھی وہ عبارت جس کو میرا مقابل دوست قطع و برید کر کے اس کا صرف ایک ٹکڑا پیش کر کے عوام کو دھوکہ دینا چاہتا تھا۔ تاکہ اس کے بزرگوں کے رسوائی کے قصے چھپے رہیں اور جس جز کے اظہار پر خدا کی لعنت کی وعید کا ذکر ہے وہ منظر عام پر نہ آسکے۔ الغرض یہ تو ابوبکر اور عمر کے خلافت کو غصب کرنے کی پیشین گوئی ہے۔ جس کے قائل [illegible] ابوبکر و عمر خود ہو گئے۔ اس میں یہ ذکر کہاں ہے کہ ابوبکر کو میں اور میرا خدا خلیفہ بنائے گا۔

آپ نے دوران تقریر فرمایا کہ قرآن و حدیث سے خلافت کے بارے میں چار قسم کا نص ملتا ہے۔

نصوص از قرآن برائے خلافت:

۱۔ انی جاعل فی الارض خلیفۃ (پ۱ البقرہ)
۲۔ یاداؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض
۳۔ یاہارون اخلفنی فی قومی (اعراف)

۴۔ انت خلیفتی من بعدی (خصائص نسائی ص[illegible] مطبوعہ لاہور)۔

مگر ابوبکر اور عمر کے لئے ان میں سے کسی قسم کی بھی نص نہیں ملتی۔ اور یہ تو ظلم اور زور کی خلافت کی خبر ہے۔ ورنہ اظہار پر لعنت کیوں؟ اور اگر یہ خلیفے برحق تھے تو حضورؐ کو زہر دینے کے ارادے کیوں کرتے؟ اگر یہ روایت غلط ہے تو آپ نے پیش کیوں کی؟ اگر ایک ٹکڑا صحیح ہے تو باقی کیوں صحیح نہیں۔ اگر نقل کرتے ہو تو پوری پیش کرو نہ کہ بیچ میں چھوڑ دو تاکہ تمہارے ابوبکر اور عمر کی حقیقت چھپی رہ جائے۔

آپ نے فرمایا کہ یلی الخلافۃ من بعدی [illegible] ابن ماجہ ملا ۲۱ پر یہ روایت ملاحظہ فرمائیں مطلب واضح ہو جائے گا کہ عن عبد اللہ بن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال سیلی امورکم بعدی رجال یطفئون من السنۃ ویعملون بالبدعۃ [illegible] (ج ۲ ص ۹۵۶)

یعنی عنقریب میرے بعد مسلمانوں کے امور کے والی ایسے خلیفے ہوں گے جو میری سنتوں کو مٹائیں گے اور بدعات پر عمل کریں گے۔ آپ نے کہا [illegible] میں یلی ضمی اور بعدی قدر مشترک ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ یہاں فی الجملہ [illegible] اور وہاں بالتصریح ابوبکر اور عمر کے نام [illegible] پیشین گوئی فرماتی ہیں۔ آئندہ حالات کے لئے ایسی پیشین گوئی کو بیان کیا آپ نے بنی امیہ کے متعلق بھی فرمائی ہے کہ

عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ اری فی منامہ بنی امیۃ یعلون منبرہ خلیفۃ فخلیفۃ فشق ذلک علیہ فانزل اللہ انا اعطیناک الکوثر و انا انزلناہ فی لیلۃ القدر یعنی حضرت حسن علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضورؐ نے دیکھا کہ بنی امیہ آپ کے بعد یکے بعد دیگرے خلیفہ ہو کر آپ کے منبر پر چڑھ رہے ہیں۔ آپ کو یہ بات شاق گزری اور بڑی ملول خاطر ہوئی۔ پس اللہ نے فرمایا کہ ہم نے آپ کو حوض کوثر دینے کا وعدہ کیا ہے اور لیلۃ القدر دی ہے۔ (تفسیر ابن جریر جلد ۳۰ ص[illegible])۔

اب یزید کے متعلق بھی سن لیجئے۔ عن ابی الدرداء قال سمعت النبی یقول اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جو پہلے میرے طریقوں کو بدل دے گا وہ بنی امیہ میں سے ایک آدمی ہوگا جس کا نام یزید ہوگا۔ (صواعق ص[illegible])

بلکہ ایسی پیشین گوئیاں تو قرآن مجید میں بھی موجود ہیں۔ فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدوا في الارض و تقطعوا ارحامكم اولئك الذين لعنهم الله فاصمهم و اعمى ابصارهم ۔(پ سورہ محمد)

ترجمہ :- پس کیا ہو تم نزدیک اس بات کے کہ اگر والی ہو تم حکم کے یہ کہ فساد کرو بیچ زمین کے اور کاٹو قرابتیں اپنی یہ لوگ ہیں جن کو لعنت کی اللہ نے ۔ پس بہرہ کر دیا اور اندھا کر دیا آنکھوں ان کی کو۔

استدلال نمبر ۴ کی حقیقت :-

استدلال نمبر ۴- ولقد كتبنا في الزبور من بعد الذكر ان الارض يرثها عبادي الصالحون کے جواب میں مبلغ اعظم نے فرمایا کہ شاید میرے مقابل دوست تفسیر جلالین بھی نہیں پڑھے ہوئے ۔ ان کی اپنی تفسیر جلالین ص۲۸۸ میں ہے کہ ان الارض ارض الجنة یعنی قول یہی ہے کہ اس ارض سے مراد ارض جنت ہے یعنی جنت کی زمین ۔ اور تفسیر بیضاوی جلد ۲ صلا۳ حاشیہ القرآن میں بھی ہے کہ ان الارض ارض الجنة کہ اس سے جنت کی زمین مراد ہے اور یہی تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص۱۸۴ میں ابن عباس سے مروی ہے۔

اور اگر اس سے ارض دنیا بھی مراد لی جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وارث تو صالحین ہیں غیر صالح نہیں ۔ یہ شرط صالحیت خلا ثہ میں مفقود ہے ۔ لہٰذا مخالفین کا قبضہ مخالفانہ اور ناجائز ہے جو کبھی دور کر دیا جائے گا ، اور اس کی مدت ظہور مہدی آخر الزمان ہے جیسا کہ مشکوٰۃ شریف کے ص۴۶۹ پر بایں الفاظ مرقوم ہے کہ قال رسول الله يكون في اخر الزمان خليفة يقسم المال ولا يعده ۔ کہ حضورؐ نے فرمایا کہ آخر زمانے میں ایک خلیفہ ہوگا جو مال کو بغیر گننے کے تقسیم کرے گا۔

پھر آپ نے اس سچے وارث زمین خلیفے کا خاندان ان لفظوں میں فرمایا کہ یقول المهدي من عترتي من اولاد فاطمة یعنی مہدی میری عترت میں سے ہوگا ۔ یعنی اولاد فاطمہ سے ہوگا۔ (مشکوٰۃ ص۴۷۰)

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات ! جن صالحین کو خدا نے وارث زمین کیا وہ یہ نہیں ہیں کہ کوئی تو رسولؐ کی بیٹی کو حقِ پدر سے محروم کر دے اور کوئی یہ مقصود ہے علاوہ

مروان جیسے راندۂ بارگاہ رسولؐ کو دے کہ ظلم و جور کی مثال قائم کرے ۔ بلکہ اس وارث ارض کی شان مشکوٰۃ ص۴۷۱ میں ملاحظہ فرمائیے کہ لیبعث الله رجلا من عترتي و اهل بيتي فيملاء به الارض قسطا وعدلا كما ملئت ظلما وجورا ۔

یعنی حضورؐ نے فرمایا کہ خداوند عالم میرے اہل بیت سے ایک آدمی کو مبعوث کرے گا جو ظلم اور ستم سے بھری ہوئی زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دے گا۔

اور ظاہر ہے کہ ستمگر ملوک زمین کے وارث نہیں ہو سکتے ۔ کیونکہ ان کا قبضہ قہر و غلبہ کا قبضہ ہے ۔ اللہ و رسولؐ نے ان کو وارث نہیں بنایا نہ ان کے حق میں کوئی نص آئی لیکن جو کہ اہل بیت عظام اور امام آخر الزمان کے حق میں نصوص ہیں لہٰذا وہی دین و دنیا کے وارث ہیں اور اگر قہر و غلبہ ہی وراثت ارض کی دلیل مان لی جائے تو معاویہ اور یزید بھی وارث ارض ماننے پڑیں گے ۔ کیونکہ ان کو بدرجۂ اعلیٰ قہر و غلبہ حاصل تھا۔

اور ہماری تفسیر صافی اور قمی میں بھی اس سے مراد حضرت قائم آل محمد امام مہدی علیہ السلام ہیں۔

مبلغ اعظم نے زور دار آواز سے مطالبہ کیا کہ جس طرح کی نصوص میں نے اہل بیتؑ کے لئے پیش کی ہیں ۔ اگر تم ایک بھی بزبان رسولؐ یا ثلاثہ کے کسی قول سے ثابت کر دو تو انعام لو ۔ لیکن فرضی فتح کے ڈھنڈورے پیٹنے والوں کی حالت میدانِ مناظرہ میں قابل دید تھی ۔ نہ جانے مادرن فرماتے رہتے ۔ سُنیوں کے تمام فرقوں کے علماء ثلاثہ کے لئے ایک نص بھی پیش نہ کر سکے ۔

استدلال نمبر ۵ کی حقیقت :-

استدلال نمبر ۵- والذين امنوا وهاجروا في سبيل الله من بعد ما ظلموا لنبوئنهم في الدنيا حسنة (پ سورۃ النحل) کے جواب میں فرمایا کہ جناب مناظر صاحب ! یہ تو ان صحابہ کے حق میں ہے جن پر ظلم کیا گیا ، ہجرتیں کیں ، محبوس اور قید رہے ۔ قسم قسم کے کفار کے ظلم سہتے رہے ۔ فرمائیے ! آپ کے ثلاثہ کہاں قید رہے بلکہ ان کو ابن ذلہ ، ابو جہل اور ابو سفیان کی حمایت رہی ۔ اس

جن سے مراد حضرت بلال وصہیب وغیرہ ہیں۔ جیسا کہ آپ کی تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے۔
الغرض اس سے مراد مظلوم صحابہ ہیں جو مکہ میں قید و بند کی مصیبتیں سہتے رہے
[illegible] آپ کے [illegible] مظلوم ہو چکے تھے۔ اور بیضاوی میں ان صحابہ
کرام کا نام بھی آگیا ہے جن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ وھم بلال وصہیب و
خباب وعمار و عابس و ابوجندل و سہیل رضی اللہ عنھم۔
(بیضاوی جلد ۲ صفحہ ۱۵۲)

مبلغ اعظم زوردار روانی کے ساتھ تقریر فرما رہے تھے اور سنی علماء
[illegible] اپنی [illegible] بیٹھے تھے۔ وہ منظر قابل دید تھا۔
جب مبلغ اعظم [illegible] کے سنی علماء سے خطاب کر رہے تھے
[illegible] من بعد ما ظلموا کے مصداق کو دکھاؤ [illegible]
[illegible] کتابوں سے ثابت کر دو [illegible] سنی علماء کا [illegible]
[illegible] بھیگی بلی بنے بیٹھے تھے۔

تقریر مناظر اہل السنت

حضرات! مولوی محمد اسماعیل صاحب بہت ہی گھبرا گئے ہیں

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

جب مولوی صاحب کو دلائل نہیں ملتے تو خلاف موضوع باتیں بیان کرتے ہیں
مگر میں آپ کو نہ چھوڑوں گا۔ اب مجھ سے بھاگ کہاں سکتے ہیں۔ لیکن مجھے افسوس
ہے کہ آیت تبرا کا مفہوم غلط بیان کیا اور باقی آیتوں کو [illegible] پھینک دیا۔ اصل
میں مولوی صاحب کی یہی ہار جانے کی علامتیں ہیں۔ مولانا جو چاہیں موضوع پر لائیں
میں آپ کی ہر دلیل کا جواب دوں گا۔
لیجئے میرے [illegible] اصول کافی ہے۔ [illegible] لما قبض رسول
اللہ صلعم صلت علیہ المہاجرون والانصار فوجا فوجا
دیکھئے آپ کی اس کتاب [illegible] ہے کہ حضور علیہ السلام
کی وفات کے بعد مہاجرین و انصار نے فوج فوج ہو کر [illegible] مولوی صاحب
نے جنازہ رسول پڑھنے کا ثبوت دے دیا۔ ذرا مہربانی کر کے [illegible] دیکھیں وہ کیسے
[illegible]
دوسرا حوالہ لیجئے جلاء العیون [illegible]
ہو کر جنازہ پڑھتے جاتے تھے۔

شیعہ مناظر کے اعتراضات کے جوابات

باقی جو شیعہ مناظر نے مسلم کی حدیث پڑھی ہے وہ [illegible]
[illegible] مخالف نہیں ہے [illegible]
مہاجرین و انصار کے مشورے [illegible] تسلیم کرتے ہیں

رہا آپ کا خلافتِ علمی کہنا وہ بھی غلط۔ کیونکہ اگر خلافتِ علمی مراد ہے تو پھر غصب کیا کیا خلافتِ علمی کو بھی کوئی چھین سکتا ہے؟

آمدم برسرِ مطلب!

استدلال نمبر ۱۶: نہج البلاغۃ مشہ میں ہے انما الشورٰی للمھاجرین والانصار۔ کہ خلافت میں مشورہ کرنا مہاجرین و انصار کا حق ہے۔ فرمایئے آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہے۔ آپ پر مرآۃ العقول والی عبارت قرض ہے اس کا جواب آپ نے ضرور دینا ہے۔

تقریرِ مناظرِ شیعہ

آپ نے آیت استخلاف کو مکرر پڑھا اور سُنّی مناظر سے ثلاثہ کے مصداق آیت استخلاف ہونے کا ثبوت طلب کیا۔ اور پھر فرمایا کہ جنازہ رسُولِ خدا اور ذکر سقیفہ کو جس قابلیت پر خلافِ موضوع قرار دیا تھا اس کی حقیقت اچھی طرح کھل چکی ہے اور خلافِ موضوع تو آپ جا رہے ہیں اور طعن مجھے دے رہے ہیں کہ بجائے ثبوت خلافت کے اثبات جنازہ خوانی کر رہے ہیں جو شاید قیامت تک نہ ہو سکے۔ جیسا کہ میں (۱) بخاری شریف (۲) شرح عقائد نسفی (۳) نبراس (۴) دُرِّ مختار، (۵) شرح مواقف وغیرہ کتب اہل السنّت سے ثلاثہ کا ترکِ دفنِ رسولؐ ثابت کر کے سقیفہ کو جانا ثابت کر چکا ہوں۔

اور یہ روایت جو آپ نے اصُول کافی ص۲۸۱ سے صلت علیہ المہاجرون والانصار پیش کی ہے۔ اوّلاً تو یہ ضعیف ہے۔ دیکھو مرآۃ العقول شرح اصول کافی جلد اوّل ص۳۷۱۔ ثانیاً اس سے مراد ابوبکر اور عمرؓ اور ان کے رفقاء و سقیفہ نہیں بلکہ دیگر صحابہ مراد ہیں ورنہ اثبات دعویٰ کیلئے ابوبکر و عمر کا نام دکھلاؤ۔

اور یہ جو آپ نے جلاء العیون ص۷۱ اُردو سے روایت پیش کی ہے کہ ابوبکر آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا چاہتے تھے بالکل تحریف ہے جلاء العیون میں کہیں یہ الفاظ نہیں ہیں بلکہ بعض منافقین کی صلاح و مشورہ کا ذکر ہے جو سقیفہ سے واپس آ گئے تھے۔ ابوبکر تو

ابھی آیا ہی نہیں تھا۔ یہ تو ان کے چیلوں چانٹوں کی شورش تھی ورنہ ابوبکر کا وہاں موجود ہونا صریحاً دکھلا دیجئے۔ میرے مقابل دوست جس جلاء العیون سے آپ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ اس میں تو صاف تصریح ہے کہ شیخ مفید و شیخ طوسی و شیخ طبرسی و دیگر محدثین فریقین نے روایت کی ہے کہ جب حضرتؐ نے رحلت فرمائی تو منافقین، مہاجرین و انصار مثل عبدالرحمٰن بن عوف و ابوبکر و عمرؓ وغیرہ نے اہل بیت رسالتؐ کو اسی حالت میں چھوڑ دیا اور ان کی تعزیت کو نہ آئے اور نہ ہی تجہیز و تکفین حضرتؐ ہوئے۔ بلکہ سقیفہ بنی ساعدہ میں غصبِ خلافت کے لئے گئے اور اسی وجہ سے ان لوگوں سے اکثر کو نمازِ جنازہ حضرتؐ نصیب نہ ہوئی۔ جناب امیرؑ نے بریدہ کو ان کے پاس بھیجا کہ حضرتؐ پر نماز پڑھنے کیلئے حاضر ہوں مگر نہ آئے۔ یہاں تک کہ ان کی بیعت اس وقت تمام ہوئی جبکہ حضرتؐ دفن ہو چکے تھے۔

اور سُنیے اہل السنّت کی مشہور و مستند کتاب کنز العمال جلد۳ ص۱۴۰ میں حضرت عروہ سے روایت ہے کہ عن عروۃ ان ابا بکر و عمر لم یشھدا دفن النبی وکانا فی الانصار فدفن قبل ان یرجعا۔ یعنی عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ جو حضرت ابوبکر کے خاص دوست اور اسماء بنت ابوبکر کے فرزند ہیں۔ کہ ابوبکر اور عمرؓ دونوں جنازہ اور دفنِ پیغمبرِ خدا میں حاضر نہیں ہوئے اور وہ دونوں انصار میں تھے۔ اور حضورؐ ان دونوں کے واپس از سقیفہ ہونے سے پہلے دفن کر دیئے گئے۔

لیجئے حضرات! یہ ہے آپ کے ثلاثہ کے جنازہ پڑھنے کی حقیقت جسے آپ سننے کے لئے مدت سے تڑپ رہے تھے۔ فلہٰذا ان روایات کا جواب دیکر ابوبکر کا بالتصریح جنازہ پڑھنا ثابت تو کیجئے اور انعام لیجئے۔ اگر آپ کو ابوبکر کا نام کسی کتاب سے نہیں مل رہا تو دیگر علماء کی امداد حاصل کریں اور ابوبکر کا بالتصریح جنازہ پڑھنا دکھا دیں ورنہ ان کا نام سُن کر آپ کی رال ٹپک پڑے گی مگر نام دکھانے سے آپ کو کورا جواب ہے۔ اب تو جو پھر کہیں اگر دکھا دیں تو آپ انعام کے حقدار ہیں۔

اور یہاں آکر وہاں حضرات یوں ہی نہیں جانتے شبلی نعمانی کی الفاروق سے ثلاثہ کا ترک دفنِ رسُولؐ ملاحظہ

فرمایا ہوں۔

جس کے بعد مبلغ اعظم نے فرمایا۔ کہ حضرات دیکھ لیجئے۔ ابھی ابھی آپ کا مولوی یہ کہہ رہا تھا کہ انتخاب شوریٰ کو اللہ نے خلیفہ بنایا ہے اور تفسیر قمی کی پیشین گوئی کو مذہب اہل سنت کو پیش کر کے ابوبکر اور عمر کے متعلق نص پیش کر رہا تھا اور ابھی تفسیر ابن کثیر والی روایت ہے کہ شیعی مناظر نے مسلم ص۱۰۹ اور تفسیر ابن کثیر جو پڑھی ہے وہ تو ہمارے مذہب کے قطعاً مخالف نہیں ہے۔ اس لئے کہ ہم نبی کی طرف سے منتخب شدہ خلیفے ہی کو مانتے ہی نہیں بلکہ ہم تو مہاجرین و انصار کے مشورہ سے منتخب شدہ خلیفے تسلیم کرتے ہیں۔

(مندرجہ الفاظ سنیوں نے اپنی مرتبہ روئیداد میں بھی نقل کئے ہیں ص۱۵)

آپ نے فرمایا کہ لیجئے تو آقا نے مناظرہ میں یہ کہہ رہا تھا کہ ثلاثہ خدا و رسول کے منتخب کردہ خلیفے ثابت کرنا چاہتا تھا۔ اب عجب دیکھا کہ این خیال است و محال است و جنون۔ تو خود ہی مان گئے کہ ہم تو ثلاثہ کو نبی کی طرف سے منتخب کردہ خلیفے مانتے ہی نہیں لیجئے اب مطلع صاف ہو گیا کہ جو اللہ و رسول کے منتخب کردہ خلیفے نہیں وہ واجب الاطاعت نہیں ہو سکتے کیونکہ واجب الاطاعت وہی ہو سکتے ہیں جن کو اللہ و رسول منتخب کرے۔ اس لئے کہ اللہ و رسول کے سوا کسی کو یہ حق نہیں کہ خلیفۃ الرسول مقرر کرے۔ اب آپ کی تمام سابقہ مدلولہ عمارت دھڑام سے نیچے گر گئی۔ میرا دعویٰ ثابت ہو گیا کہ حضرت علی کی سوا ثلاثہ کو خدا و رسول کے منتخب کردہ خلیفے ثابت نہیں کر سکتے۔

شاید اسی لئے پہلے حضرات اپنی فتح کا ڈھنڈورا پیٹنے لگے کہ ہم مان گئے تھے کہ تمہارے خلیفے خدا و رسول کے بنائے ہوئے نہیں۔ اگر آپ مان گئے تھے کہ ثلاثہ منجانب اللہ و رسول نہیں تو اب تک خواہ مخواہ اپنا اور عوام کا وقت کیوں ضائع کیا آپ مناظرہ کرتے رہے۔ خوب!

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! اب میں کس بات کی تردید کروں جبکہ یہ خود ہی مان گئے کہ ہمارے خلفاء خدا و رسول کے مقرر کردہ نہیں۔ اس فقرے نے

نے تو ہمارا ساری خواہ مخواہ ان کو خدا اور رسول کے منتخب کردہ خلیفے قرار دیتی ہے۔

سنی علماء بہت نادم ہوئے۔ شیعہ جوش ایمانی سے آنکھیں پڑھتے تھے کہ خود ہی مان گئے کہ ہمارے خلفاء خدا اور رسول کی طرف سے نہیں ہیں

چنانچہ مبلغ اعظم نے اپنی آخری تقریر میں فرمایا کہ حضرت آدم اور حضرت ہارون عدم اطاعت امام حق کے مقابل امام کے کھڑے کرنے کا نام غصب ہے۔ خلافت آدم، خلافت داؤد، خلافت سلیمان اور خلافت ہارون سب علمی ہیں۔ خلافت آدم کی وعلم آدم الاسماء کلها علم ہے اور شیطان کا اور خلافت داؤد وعلمناه منطق الطیر اور حضرت سلیمان آپ کی تفسیر میں مذکور ہے اور وقال موسیٰ لاخیه هارون اخلفنی فی قومی سند خلافت اسی طرح انا مدینۃ العلم و علی بابها سند خلافت علی علیہ السلام ہے والراسخون فی العلم اور اولی الامر کے ثلاثہ نے کیا۔ کہ وارث علم نبی کے مقابلے میں خود کھڑے ہو گئے اور چند مہاجرین و انصار کے دونوں کو سند بنایا اور حضرت نے فرمایا

استدلال نمبر ۶

انما الشوریٰ للمهاجرین والانصار

کے جواب میں مبلغ اعظم نے اس کو ایک کلام حذف فرما گئے کھل جائے اور علمی دنیا میں یادگار رہ جائے۔

آپ نے فرمایا تھا کہ حضرات! یہ خط جناب امیر علیہ السلام کا بطور الزام اور جس میں امیر المومنین علیہ السلام نے مذہب اہل السنت کی کر دی ہے کیونکہ ارکان مذہب اہل السنت تین تھے: اول اصحاب ثلاثہ، دوم اصحاب جمل حضرت عائشہ وغیرہ، سوم اصحاب جنگ صفین معاویہ وغیرہ۔ چنانچہ آپ نے تینوں کو اس الزامی دلیل سے ملزم کر دیا ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جناب امیرالمومنینؑ نے معاویہ کے سامنے نہ تو کوئی آیت پیش کی ہے نہ حدیث بلکہ قیاس جدلی سے کام لیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ معاویہ آپ کا منکر اور معاند تھا۔ منکر کے سامنے برہان پیش کرنا خلاف عقل و نقل ہے۔ کیونکہ دلیل سے مقصود دو ہوتے ہیں۔ اولاً اثبات مذہب خود۔ ثانیاً افہام الزام خصم۔ یعنی مخالف کو عاجز کرنا اس پہ مبلغ اعظم نے مناظر اہل السنت کو مخاطب کرکے کہا کہ فرمایئے آیا یہ خط بطور الزام ہے یا برہان۔ اگر برہان ہے تو فرمایئے کہ برہان کیسے مقدمات سے مرکب ہوتی ہے اور اس خط میں مقدمات برہان دکھایئے اور یہ بھی فرمایئے کہ معاند کے سامنے برہان پیش کرنا جناب امیرالمومنینؑ جیسے عالم کی شان ہے؟ یا برہان کا یہ محل ہے؟

اور اگر الزام ہے تو فرمایئے کہ جدل مقدمات مشہورہ یا مسلمات خصم سے مرکب ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو شیعوں پر حجت کیسی۔ بلکہ جناب امیرالمومنینؑ نے اس مکتوب شریف میں معاویہ کو اس کے مسلمات سے ہی مع اگلے پچھلے بزرگوں کے جھوٹا کر دیا ہے۔

اس کے بعد مبلغ اعظم نے تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۔۔ اور مقاصد الفلاسفہ امام غزالی صفحہ ۔۔ سے حقیقت جدل پیش کی جس کو سنی اپنی مرتبہ رودئیداد میں کھا گئے ہیں پھر آپ نے پورا خط پڑھا اور اس کی حقیقت یوں بیان کی۔ کہ حضرات! اصل عبارت یہ ہے کہ:۔

انہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر وعمر وعثمان علی ما بایعوہم علیہ فلم یکن للشاهد ان یختار ولا للغائب ان یرد۔ یہ مسلمات معاویہ سے اس کو الزام دیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ ثلاثہ کی خلافت کو حق سمجھتا تھا۔ اور الزام کی صورت یہ ہے کہ اگر ایک قوم کی بیعت کر لینے سے خلافت ثلاثہ حق تھی تو میری خلافت کیوں حق نہیں؟ میں نفس کے علاوہ تمہارے مسلمات کی بنا پر بھی خلیفہ ہوں۔ جس کا معاویہ کوئی جواب نہ دے سکا اور الزاماً خلافت ثلاثہ بھی باطل ہوگئی۔ کیونکہ معاویہ نے خلافت ثلاثہ کی دلیل کو باطل سمجھا۔ اگر باطل نہ سمجھتا تو جناب امیرؑ کو خلیفہ برحق مانتا۔ تو گویا معاویہ کے منہ سے ہی خلافت ثلاثہ باطل کر دی اور جناب امیرؑ کی خلافت حقیقیہ اس دلیل جدلی کی محتاج نہیں۔ کیونکہ وہ عند المحققین برہان سے

ثابت ہے۔ اور باقی رہا انما الشوریٰ للمهاجرین والانصار یہ معاویہ کے اعتراض کا جواب ہے۔ اور وہ اعتراض یہ تھا۔ کہ معاویہ کہتا تھا کہ علیؑ اس نے تسلیم نہیں کریں اور اہل شام انتخاب علیؑ کے وقت حاضر نہ تھے۔ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ آپ کے مسلمات سے ہے کہ شوریٰ مہاجرین اور انصار کا حق ہے اور اہل شام نہ مہاجر ہیں نہ انصار۔ جس کا معاویہ کوئی جواب نہ دے سکا۔ بلکہ آج تک معاویہ کے مریدوں سے بھی اس کا جواب نہ بن پڑا۔ اور اس فقرہ کی تشریح اہل السنت کی مستند کتاب عقد الفرید جلد ۲ صفحہ ۔۔ اسی خط کے ضمن میں موجود ہے واعلم انك من الطلقاء الذین لا تحل لهم الخلافة ولا یدخلون فی الشوریٰ کہ اے معاویہ تو تو آزاد شدہ اسیروں میں سے ہے جن کے لئے عند المهاجرین والانصار نہ تو خلافت کا حق ہے نہ شوریٰ کا۔

اور فان اجتمعوا علی رجل وسموہ اماما کان ذالك لله رضا یہ کیفیت شوریٰ کا بیان ہے کہ مہاجرین اور انصار کے نزدیک شوریٰ کا یہ مطلب ہے کہ اگر وہ کسی آدمی پر جمع ہو جائیں اور اس کا نام امام رکھ لیں تو وہ اللہ کے نزدیک بھی پسندیدہ ہے۔ مگر جب معاویہ نے علیؑ کو امام نہ مانا تو اپنے مسلمہ قاعدے کی بنا پر بھی خلاف ورزی کی فان خرج عن امرهم خارج بطعن او بدعة ردوہ الی ما خرج منه فان ابی قاتلوہ۔ یہ شوریٰ کمیٹی کے مرتبہ آئین کی اس دفعہ کا بیان ہے جس کی بنا پر آپ نے معاویہ اور اس کے اصحاب اور عائشہ اور اس کے حواریوں کو خارج از دین باغی اور واجب القتال قرار دے دیا۔

الغرض اس الزامی خط سے ثلاثہ کی خلافت اور معاویہ کی بغاوت اور عائشہ وغیرہ کے خروج کی قلعی کھول دی۔ اب اگر سنی خلافت علیؑ کو حق کہیں تو معاویہ اور عائشہ کو باغی حق اگر نہ کہیں تو خلافت ثلاثہ کی بیخ کنی ہوتی ہے۔ یہ تھا جناب امیرؑ کا الزام۔ اور اس خط کو الزامی ثابت کرنے کے لئے مبلغ اعظم نے اہل السنت کی مستند کتاب عقد الفرید جلد ۲ صفحہ ۔۔ مطبوعہ مصر سے اس مکتوب کی ابتداء میں یہ تصریحی الفاظ دکھائے "وکتب الی معاویه بعد وقعة الجمل سلام علیك اما بعد فان بیعتی بالمدینة لزمتك وانت بالشام۔ لانہ بایعنی الذین الخ"

کہ یہ خط جناب امیر نے معاویہ کو واقعہ جمل کے بعد لکھا کہ اما بعد پس میری بیعت کا مدینہ میں ہونا تجھ کو لازم ہے خواہ تو شام میں ہو۔ کیونکہ قانون تمہارے بزرگوں کا یہ ہے۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ جب اس خط کے شروع میں تمہاری اپنی کتاب میں لفظ لزمتک موجود ہے تو ایسے الزامی ہونے میں کیا شبہ ہے اور اگر شیعہ کتب سے ثبوت الزام مطلوب ہے تو یہ دیکھئے ابن میثم صفحہ ۴۲۳ مطبوعہ ایران۔

آپ نے دوران تقریر فرمایا کہ الزامی دلائل تو قرآن مجید میں موجود ہیں، جیسے قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین یہ الزام ہے یا تحقیق۔

مناظر اہل السنت

یزید اور مروان مہاجرین نہیں ہیں۔ لہذا ان کی بادشاہت کو خلافت حقہ کہنا غلط ہے۔ کیونکہ لیستخلفنہم میں وعدہ مہاجرین سے ہے۔ اگر دیکھ لیا آپ نے مولوی اسماعیل صاحب نے میری عبارتوں کا کوئی جواب نہیں دیا۔ بہت اچھا اور عبارت پیش کرتا ہوں سنیے

استدلال نمبر: نہج البلاغہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۵ میں ہے الا انی اقاتل رجلین رجلا ادعی ما لیس له۔

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ فرماتے ہیں۔ میں دو شخصوں سے جنگ کرنے کا عادی ہوں۔ ایک وہ شخص جو ایسے رتبے کا دعوےٰ کرے جس کا وہ اہل نہ ہو۔ فرمائیے اگر خلفاء ثلاثہ خلفاء برحق نہ تھے تو آپ نے ان سے جہاد کیوں نہ کیا؟

اصول کافی صفحہ ۱۲۶ میں ہے کہ امام وہ ہوتا ہے جس کے پاس انتیس چیزیں ہوں

ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ عصائے موسیٰ بھی ہو۔ اگر حضرت علی کے پاس عصائے موسیٰ بھی تھا تو جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے عصا سے فرعون کا کچومر نکال دیا تھا تو حضرت علی المرتضیٰ سے خلافت کیسے چھین گئی؟

تقریر مناظر شیعہ

مبلغ اعظم نے پھر یہ آیۂ استخلاف تلاوت کی اور فرمایا کہ اپنے خلفائے ثلاثہ کو موعود من اللہ ثابت کرو۔ یا ان کے حق میں اللہ و رسولؐ کی کوئی نص دکھاؤ۔ جیسا کہ ہم اہل بیتؑ کے حق میں دکھا رہے ہیں۔ پھر آپ نے مندرجہ آیات اور احادیث تلاوت فرمائیں کہ کما استخلف الذین من قبلهم تشبیہ کے لئے ہے۔ لہذا طریق نصب خلافت وہی ہونا چاہیئے جو سابق خلفاء کا تھا۔ یعنی نص بلا واسطہ یا بالواسطہ جیسا کہ میں پہلی تقریروں میں کہہ چکا ہوں۔ اور مولوی محمد صدیق نے کوئی جواب نہیں دیا۔

اور چونکہ سابقہ خلفاء آل انبیاء سے ہوتے رہے ہیں۔ لہذا خلافت اب بھی آل رسولؐ کا ہی حق ہے۔ جس کے ثبوت میں آپ نے مندرجہ ذیل آیات پڑھیں فقد آتینا آل ابراهيم الكتاب والحكمة وآتيناهم ملكا عظيما (پ ۵ س نساء) آپ نے فرمایا کہ ملک عظیم آل ابراہیم کا حق ہے۔

وكذلك يجتبيك ربك ويعلمك من تأويل الأحاديث ويتم نعمته عليك وعلى آل يعقوب سے اتمام نعمت آل یعقوب ہو رہی ہے۔
اعملوا آل داود شكرا سے آل داؤد پر شکر خلافت ثابت ہو رہا ہے۔
واجعل لي وزيرا من أهلي سے خلافت ہارون برادر موسیٰ اور ان کا داخل اہل بیت ہونا ثابت ہو رہا ہے تو انت منی بمنزلة هارون من موسى کا مصداق کیوں خلیفہ محمدؐ اور داخل اہل بیتؑ نہیں۔ اس کے بعد آپ نے آیت تطہیر پڑھ کر کہا۔ یہ اصطفاء اہل بیتؑ محمدؐ کی دلیل ہے اور آیہ مودۃ پڑھ کر فرمایا کہ یہ آل محمدؐ کے واجب الاطاعت ہونے کی دلیل بین ہے۔ کیونکہ محبت بلا اطاعت اپنا ایک معنی ندارد۔

ان اللہ اصطفیٰ آدم و نوحاً و آل ابراہیم و آل عمران علی العالمین

اس کے بعد مبلغِ اعظم نے فرمایا کہ ثلاثہ کے حق میں ایسے دلائل پیش کرو جیسے میں علیؑ اور اہلِ بیتؑ کے حق میں پیش کر رہا ہوں۔ پھر آپ نے کتب اہلِ سنت سے مندرجہ ذیل احادیث پیش کیں:-

انی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللہ وعلی (در منثور جلد ۲ صفحہ ...) و جامع الصغیر صفحہ ...

انّ رسول اللہ خرج الی تبوک فاستخلف علیاً (بخاری صفحہ ...) مطبوعہ مصر

قال ھذا اخی و وصی و وارثی وخلیفتی فیکم فاسمعوا لہ واطیعوا (تفسیر خازن جلد ۵ صفحہ ...)۔

یا علی انت خلیفتی فی کل مومن بعدی (خصائص نسائی صفحہ ...) مطبوعہ لاہور

اور بارہ خلفاء کے حق میں آپ نے یہ حدیث پڑھی۔ خلفائی کنقباء بنی اسرائیل (تفسیر ابن کثیر)۔

جب یہ احادیث مبلغِ اعظم نے مجمعِ عام میں پڑھیں تو فضائے مناظرہ آفرین و تحسین کے نعروں سے گونج اٹھی اور سنیوں کے چہرے مرجھا گئے۔

دوست محمد قریشی اور محمد صدیق مناظر اہل السنت بمعہ دیگر علمائے اہلِ السنت و جماعت عرقِ ندامت سے تر ہو گئے۔ کیونکہ ثلاثہ کے لئے قرآن و احادیث میں کچھ تھا ہی نہیں جسے وہ پیش کرتے۔ چنانچہ جب مولوی محمد صدیق نے میدان کا رنگ بگڑتے دیکھا تو بھیگی اور کھسیانی بلی کی طرح کھمبا نوچنے لگا کہ کسی طرح سے عزت بچے۔ مگر کہاں مبلغِ اعظم دریا کی روانی کی طرح آیات و احادیث پڑھ پڑھ کر خلافتِ علیؑ اور اہلِ بیتؑ ثابت کر رہے تھے اور سنی علماء مبہوت و ششدر اور انگشت بدنداں تھے۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی ایسی نص پیش کرو۔ فلہٰذا تو یزید اور مروان کو بھی حاصل تھا۔ اور یہ جو آپ نے کہا کہ خلافت کا وعدہ صرف مہاجرین سے ہے یہ غلط ہے۔ کیونکہ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ قیامت تک ہے۔ جیسا کہ آپ کی تفسیر فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۴۵ میں ہے کہ یعنی یہ وعدہ تمام امت کے ساتھ خاص ہے وقد ابعد من قال انھا مختصۃ بالخلفاء الاربعۃ او بالمہاجرین یعنی اور بعید از حقیقت ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ یہ آیت خلفاء اربعہ کے ساتھ مختص ہے۔ یا مہاجرین کے ساتھ خاص ہے اور لنبوئنھم میں

وعدہ خلافت نہیں۔ مظلوم صحابہ کو مکان دینے کا وعدہ ہے جیسا کہ حضرت بلالؓ وغیرہ کو مدینہ میں پناہ مل گئی۔ یہی بات میں پہلی تقریر میں بیضاوی شریف سے عرض کر چکا ہوں۔ یہ وعدہ اُن بزرگوں سے نہیں جو کفار کی پناہوں میں رہتے تھے۔ ذرا میری تقریر کا جواب جرأت و صداقت سے دو۔

استدلال نمبر ۲:- الا انی اقاتل رجلین رجل ادعی ما لیس لہ

(نہج البلاغہ) کا جواب آپ نے یہ فرمایا کہ اس سے مراد اصحاب جنگ جمل اور صفین ہیں [illegible] پھر فرمایئے جب ان سے علیؑ لڑے تو یہ لوگ منکرِ امام اور خارج از جماعت مسلمین [illegible] من شذّ فی النار کے مصداق ہوئے یا نہیں۔ اگر نہیں تو اس حدیث کا کیا مطلب ہے۔ اور یہ جو میرے مقابل دوست نے ترجمہ کیا کہ میں ایسے دو شخصوں سے جنگ کرنے کا عادی ہوں۔ یہ ترجمہ غلط ہے بلکہ اقاتل صیغہ واحد متکلم فعل مضارع از باب مفاعلہ ہے جس میں دو زمانے شامل ہیں حال اور مستقبل۔ جس کے معنے یہ ہوں گے کہ میں اب لڑتا ہوں یا لڑوں گا۔ کیونکہ اب میرے پاس فوج تو موجود ہے اور جہاد کے لئے ظاہری استطاعت شرط ہے ورنہ روحانی استطاعت تو ہر وقت موجود رہتی ہے جیسے حضور نبی اکرمؐ کو روحانی طاقت تو مکہ میں بھی تھی۔ شعب ابی طالب میں بھی تھی غار ثور میں بھی تھی۔ مگر جہاد کا حکم اسی وقت نازل ہوا جب ظاہری استطاعت بھی حاصل ہو گئی۔ عہد ثلاثہ میں یہ ظاہری استطاعت اور فوج جناب امیرؑ کے پاس نہ تھی اس لئے وہاں صبر کا حکم تھا۔ اور جب جناب امیر المومنین میں یہ طاقت آ گئی تو حاصل تھی لہٰذا لڑنے کا حکم تھا۔ لیجئے میں آپ کی کتابوں سے صبر و جنگ کے دونوں حکم پیش کرتا ہوں۔ دیکھئے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اہل السنت ترکیا بلکہ [illegible] اپنی کتاب مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۵۵۵ پر فرماتے ہیں کہ وقت آخر جناب رسالتمآبؐ نے حضرت علیؑ کو وصیت کی کہ:-

"بعد از من ترجمہ مکروہات خواہد رسید باید کہ دل تنگ نہ شوی و صبر کنی و چون بینی کہ مردم دنیا اختیار کنند۔ باید کہ تو آخرت را اختیار کنی۔"

یعنی اے علیؑ! میرے بعد تجھ کو مصیبتیں درپیش آئیں گی۔ لیکن چاہیئے کہ دل تنگ نہ ہونا اور صبر کرنا۔ اور جب تو دیکھے کہ لوگ دُنیا اختیار کر رہے ہیں تو تو آخرت کو اختیار کرنا۔

عن علیؑ قال ان مما عہد الی رسول اللہ ان الامت ستغدر بک بعدی۔ دیکھو تاریخ طبری ص۳۲۵ جلد ۶۔ یعنی حضورؐ نے مجھے وصیت کی کہ اے علیؑ میری اُمت تجھ سے غداری کرے گی بعد میرے۔ پھر آپ نے صحیح مسلم جلد ۲ ص۱۲۹ پیش کر کے آئمہ شر کے مقابلہ میں صبر کا حکم پڑھا کہ۔

عن عوف بن مالک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قال خیار ائمتکم الذین تحبونہم و یحبونکم و یصلون علیکم وتصلون علیہم وشرار ائمتکم الذین تبغضونہم و یبغضونکم و تلعنونہم ویلعنونکم قیل یارسول اللہ افلا ننابذہم فقال لا ما اقاموا فیکم الصلوٰۃ الخ۔

آپؐ نے فرمایا میرے بعد دو قسم کے امام ہوں گے، آئمہ خیر اور آئمہ شر۔ آئمہ خیر پر مومنین صلوٰت پڑھیں گے اور آئمہ شر پر مومنین لعنت کریں گے۔ اور ان سے بغض رکھیں گے۔ عرض کیا گیا حضورؐ! کیا ہم اُن سے تلوار سے کر لڑائی نہ کریں۔ فرمایا نہ جب تک تمہارے اندر نماز کو قائم کریں۔ مراد ظاہری شریعت کی پابندی ہے۔ اس کے بعد مبلغ اعظم نے فرمایا کہ۔ تبلاؤ یہ کون سے امام ہیں جن کے مقابلہ میں تلوار اٹھانی ناجائز اور لعنت جائز ہے۔ اگر ان سے مراد معاویہ اور یزید ہیں تو حضرت علیؑ اور امام حسینؑ نے ان سے جنگ کیوں کی اور اس تمہاری حدیث پر عمل کیوں نہ کیا۔ ؎

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زُلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیّاد آ گیا

اس کے بعد آپ نے معاویہ اور یزید سے لڑنے کے حکم کی حدیثیں پڑھیں کہ عن ابی سعید الخدری ان رسول قال لعلی انک تقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیلہ۔ (صواعق محرقہ ص۷۴ مطبوعہ مصر)۔
یعنی حضورؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ! تو تاویل قرآن پر لڑے گا جیسا کہ میں تنزیل

قرآن پر لڑا ہوں۔
اس کے بعد مبلغ اعظم نے معاویہ کا باغی ہونا مشکوٰۃ شریف ص۵۲۳ باب المعجزات سے پیش کیا عن ابن قتادہ ان رسول اللہ قال لعمار حین یحفر الخندق فجعل یمسح راسہ و یقول بوس ابن سمیۃ تقتلک الفئۃ الباغیۃ کہ حضورؐ نے حضرت عمار کو فرمایا۔ جب خندق کھودی جا رہی تھی اور ان کے سر پر حضورؐ نے پیار کیا اور فرمایا کہ ہائے ابن سمیہ کی مشکلیں۔ اے عمار تجھ کو گروہ باغی قتل کرے گا۔ آپ نے حاشیہ مشکوٰۃ پڑھتے ہوئے کہا کہ اس گروہ سے مراد آپ کے علماء نے معاویہ اور اس کا گروہ لکھا ہے۔ پھر آپ نے یہ عبارت پڑھی۔ فکانوا طاغین باغین بہذا الحدیث لان عمار کان فی عسکر علی و ھو مستحق للامامۃ فامتنعہ عن بیعتہ (مشکوٰۃ حاشیہ ۵ ص۵۲۳) کہ عمار کا قاتل معاویہ اور اس کا گروہ ہے۔ پس اس حدیث سے وہ باغی اور سرکش ثابت ہوئے کیونکہ عمار فوج علیؑ میں تھا اور علیؑ مستحق امامت ہے اور معاویہ اور اس کے گروہ نے علیؑ کی بیعت نہ کی، لہٰذا وہ باغی ٹھہرے۔
اور یزید سے امام حسینؑ کے لڑنے کی وجہ اس کا کفر تھا جس سے لڑنا ظاہر ہے جیسا کہ آپ کی بخاری میں ہے کہ الا ان تروا کفرا بواحا ص۱۰۴۵ پ ۲۸ کتاب۔۔۔
اس کے بعد مبلغ اعظم نے فرمایا کہ علیؑ کو دو حکم تھے۔ خلفائے جور کے مقابلے میں صبر کرنے کا اور گروہ باغی سے لڑنے کا اور علیؑ نے علم ہی زمانے پہچانے ہیں زمانہ خلافت ثلاثہ اور زمانہ معاویہ۔ اب فرمایئے صبر کا زمانہ کونسا تھا اور گروہ باغی سے لڑائی کا ظاہر ہے اور اگر صبر کا زمانہ ثلاثہ ہے تو فرمایئے کہ وہ خلفائے شر ہوئے یا نہیں۔
اصول کافی ص۱۴۲ کا جواب آپ نے یہ دیا کہ بیشک امام کے پاس آئیں چیزیں تھیں اور عصائے موسیٰ بھی تھا۔ اور حضرت علیؑ چونکہ مثل ہارونؑ کے تھے اس نے فرعون کا کو چھوڑ دیا اور سامری کے مقابلہ میں بنا بر مصلحت صبر کیا۔
چونکہ انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا (پ ۲۹۔ سورۃ مزمل) کے مطابق عمر فرعون یعنی حضورؐ کے زمانہ میں ابوسفیان اور دیگر صنادید عرب، فراعنہ مکہ تھے۔ اور امیر شام بروایت اصول کافی

اس اُمت کا فرعون تھا۔ لہٰذا اُن کو تو جناب امیرؑ نے ذوالفقار سے دو حال کیا۔ اور سامری کے مقابلہ میں سنتِ ہارونؑ پر عمل کیا۔ اس کے بعد آپ نے سورہ طٰہٰ سے سُنّتِ متواترہ یہ آیت پڑھی کہ انی خشیت ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل ولم ترقب قولی کہ حضرت ہارونؑ نے بجواب موسیٰ یہ کہا کہ میں اس سے ڈر گیا کہ آپ یہ کہیں گے کہ تو نے بنی اسرائیل میں تفرقہ پیدا کر دی اور میرے قول کا لحاظ نہ کیا۔ اور اس پر آپ نے کہا کہ حضرتینؑ کی حدیث کے مطابق آپ مثلِ ہارونؑ تھے اس لئے آپ نے تفرقہ بین المسلمین کے خوف سے صبر کیا اور رسولِ خدا کے تلقین بالصبر والے قول کا لحاظ کیا جیسا کہ اہل سنت والجماعت کی مستند کتاب عقد الفرید جلد ۲ صفحہ ۸ پر صاف تصریح موجود ہے کہ فکنت انا الذی ابیت علیہ مخافۃ الفرقۃ بین المسلمین لقرب عھد الناس بالکفر۔

یعنی جناب امیرؑ نے فرمایا کہ ابوسفیان نے جب مجھے ثلاثہ کے مقابلے میں جنگ کرنے کا مشورہ دیا تھا تو میں نے تفرقہ بین المسلمین کے خوف سے انکار کر دیا۔ کیونکہ زمانہ کفر قریب تھا اور لوگ نئے نئے مسلمان ہو گئے تھے۔

مولینا کی یہ تقریر علمی لحاظ سے اپنی مثال آپ تھی۔ جس کا خاطرہ تحریر میں لانا طاقت سے باہر ہے۔ البتہ جو کچھ میرے حافظے میں یاد رہا، قارئین کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔ متلاشیانِ حق کے لئے سرمۂ بصیرت ہے انشاءاللہ سامعین کو وہ منظر بھی نہیں بھولے گا۔ جب کہ آپ دُعاکی تین درجن سُنّی علماء کے سامنے اہل سنت کی کتابوں سے بوچھاڑ کر حوالے برسا رہے تھے۔ گویا قدرت نے آپ کو مذہب اہل بیتؑ کی صداقت ثابت کرنے کیلئے ہی تخلیق کیا تھا۔

تقریر مناظر اہل السُنّت

بیضاوی شریف میں خلفاء ثلاثہ کی نفی موجود نہیں ہے۔ صحیح مسلم میں آثم کاذب اغادر خائن کا الفاظ کا فرق الزام کے طور پر ہے جبکہ حضرت عباسؓ نے حضرت علیؑ پر یہ الفاظ استعمال کئے تھے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب اگر نمازی کے ساتھ جنگ کرنا منع ہے تو فرمائیے حضرت علیؑ نے امیر معاویہ اور حضرت عائشہ کے ساتھ جنگ کیوں کی؟

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زُلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اصل میں مولوی اسمٰعیل کو اعتراض کرنا آتا ہے جواب دینا نہیں آتا۔ اچھا اور استدلال کا جواب دیجئے۔

استدلال نمبر ۸ - قد مضت اصول مض فروعھا

(نہج البلاغہ صفحہ ۳ جلد ۲)۔

دیکھئے اس میں حضرت علیؑ نے خلفاء ثلاثہ کو اصول اور اپنی ذات کو فرع تسلیم کیا ہے۔ اب اگر ان کی خلافت کو برحق نہ مانا جائے تو ان کی خلافت کا بطلان لازم آئے گا۔ معلوم ہوا کہ خلفاء ثلاثہ کی خلافت برحق تھی۔

استدلال نمبر ۹ - نیز نہج البلاغہ میں ہے هو دین اللہ الذی اظهره

مطلب عہد فاروقی میں جو دین ہے وہ دین الٰہی ہے جناب پر فرمائیے کیا اب بھی انکار کی گنجائش ہے۔

تقریر مناظر شیعہ

مبلغ اعظم نے مختصر تقریر شروع کرتے وقت آیۂ استخلاف عنوان کرنے کے بعد فرمایا کہ میرے فاضل دوست کے تمام کئے تمام دلائل ختم ہو چکے ہیں ساتھ میں ادھر اُدھر کی باتوں میں وقت پورا کرنا چاہتے ہیں۔ خلفاء ثلاثہ کی نفی بیضاوی شریف میں موجود ہے۔ کیونکہ آیت میں من بعد ما ظلموا ہے اور ان کے آگے بلادل ذخیرہ کا نام بتصریح موجود ہے۔ اس لئے یا تو میرے مقابل مولوی صاحب مظلومی ثابت کریں یا فہرست میں ان کا نام دکھائیں یا ان کا نام ورنہ تم ماننے کو رجوع

بتائیں۔

اس کے بعد آپ نے آیۂ استخلاف کے آخری حصّہ ومن کفر بعد ذالک فاولئك هم الفاسقون کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ منکرِ خلافت فاسق ہے۔ اگر یہ خلفاء برحق ہوتے تو اہل بیت رسولؐ کبھی ان کا انکار نہ کرتے اور ان کو بھی اہل بیت رسولؐ پر سختی کرنے کی ضرورت نہ ہوتی اور جناب امیرؑ کبھی بھی ان کو آثم، غادر، خائن اور کاذب نہ سمجھتے۔ میرے دوست کا الزام کا دعوے بے بنیاد ہے۔ اگر یہ قول الزامی ہوتا تو جناب امیر اس کی تردید کرتے اور حضرت عباسؓ کے قول سے معارضہ غلط ہے کیونکہ صحیح مسلم اہلسنت کے مسلمات سے ہے شیعہ پر حجت نہیں، اگر ہمت ہے تو کسی شیعہ کتاب سے حضرت عباسؓ کا یہ قول پیش کیجئے اور اسی صحیح مسلم کی شرح نووی صنف۹ میں اس قول کو حضرت عباسؓ کی طرف منسوب کرنے کی تردید موجود ہے۔ چنانچہ مبلغ اعظم نے شرح نووی پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ :-

"قال المازری هذا اللفظ الذی وقع لا یلیق ظاهره بالعباس وحاشا لعلی ان یکون فیه بعض هذه الاوصاف فضلاً عن کلها"

یعنی قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ مازری کا یہ قول ہے کہ یہ الفاظ جو واقع ہوئے ہیں ان کا ظاہر شانِ عباسؓ کے لائق نہیں۔ اور پناہ بخدا علیؑ میں تو ان چیزوں میں سے ایک بھی نہیں۔

چہ جائیکہ سب ہوں۔ نسبنا الکذب الی رواتها یہ سب راویوں کے جھوٹ ہیں۔ لیجئے! آپ کی اس کتاب سے حضرت عباسؓ کی تو اس قول کی نسبت نفی ثابت ہو گئی۔ لیکن ثلاثہ کے حق میں ان الفاظ کا ضعف یا نفی ثابت کیجئے۔

اس کے بعد آپ نے حضرت علیؑ اور خاتونِ قیامت اور حسنین علیہم السلام کا خلافتِ ثلاثہ سے انکار، ناراضگی اور اختلاف ثابت کیا۔ چنانچہ بخاری جلد۲ صفحہ۱۰۱ سے خالفنا علی والزبیر پڑھ کر علیؑ کی خلافت ثلاثہ سے اختلاف ثابت کیا اور بخاری صفحہ۵۲۶ جلد اول سے غضبت فاطمة کی مکمل روایت پڑھ کر خاتونِ قیامت بنتِ رسولؐ کا غضبناک ہونا اور ابوبکر سے تا وفات قطع تعلق کرنا ثابت کیا اور صواعق

محرقہ صفحہ۱۰۳ سے حسین شریفین کا انزل عن منبر جدی یا کہہ کر ابوبکر کو منبر رسولؐ سے اترنے کا حکم دینا پیش کیا اور ابوبکر و عمر کا اہل بیت پر تشدد کرنا اور سیدۃ النساءؑ کے گھر پر آگ اور لکڑیاں لیکر بقصد احراق بیت فاطمہؑ جانا ظاہر کیا۔ چنانچہ آپ نے عقد الفرید جلد۲ صفحہ۱۳۶ سے

الذین تخلفوا عن بیعة ابی بکر علی والعباس والزبیر وسعد بن عبادة فاما علی والعباس والزبیر فقعدوا فی بیت فاطمة حتی بعث الیهم ابوبکر عمر بن الخطاب لیخرجهم من بیت فاطمة وقال له ان ابوا فقاتلهم فاقبل بقبس من نار علی ان یضرم علیهم الدار فلقیته فاطمة فقالت یا ابن الخطاب اجئت لتحرق دارنا قال نعم او تدخلوا فیما دخلت فیه الامة۔

کہ بیان ان لوگوں کا جنہوں نے ابوبکر کی بیعت سے انحراف کیا۔ وہ علیؑ اور عباس اور زبیر اور سعد بن عبادہ ہیں۔ پس علیؑ اور عباس اور زبیر تو جناب سیدہ کے گھر میں بیٹھ گئے۔ حتیٰ کہ ان کی طرف ابوبکر نے عمر بن خطاب کو بھیجا تاکہ ان کو خانہ فاطمہ سے نکالے اور یہ بھی کہہ دیا کہ اگر وہ انکار کریں تو ان سے لڑائی کرو۔

ومن کفر بعد ذالک فاولئك هم الفاسقون

چنانچہ عمر شعلۂ آگ لیکر اس قصد سے آیا کہ وہ گھر ان پر جلا دیا جائے۔ پس جناب سیدہ نے دروازہ پر آ کر عمر بن الخطاب سے کہا کہ اے خطاب کے بیٹے! کیا تو ہمارا گھر جلانے کے لئے آیا ہے۔ کہا ہاں۔ یا تم بھی اس امر میں داخل ہو جاؤ جس میں امت داخل ہو گئی ہے۔ اس مضمون کے شواہد آپ نے اہل السنت کی بڑی بڑی ذیل کتابوں سے بھی پیش کئے مثلاً قرة العینین صفحہ۷۸ جلد۲۔ ازالۃ الخلفاء مترجم اردو صفحہ۱۲۹ جلد۲، تاریخ طبری جلد۳ صفحہ۱۹۸، الفاروق جلد اول صفحہ۳۰۔

اس کے بعد آپ نے کہا کہ میں نے صرف نمازیوں کے ساتھ جنگ کرنے کی بات نہیں دکھایا بلکہ میں نے تو آپ کی کتاب حدیث صحیح مسلم جلد۲ صفحہ۱۲۹ سے آنحضرتؐ کی فرمائش کہ حکم کو یہ بھی کہ جب تک وہ ظاہری شریعت کی پابندی کریں ان کے مقابلہ میں تلوار اٹھانا منع ہے اور عائشہ تو نہ امام خیر تھے نہ امام قہر بلکہ باغی اور سرکش تھے جن کے ساتھ الہیٰ کا حکم رسالتمآبؐ نے فرمایا تھا۔ معاویہ سے لڑنے کے جواز کا ثبوت تو آپ میرے پہلی تقریر والی

سن چکے ہیں البتہ جانشر سے لڑنے کا جواز بھی ان کتابوں سے سن لیجئے۔ عن علی قال امرنی رسول اللہ بقتال الناکثین والمارقین والقاسطین۔
(البدایہ والنہایہ جلد ۷ ص۳۰۵)

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ مجھ کو رسول خدا نے حکم دیا تھا لڑنے کا مارقین اور ناکثین اور قاسطین سے۔ یعنی خوارج اور معاویہ اور اصحاب جنگ جمل سے۔ پھر آپ نے صواعق محرقہ ص... سے یہ روایت پیش کی۔

اخرج البزار وابو نعیم عن ابن عباس مرفوعاً ایتکن صاحبة الجمل الاحمر تخرج حتی تنبحها کلاب الحواب فیقتل حولها قتلی کثیرة کہ ابن عباس سے مرفوع روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جمل احمر کی صاحبہ تم میں سے کونسی ہے یعنی سرخ اونٹ والی کون ہے کہ وہ امام وقت پہ خروج کر رہی ہے۔ اور اس پر حواب کے کتے بھونک رہے ہیں۔ اور اس کے گرد ہزاروں مقتول پڑے ہوئے ہیں اور اہل سنت کی کتاب عقد الفرید جلد ۳ ص۱۰۱ فکذا قال النبی لها یا حمیرا کانی بک تنبحک کلاب الحواب تقاتلین علیاً وانت له ظالمة۔ کہ حضورؐ نے فرمایا کہ اے حمیرا گویا میں تجھ کو دیکھ رہا ہوں کہ تجھ کو مقام حواب کے کتے بھونک رہے ہیں اور تو علیؑ سے لڑ رہی ہے۔ درآں حالیکہ تو اس پر ظلم کرنے والی ہے

تو حضرات! حضرت علیؑ کی لڑائی یہاں نمازیوں سے نہیں بلکہ باغیوں سے تھی اور حسب حکم رسولؐ تھی۔

خوش قسمتی... اصل حقیقت یہ ہے کہ سنی ملاں مبلغ اعظم کے سوالوں کا جواب دینے کی کوشش تو کرتے ہیں مگر جواب ان سے بن نہیں سکتے۔ صرف عوام کو دھوکہ دینا جانتے ہیں۔ کہیں عبارات کو کم زیادہ کر دیا، کہیں ترجمے میں گڑبڑ ڈال دی، کہیں جنس اور فصل کی نفی پھر کر دی۔ الغرض باب مغالطے سے باہر جانا اور حقیقت پیش کرنا نہیں جانتے جیسا اعتراض [illegible] نے دوران مناظرہ مولانا دوست محمد قریشی پر کیا تھا۔ جس پر وہ بہت اچھلے کودے تھے لیکن جب ان کی توجہ قطع و برید کے سلسلے میں اخباری کالموں اور ان کے مطبوعہ رسائل کی طرف کرائی گئی تو خاموش ہو گئے۔

شیعوں نے اپنی روئیداد میں لکھا ہے کہ مبلغ اعظم نے اپنے الفاظ واپس لئے۔ حالانکہ مبلغ اعظم نے تو یہ کہا تھا کہ میں ان کی اس عادت ستمرہ کا ثبوت ان کے رسائل وغیرہ سے ابھی دیتا ہوں۔ مگر قریشی صاحب ہی اپنی بدیانتی کا بھانڈا پھوٹتے دیکھ کر خاموش ہو گئے۔

استدلال نمبر ۸

قد مضت اصول نحن فروعها (نہج البلاغہ جلد ۲ ص۳۳) کے جواب میں مبلغ نے فرمایا کہ آپ تو مجھے مولوی صدیق کے استدلال پر بے اختیار ہنسی آتی ہے اور ان کے دلائل کی غربت قابل رحم ہے۔ ایسی عبارتیں پیش کر رہے ہیں جن کا ثلاثہ سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ یہ عبارت نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر [illegible] سے لی گئی ہے۔ جس میں جناب امیر المومنین نے دنیا کی بے ثباتی اور بے وفائی بیان فرمائی کہ دنیا کا سلسلہ ہی ایسا ہے کہ اس کی اگلی کڑی پچھلی کڑی کے لئے فنا کا حکم دیتی ہے ہماری دنیا میں آمد پہلے لوگوں کی فنا ہے۔ وہ ہمارے اصول یعنی ہماری جڑیں تھے اور ہم ان کی فرع یعنی شاخیں ہیں۔ جب وہاں نہ رہے تو ہم کیسے رہ جائیں گے۔ چنانچہ آگے صاف لکھا ہے کہ

فما بقاء فرع بعد ذهاب اصله کہ جب فرع کی اصل نہ رہے تو وہ کیسے باقی رہ سکتی ہے۔ یعنی جب ہمارے آباؤ اجداد نہ رہے تو ہم کب باقی رہ سکتے ہیں۔ مگر مولوی محمد صدیق کو ہر جگہ ثلاثہ ہی نظر آتے ہیں۔ [illegible] بچپن کے خواب۔

استدلال نمبر ۹

ھو دین اللہ الذی اظھرہ [illegible] کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ یہ فقرہ نہج البلاغہ کے خطبہ ۱۳۱ سے لیا گیا ہے اس کا سیاق و سباق محمد صدیق صاحب نے کتمان حق کی خاطر چھپایا ہے۔ میں حقیقت کو منکشف کرتا ہوں۔ یہ فقرہ جناب امیر علیہ السلام نے اس وقت فرمایا جب کہ غزوہ فارس میں حضرت عمر نے مشورہ طلب کیا اور بعض صحابہ نے کہا کہ جب تک حضرت عمر بذات خود نہ جائیں فتح نہیں ہو سکتی اور دین ترقی نہیں کر سکتا۔ اس پر آپ نے فرمایا یہ غلط ہے

ان ھذا الامر لم یکن نصرہ ولا خذلانہ بکثرۃ ولا قلۃ وھو دین اللّٰہ الذی اظھرہ وجندہ الذی اعدہ وامدہ حتّٰی بلغ ما بلغ وطلع حیثما طلع ونحن علی موعود من اللّٰہ واللّٰہ منجز وعدہ وناصر جندہ۔

یعنی یہ امرِ اسلام اس کی عزت اور ذلت، کثرت اور قلت پر موقوف نہیں اور وہ دینِ الٰہی ہے جس کو اس نے خود غالب کیا ہے اور اس کا وہ لشکر ہے جس کو اس نے خود تیار کیا اور خود امداد فرمائی ہے۔ حتّٰی کہ یہ پہنچ گیا جہاں تک پہنچا اور طلوع ہو گیا، اور ہم اللہ کے وعدے کے منتظر ہیں۔ اللہ اپنے وعدے کا پورا کرنے والا ہے اور اپنے لشکر کا مدد دینے والا ہے۔ اور یہ غلط ہے کہ اگر عمرؓ نہ جائے تو دین مٹ جائے گا۔ خدا کا دین عمرؓ کے سہارے نہیں بلکہ دین خدا کا ہے اور ہم اہلِ بیت موعود من اللہ کے منتظر ہیں۔

مبتغِ اعظم نے فرمایا کہ سُنّی ہمیشہ قرآن اور اسلام کو ثلاثہ کا ہی محتاج ٹھہراتے رہے اور خدا اور اہلِ بیتؑ ان کی تردید کرتے رہے۔ جیسا کہ یہ کہتے ہیں کہ قرآن کی حفاظت عثمانؓ نے کی اور خدا کہتا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ یعنی قرآن کی حفاظت کرنے والا میں خود ہوں۔ اور اسی طرح یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلام کو عمرؓ نے بچایا حالانکہ خدا کہتا ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدٰی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ (پ۲۶ سورۃ فتح)۔

اسی آیت کی جناب امیرؑ نے تفسیر فرمائی ہے کہ دین اللہ کا ہے اور وہی اس کا حافظ و ناصر ہے۔ وہ اپنے دین کی مدد جس طرح چاہے کرتا ہے۔ وہ موسیٰؑ کو فرعون کے گھر پال سکتا ہے۔ موسیٰؑ کی ماں کو فرعون سے تنخواہ دلا سکتا ہے اور یوسف علیہ السلام کو شاہِ مصر کے خزائنِ شاہی کا حفیظ و امین بنا سکتا ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۲، ۹۶۵ میں حضورؐ کی زبانِ غیب ترجمان سے خود عمرؓ کی زبانی یہ کہلوا چکے ہیں کہ قم یا فلان فاذن انہ لا یدخل الجنۃ الا مومن ان اللّٰہ یؤید الدین بالرجل الفاجر۔

کہ حضورؐ نے فرمایا۔ اُٹھ اے فلاں پس منادی کر تمام لشکر میں کہ جنت میں تو مومن ہی داخل ہوں گے۔ مگر اللہ اپنے دین کی مدد مردِ فاجر سے بھی کروا لیتا ہے۔ بخاری

کے حاشیہ ۱۱ صفحہ ۶۵ پر ہے کہ بروایت بیہقی حضورؐ نے عمرؓ سے منادی کروائی۔ اب تو مطلع صاف ہو گیا کہ فاجر فاجر ہی رہیں گے خواہ ان کے ہاتھ سے کتنی ہی تائیدِ دین کیوں نہ ہو جائے۔ چنانچہ بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۴۵۹ کے حاشیہ ۸ پر لکھا ہے کہ الرجل الفاجر کا الف لام جنسی ہے یعنی ہر فاجر کو شامل ہے۔ یہ ہے جناب امیر المؤمنینؑ کے خطبہ کے اس فقرے کا مطلب کہ دین کی مدد اللہ کی طرف سے ہوتی ہے خواہ نیک ہو یا بد۔ عہدِ فاروقی کی بات نہیں، دین قیامت تک رہے گا۔

آج بھی خدا کے نیک بندے بھی حق پر قائم رہیں گے خواہ کتنے انقلاب کیوں نہ آئیں۔ جیسا کہ صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۴۳ میں ہے کہ عن جابر ابن عبد اللّٰہ یقول سمعت رسول اللّٰہ یقول لا تزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم القیامۃ۔

کہ حضورؐ نے فرمایا کہ ایک گروہ ہمیشہ میری امت سے (قائم) رہے گا اور قیامت تک رہے گا۔ اس تقریر کے بعد تو سُنّی سٹیج کی رہی سہی جان بھی ختم ہو گئی۔ اگر انہیں عوام کے برگشتہ ہو جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو شاید بستر اُٹھا کر چل دیتے۔ مگر جانیں بچا کر بھاگ نکلے۔ مگر واہ رے فاتحو! خدا خدا کر کے وہاں سے جان چھڑائی اور گھر آتے ہی فتح کا رسالہ چھاپ دیا۔ اور کراچی کے رسالہ صحیفہ اہلِ حدیث کے ذریعہ فتح کا ڈھنڈورا پیٹا۔ اگر اسی کا نام فتح ہے تو معلوم نہیں آپ کی لغت میں شکست کسے کہتے ہیں۔

ان ھذا الامر لم یکن نصرہ ولا خذلانہ بکثرۃ ولا قلۃ و ھو دین اللہ الذی اظھرہ وجندہ الذی اعدہ و امدہ حتی بلغ ما بلغ وطلع حیثما طلع ونحن علی موعود من اللہ واللہ منجز وعدہ وناصر جندہ۔

یعنی یہ امر اسلام اس کی عزت اور ذلت، کثرت اور قلت پر موقوف نہیں اور وہ دین الٰہی ہے جس کو اس نے خود غالب کیا ہے اور اس کا وہ لشکر ہے جس کو اس نے خود تیار کیا اور خود امداد فرمائی ہے۔ حتیٰ کہ یہ پہنچ گیا جہاں تک پہنچا اور طلوع ہو گیا، اور ہم اللہ کے وعدے کے منتظر ہیں۔ اللہ اپنے وعدے کا پورا کرنے والا ہے اور اپنے لشکر کی مدد دینے والا ہے۔ اور یہ غلط ہے کہ اگر عمرؓ نہ جائے تو دین مٹ جائے گا۔ خدا کا دین عمرؓ کے سہارے نہیں بلکہ دین خدا کا ہے اور ہم اہل بیت موعود من اللہ کے منتظر ہیں۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ شیعہ ہمیشہ قرآن اور اسلام کو ثلاثہ کا ہی محتاج ٹھیراتے رہے اور خدا اور اہل بیت ان کی تردید کرتے رہے۔ جیسا کہ یہ کہتے ہیں کہ قرآن کی حفاظت عثمانؓ نے کی اور خدا کہتا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ یعنی کہ قرآن کی حفاظت کرنے والے ہم خود ہیں۔ اور اسی طرح یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلام کو عمرؓ نے بچایا حالانکہ خدا کہتا ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ (پ ۲۶ سورۃ فتح)۔

اسی آیت کی جناب امیرؑ نے تفسیر فرمائی ہے کہ دین اللہ کا ہے اور وہی اس کا حافظ و ناصر ہے۔ وہ اپنے دین کی مدد جس طرح چاہے کرتا ہے۔ وہ موسیٰؑ کو فرعون کے گھر پال سکتا ہے۔ موسیٰ کی ماں کو فرعون سے تنخواہ دلوا سکتا ہے اور یوسف علیہ السلام کو شاہ مصر کے خزائن شاہی کا حفیظ و امین بنا سکتا ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف جلد ۱ ص ۴۲۰ میں حضورؐ کی زبان غیب ترجمان سے خود عمرؓ کی زبانی یہ کہلوا چکے ہیں کہ قم یا فلان فاذن انہ لا یدخل الجنۃ الا مومن ان اللہ یؤید الدین بالرجل الفاجر۔

کہ حضورؐ نے فرمایا۔ اٹھ اے فلاں پس منادی کر کہ تمام لشکر تیں کہ جنت میں تو مومن ہی داخل ہوں گے۔ مگر اللہ اپنے دین کی مدد مرد فاجر سے بھی کروا لیتا ہے۔ بخاری

کے حاشیہ ۱۲ ص ۶ پہ ہے کہ بروایت بیہقی حضورؐ نے عمرؓ سے منادی کروائی۔ اب تو مطلع صاف ہو گیا کہ فاجر فاجر ہی رہیں گے خواہ ان کے ہاتھ سے کتنی ہی تائید دین کیوں نہ ہو جائے۔ چنانچہ بخاری شریف جلد ۱ ص ۴۲۰ کے حاشیہ ۵ پر لکھا ہے کہ الرجل الفاجر کا الف لام جنسی ہے یعنی ہر فاجر کو شامل ہے۔ یہ ہے جناب امیر المومنینؑ کے خطبہ کے اس فقرے کا مطلب کہ دین کی مدد اللہ کی طرف سے ہوتی ہے تو پھر خواہ نیک ہو یا بد عہد فاروقی کی بات نہیں، دین قیامت تک رہے گا۔

آج تک خدا کے نیک بندے بھی حق پر قائم رہیں گے خواہ کتنے انقلاب کیوں نہ آئیں۔ جیسا کہ صحیح مسلم جلد ۲ ص ۱۴۳ میں ہے کہ عن جابر ابن عبد اللہ یقول سمعت رسول اللہ یقول لا تزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم القیامۃ۔

کہ حضورؐ نے فرمایا کہ ایک گروہ ہمیشہ میری امت سے برسرِ پیکار رہے گا اور قیامت تک نہ مٹے گا۔ اس تقریر کے بعد تو شیعی سنی کی رہی سہی جان بھی ختم ہو گئی۔ اگر انہیں عوام کے برگشتہ ہو جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو شاید بستر اٹھا کر چل دیتے۔ مگر جان بچی کروڑوں پائے رفتن۔ مگر واہ رے فاتح! خدا خدا کر کے وہاں سے جان چھڑائی اور گھر آتے ہی فتح کا رسالہ چھاپ دیا، اور کراچی کے رسالہ اہل حدیث کے ذریعہ فتح کا ڈھنڈورا پیٹا۔ اگر اسی کا نام فتح ہے تو معلوم نہیں آپ کی لغت میں شکست کسے کہتے ہیں۔

تقریر مناظر اہل سُنّت

افسوس تو یہ ہے کہ مولوی اسماعیل کو جھوٹ بولنے کی عادت ہے۔ مولوی صاحب سے ذرا یہ تو پوچھ لیا جائے کہ وہاں خلفاء کا لفظ ہے یا آئمہ کا۔

نیز وہاں یہ بھی تحریر نہیں ہے کہ یہ اہل سُنّت کے امام تھے۔ بلکہ وہاں تو ان بادشاہوں کا ذکر ہے جن پر لوگ کثیر التعداد میں جمع ہوتے ہیں۔

تقریر مناظر شیعہ

حضرات! مبلغ اعظم کی پانچویں تقریر کو نقل کرنے میں تو سُنّی حضرات نے دیانت کا دیوالیہ نکال دیا ہے۔ مثلاً تین سطروں میں پورے بیس منٹ (کیونکہ دس منٹ کی تقریر کی دس تردید تھیں جن کا خلاصہ سُنّی مؤلف نے پانچ منٹ میں لکھا ہے) کی تقریر کو ختم کر دیا ہے۔ حالانکہ مبلغ اعظم نے فرمایا تھا کہ حضرات اہل سُنّت کے نزدیک نص وغیرہ تو معیار خلافت ہے نہیں البتہ غلبے کے قائل ہیں یعنی جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔ اگر یہی معیار ہے تو یزید وغیرہ بھی ان کے خلیفہ ہیں۔ کیونکہ انہیں بھی قہر و غلبہ حاصل تھا جیسا کہ ان کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے شرح فقہ اکبر صفحہ ۸ سے یہ عبارت پڑھی کہ فالاثنا عشرهم الخلفاء الراشدون الاربعة ومعاوية وابنه يزيد وعبدالملك بن مروان و اولاده الاربعة وبينهم عمر بن عبد العزيز۔

کہ وہ خلفاء اثناء عشر جن کا ذکر رسول اللہؐ نے فرمایا ہے اور صحیحین میں آیا ہے وہ خلفاء اربعہ اور معاویہ اور اس کا بیٹا یزید اور عبدالملک بن مروان اور اس کے چاروں بیٹے (یزید ثانی، سلیمان، ہشام اور ولید) اور ان کے درمیان عمر بن عبدالعزیز ہے لہٰذا یہ ان کے وہ بارہ خلفاء ہیں جن کا ذکر حضورؐ نے فرمایا تھا۔ اس کے بعد آپ نے صواعق محرقہ صفحہ ۱۲ سے یہ عبارت پیش کی۔

والذى اجتمعوا عليه للخلفاء الثلاثة ثم على الى

ان وقع امر الحكمين فى صفين فتسمى معاوية يومئذ بالخلافة ثم اجتمعوا عليه عند صلح الحسن ثم على ولده يزيد ولم ينتظم للحسين امر بل قتل۔

کہ وہ بارہ جن پر اجماع اُمّت ہوا وہ خلفاء ثلاثہ ہیں۔ پھر علیؑ ہیں مگر امر حکمین کے واقع ہونے تک پھر علیؑ پر اجماع اُمّت نہ رہا۔ اور معاویہ خلیفہ نامزد ہو گیا پھر صلح حسنؑ کے وقت تو معاویہ پر پورا اجماع ہو گیا۔ پھر اس کے بیٹے یزید پر بھی اجماع ہو گیا اور حسینؑ کیلئے امر خلافت منتظم نہ ہوا بلکہ وہ اس سے قبل قتل ہو گئے۔

حضرات! یہ ہے اہل سُنّت کی خلافت، علیؑ کو حکمین میں معزول کیا گیا اور حسنؑ کو خلع بیعت پر مجبور کر دیا گیا۔ حسینؑ قتل کر دیئے گئے اور خلافہ ثلاثہ، معاویہ اور یزید پر پورا اجماع ہو گیا۔

اس کے بعد مبلغ اعظم نے بخاری شریف صفحہ ۱۰۵۳ سے عبداللہ بن عمر بن الخطاب کی زبان سے یزید کی بیعت کو اللہ و رسولؐ کی بیعت ماننا ثابت کیا۔ اور یہ روایت پیش کی عن نافع بما خلع اهل المدينة يزيد بن معاوية جمع ابن عمر حشمه و ولده فقال انى سمعت النبى يقول ينصب لكل غادر لواء يوم القيامة و انا قد بايعنا هذا الرجل على بيع الله ورسوله وانى لا اعلم غدرا اعظم من ان يبايع رجل على بيع الله ورسوله ثم ينصب له القتال وانى لا اعلم منكم خلعة ولا تابع فى هذا الامر الا كانت الفيصل بينى وبينه۔

نافع سے روایت ہے کہ جب اہل مدینہ نے یزید کی بیعت توڑنی چاہی تو عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے خواص اور عزیز و اقارب کو جمع کیا اور کہا کہ یزید کی بیعت نہ توڑو کیونکہ میں نے نبی کریمؐ سے سُنا ہے کہ بیعت کر کے توڑنے والوں کی پشتوں پر قیامت کے دن غداری کا جھنڈا ہو گا ہم نے اس شخص یعنی یزید کی بیعت اللہ و رسولؐ کی بیعت پر کی ہے۔ اس سے بڑی غداری اور کیا ہو گی کہ پہلے تو ایک شخص کی بیعت اللہ و رسولؐ کی بیعت پر کی جائے پھر اس کے مقابلے میں جنگ کھڑا کر دیا جائے۔ اگر میرے علم میں آیا کہ تم میں سے کسی نے اس کی

بیعت توڑتی ہے اور اس امر خلافت میں اس کی تابعداری نہیں کرتا، تو میرا اور اس کا باتیکاٹ ہوگا۔

پھر اس کے بعد آپ نے کتاب صحیح مسلم ص۱۲۸ عبداللہ بن عمر کا یہ فتویٰ بھی پیش کیا کہ یزید کی بیعت توڑنے والے جہالت اور کفر کی موت مریں گے

عن نافع قال جاء عبد الله بن عمر الى عبد الله بن مطيع حين كان من امر الحرة ما كان زمن يزيد بن معاوية قال سمعت رسول الله يقول من خلع يدا من طاعة لقى الله يوم القيامة لا حجة له ومن مات وليس فى عنقه بيعة مات ميتة جاهلية۔

نافع سے روایت ہے عبداللہ بن عمر عبداللہ بن مطیع کی طرف آئے۔ ایام حرۃ میں یزید بن معاویہ کے زمانے میں لوگ یزید کی بیعت توڑ رہے تھے۔ عبداللہ بن مطیع نے کہا۔ کہ ابو عبدالرحمٰن (عبداللہ بن عمر کی کنیت ہے) کے لئے تکیہ لاؤ۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں تمہارے پاس بیٹھنے کے لئے نہیں آیا بلکہ میں تو تمہیں ایک حدیث سنانے آیا ہوں کہ میں نے رسول خدا سے خود سنا ہے کہ جو شخص اطاعتِ امیر سے ہاتھ کھینچے گا یعنی اس کی بیعت توڑنے گا، قیامت کے دن جب اللہ کے سامنے جائے گا تو ان کے پاس حجت اور برہان نہ ہوگی۔ اور جو شخص مر گیا در آں حالیکہ اس کی گردن میں امیر کی بیعت نہیں وہ جہالت کی موت مرگیا۔

گویا اہل سنت کے نزدیک بقول عبداللہ بن عمر بن الخطاب بروایت صحیح مسلم شریف یزید کی بیعت کے بغیر مرنا جہالت اور کفر کی موت مرنا ہے (اللهم نعوذ بك من هذه العقيدة الباطلة)۔

پھر آپ نے موطا امام مالک مترجم وحید الزمان ص۷۳۲ مطبوعہ اصح المطابع کراچی سے یہ عبارت پیش کی کہ محققین اہل سنت والجماعت یزید کی بخشش کے بھی قائل ہیں اور صواعق محرقہ ص۲۲۳ سے قول غزالی پیش کیا۔ کہ یزید پر لعنت نہ کرنی چاہیئے کیونکہ وہ عند اہل سنت مومن ہے۔ جب مولوی دوست محمد قریشی اور مولوی محمد صدیق نے شور مچایا کہ یہاں لفظ خلیفہ ہے امام نہیں۔ تو مبلغ اعظم نے فرمایا کہ اوّلاً تو شرح فقہ اکبر کے ص۱۰۲

پر دیکھو امام کا لفظ موجود ہے۔ اس بارہ والی روایت کی تمہید ترکی شرح میں یہ ہے

والروافض تو الى بدل العشرة المبشرة بالجنة اثنا عشر اماما وجعل بأن ذكر الائمة الاثنى عشر الاعلى صفة تردقولهم وتبطله۔

کہ روافض نے عشرہ مبشرہ کے بارہ اماموں کی محبت شروع کر دی ہے۔ حالانکہ ذکر ائمہ اثنا عشر نہیں کیا۔ مگر ایسی صفت پر جو ان کے قول کو رد کرتی ہے اور اس کو باطل کرتی ہے۔

اس پر آپ نے فرمایا کہ بتاؤ لم یات ذکر الائمة الاثنی عشر کے بعد الا استثناء کا ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو یہ حدیث بقول ملا علی قاری سنیوں کے بارہ اماموں کی صفت ہوئی نہ شیعوں کے۔ اگر یہاں ذکر نہیں ہوتا تو بھی آپ کے نزدیک خلیفہ اور امام میں کوئی فرق نہیں۔ کیونکہ ابوبکر کا قول الائمة من القریش شرح عقائد نسفی ص۱۱۰ یعنی امام قریش سے ہوں گے اور بارہ خلفاء والی حدیث میں بھی لفظ قریش موجود ہے اور امام و خلیفہ کا ذکر میں کتاب صحیح مسلم ص۱۲۹ سے پیش کر چکا ہوں اور وہاں بھی لفظ امیر ہی ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ کے نزدیک لفظ امیر اور خلیفہ میں کوئی فرق نہیں۔ جو آپ کے امام ہیں وہی آپ کے خلیفہ ہیں اور جو خلیفہ ہیں وہی امام۔

آپ کا یہ کہنا۔ وہاں یہ بھی تحریر نہیں ہے کہ یہ اہل السنت کے امام تھے۔ بلکہ وہاں تو ان بادشاہوں کا ذکر ہے جن پر لوگ کثیر تعداد میں جمع ہوئے ہوں۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ بارہ آپ کے امام نہیں ہیں ٹھیک ہے۔

الحق ما شهدت به الاعداء یہی میں آپ کو منانا چاہتا تھا کہ یہ امام نہیں بلکہ بادشاہ ہیں۔ چونکہ ان بارہ میں پہلے تین ابوبکر، عمر اور عثمان ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ بھی بادشاہ اجماعی ہیں امام اور خلیفے نہیں۔ اور ان کے بعد چونکہ یزید اور معاویہ کا ذکر ہے اور سارے ایک مسلک میں منسلک ہیں۔ معلوم ہوا کہ جیسے معاویہ اور یزید بادشاہ ہیں ویسے ہی یہ بادشاہ تھے۔ آخر کیوں یہ کہہ دیا تھا کہ یہ امام حق نہیں بلکہ بادشاہ ہیں تو اتنا وقت کیوں ضائع کیا۔ ویسے میں اقرار کرتا ہوں کہ یہ معاویہ اور یزید والی لڑی کے ہیں بادشاہ ہیں۔

اس کے بعد مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! یہ تو ان کے خلیفہ ہیں مگر ہمارے تو وہ ہیں جن کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ولنبلونكم بشئ من الخوف

والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبة قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اولٰئک علیھم صلوٰة من ربھم ورحمة واولٰئک ھم المھتدون۔ پ۲

جن کو خوف اور بھوک و پیاس سے آزمایا گیا۔ اور مالوں اور جانوں اور جگر کے پھلوں سے ان کی آزمائش ہوئی۔ مگر وہ نہ گھبرائے نہ پہاڑوں پر چڑھے لا تحزن کی تسلی کے محتاج ہوئے بلکہ ہر چیز قربان کر کے صلوٰۃ و درود کے مصداق ہوئے۔ ان پر خدا کی رحمت برسی وہی ہادی ہدایت یافتہ ہوئے۔ علم و حکمت، زہد و تقویٰ، عبادت و طہارت، شجاعت، سخاوت ان سے لوگوں نے سیکھی۔ ان کی نعشیں گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال ہوئیں۔ راہ حق میں شہید ہوئے۔ ان کا خوف ظہور مہدیؑ کے وقت امن سے بدل جائے گا۔ خلافت کے دونوں زمانے ان کو نصیب ہوئے اولاً خوف کا دوسرا من بعد خوفھم امناً کا۔ اہل السنت کا یزید خلیفہ ہے اور ہمارا حسینؑ خلیفہ ہے جس کی لاش اطہر پر اس کی بہن نے فرمایا انت خلیفة الماضین وثمال الباقین۔

آخری تقریر مولوی محمد صدیق نے پانچ منٹ کی جس میں وہ کوئی نئی بات پیش نہ کر سکا وہی پرانے دلائل دہراتا رہا جیسا کہ ان کی روئیداد کے صفحہ ۵۰ پر ذکر ہے کہ "آخری تقریر میں کوئی نئی دلیل پیش نہ ہو سکی" سنیوں کے چہرے فق ہو گئے۔ شیعہ باوجود روکنے کے خوشی کے نعرے لگا رہے تھے۔ پبلک نے اندازہ لگا لیا کہ نہ تو ثلاثہ کے پلے حقائق تھے اور نہ ان کے مریدوں کے اگر ان لوگوں کو حقائق سے دور کا بھی واسطہ ہوتا تو اس قسم کے کھوکھلے دلائل دیگر سنیوں کی مٹی پلید نہ کرتے۔ محمد یعقوب سنی نے اور مولوی دوست محمد نے خفت مٹانے کے لئے مولوی محمد صدیق کو پانچ پانچ روپے دیئے اور چند آنے اور دوقیاں اور بھی لوگوں نے محمد صدیق کو دیں جن کا شمار نہیں ہو سکا۔ موٹی رقمیں بھی تھیں۔

اسلام کے دامن میں بس دو ہی تو چیزیں ہیں
اک ضرب یداللہی اک سجدہ شبیری

مناظرہ نمبر ۲

موضوع مناظرہ

اسلام و ایمان شیعہ

مدعی

مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب آف گوجرہ

معترض

مولوی محمد صدیق صاحب آف تاندلیانوالہ

تقریر مناظر شیعہ مبلغ اعظم مولینا محمد اسماعیل صاحب

خطبہ کے بعد مبلغ اعظم نے آیۃ مبارکہ ان من شیعتہ لابراھیم پ۲۳۔ والصافات
کہ تحقیق اس کے تابعداروں سے البتہ ابراہیم ہے" تلاوت کی۔ اس کے بعد فرمایا کہ حضرات! اس
موضوع کا مطلب یہ دیکھنا ہے کہ شیعہ مومن اور مسلم ہیں کہ نہیں؟ سو یہ آسان بات ہے، ایمان اور
اسلام کی تعریف کر کے دیکھ لیجئے کہ وہ کون سی چیزیں ہیں جن پر ایمان ضروری ہے اور وہ کون سے
ارکان ہیں جن کا نام اسلام ہے۔ وہ چیزیں جو شیعہ میں پائی جائیں تو شیعہ مومن اور مسلم ہیں اور اگر
نہ پائی جائیں تو نہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ شیعوں کے نزدیک واجب الایمان تین چیزیں ہیں
توحید، نبوت، اور قیامت، سو بفضلہ تعالیٰ شیعوں کا ان تینوں پر کامل ایمان ہے۔

مبلغ اعظم نے کتب شیعہ سے توحید، نبوت اور قیامت کے متعلق عبارتیں
پڑھ کر اپنا عقیدہ ظاہر کیا اور فرمایا کہ مولوی محمد صدیق صاحب کو چاہیئے کہ وہ ہمیں ایمان اور اسلام
سے خارج کرنے کے لئے ہماری کتابوں سے توحید، نبوت اور قیامت کا انکار دکھائیں۔ ہم
اللہ کو وحدہ لاشریک، انبیاء علیہم السلام کو معصوم مبعوث من اللہ اور قیامت کو یعنی حشر بالاجساد
مانتے ہیں یعنی قیامت کو انہی جسموں کے ساتھ اٹھنے کے قائل ہیں۔ چنانچہ آپ نے اعتقادیہ شیخ صدوق ص۱
سے اپنے دعویٰ کی تائید میں یہ عبارت پڑھی۔

اعلم ان اعتقادنا فی التوحید ان اللہ واحدٌ احدٌ لیس کمثلہ
شیئٌ قدیمٌ لم یزل ولا یزال سمیعًا بصیراً علیمًا حکیمًا حیًا قیومًا
عزیزاً قدوسًا عالمًا قادرًا غنیًا لا یوصف بجوھر ولا حرکۃ
ولا سکون ولا زمان وانہ تعالیٰ متعال عن جمیع صفات
خلقہ خارج عن الحدین حد الابطال وحد التشبیہ و

شیٔ لا کاشیاء احد صمد لم یلد لیورث ولم یولد فیشارک ولم
یکن لہ کفواً احد۔۔۔۔ ومن نسب الی الامامیۃ غیر ما وصف
فی التوحید فھو کاذب۔

ترجمہ:۔ واضح ہو کہ ہمارا عقیدہ توحید میں یہ ہے کہ اللہ ایک ہے یکتا ہے۔
کوئی چیز اس کی مثال نہیں۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ سننے والا ہے اور دیکھنے والا
ہے۔ وہ ہر شئے کو جاننے والا ہے اور حکمت والا ہے۔ وہ زندہ ہے۔ قائم ہے۔ عزیز ہے۔ پاک ہے۔ عجیب
ہے۔ وہ زندہ ہے اسے زوال نہیں۔ وہ غالب ہے بڑا عزیز ہے۔ وہ عالم ہے۔
وہ قادر ہے۔ وہ محتاج نہیں۔ نہ وہ جوہر ہے اور نہ عرض۔ نہ وہ جسم ہے اور نہ صورت
نہ وہ خط ہے اور نہ وہ سطح۔ نہ وہ ثقل ہے اور نہ خفت۔ نہ وہ حرکت ہے اور نہ سکون
نہ وہ مکان ہے نہ زمان۔ وہ اپنی مخلوق کی صفتوں سے برتر ہے۔ اللہ دو حدوں سے
خارج ہے۔ نہ خدا ابطال میں ہے (کہ اس کے لئے کمال ذرہ) اور نہ حد تشبیہ میں ہے کہ
اس کا کمال مخلوق کے مشابہ ہو) وہ شئے ہے مگر اشیاء کے مانند نہیں۔ وہ یکتا ہے بے نیاز
ہے۔ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا کہ اسے اپنا وارث بنائے۔ نہ وہ کسی شئے سے پیدا ہوا کہ
اس کا شریک کہلائے۔ کوئی اس کا ہمسر نہیں اور ہم مرتبہ کوئی نہیں۔ جو شخص مذہب امامیہ
کی طرف ان کے ماسوا کو نسبت دے جو باتیں توحید میں مذکور ہوئے وہ جھوٹا ہے۔

اس کے بعد آپ نے نہج البلاغۃ اور صحیفہ سجادیہ سے توحید اور حمد کے خطبوں کی
طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ جو شخص اللہ کی توحید کی معرفت حاصل کرنا چاہے وہ
آئمہ علیہم السلام کے کلام میں توحید اور حمد کے متعلق پڑھے دریا سمجھے یا ان کو ترجمہ
کی بجائے حضرت کے انوار الھدیٰ پڑھے۔

عقیدہ نبوت

آپ نے فرمایا کہ ہم انبیاء علیہم السلام کو حضرت آدم سے لے کر حضرت عیسیٰ تک مانتے ہیں
اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کافۃ للناس رحمۃ للعالمین اور
خاتم النبیین مانتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے نہج البلاغۃ جلد اول ص۱۸۵

سے جناب امیر المومنین علیہ السلام کا یہ کلام فاستودعهم فی افضل مستودع واقرهم فی خیر مستقر تناسختهم کرائم الاصلاب الی مطهرات الارحام کلما مضی منهم سلف قام منهم بدین الله خلف حتی افضت کرامة الله سبحانه الی محمد صلی الله علیه و آله وسلم فاخرجه من افضل المعادن منبتاً واعز الارومات مغرسا من الشجرة التی صدع منها انبیاءه وانتجب منها امناءه۔

ترجمہ :۔ انبیاء علیہم السلام کو امین بنایا۔ بہترین امانت میں اور بہترین مقام میں ان کو قرار بخشا۔ ان کو شریف پشتوں، پاک رحموں کی طرف منتقل کیا، ان میں سے جب کوئی بزرگ گزرا تو دین خدا کے قیام کے لئے دوسرا ان میں سے خلیفہ ہوگیا۔ حتٰی کہ خدا کی کرامت نے ان تمام شرافتوں کو محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک پہنچا دیا۔ پس آپ کو خدا نے بلحاظ منبع و مولد بہترین معادن یعنی خاندان اور بلحاظ پیدائش عزیز ترین خانوادہ میں پیدا کیا۔ وہ ایسا شجرۂ طیبہ ہے جس سے اس نے اپنے انبیاء کو مخصوص کیا اور اپنے امینوں کو چنا۔"

ختم نبوت

مبلغ اعظم نے اس کے بعد فرمایا۔ ہم حضور کے نور کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ جیسا کہ ہمارے مولا جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ بابی انت و امی یا رسول الله لقد انقطع بموتك مالم ینقطع بموت غیرك من النبوة والانباء و اخبار السماء۔

ترجمہ :۔ یعنی یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ کی موت سے وہ چیز قطع ہوگئی جو آپ کے غیر کی موت سے قطع نہیں ہوئی تھی یعنی اخبار وحی اور اخبار آسمانی۔ دیکھئے نہج البلاغت جلد ۲ ص۲۵۵ مطبوعہ مصر۔ پھر آپ نے اصول کافی مطبوعہ ایران ص۸۵ نے بقول صادق آل محمد و باقر علوم انبیاء

علیہم السلام سے یہ حدیث پڑھی بقولہ ختم الله بکتابکم الکتب و ختم بنبیکم الانبیاء۔ کہ اے اللہ کے بندو! آیت مجید ی تمہاری کتاب کے ساتھ تمام کتابوں کو ختم کر دیا اور تمہارے نبی کے ساتھ تمام نبیوں کو ختم کر دیا۔ پھر آپ نے اعتقادیہ شیخ صدوق ص۵۵ سے اعتقادنا فی ... اعتقاد فی الحوض الکوثر اور اعتقاد فی الشفاعت پیش کیا۔

اس کے بعد مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات اب

مولوی محمد صدیق اور اس کے مذہب کا عقیدہ

بھی سن لیجئے۔ ارشاد فرمایا کہ سنیوں کا نام نہاد خدا ... معصوم ... اور نہ ہی یہ لوگ آقا کے نامدار کی ختم نبوت کو مانتے ہیں اور نہ ہی قیامت میں عدل خداوندی کے قائل ہیں۔ ان کے تنزیہہ خداوندی کا تو یہ حال ہے کہ بروز قیامت خداوند تعالی اپنا قدم جہنم میں ڈال دے گا۔ جیسا کہ صحیح بخاری جلد ۱ ص... اور کتاب الاسماء والصفات بیہقی کے ص۱۵۳ مطبوعہ الہ آباد ہند، اور اس کی پنڈلی ... اور اس کا بازو بالشت، انگلیاں اور ہتھیلی سب موجود ہیں ... کتاب الاسماء والصفات ص۲۳۰ اور عدل خداوندی کا تو یہ حال ہے کہ ... منسوب کر دیتے ہیں۔ باقی رہا عصمت انبیاء کا عقیدہ تو اہل سنت کی تفسیر کبیر جلد ... میں ہے اس کے ص... کی عبارت ملاحظہ کریں

فاعلم ان بعض الناس ذهب الی انه کان ... الامر ثم هداه الله وجعله نبیا قال الکلبی ... کافرا فی قوم ضلال فهداك للتوحید وقال السدی کان علی دین قومه اربعین سنة وقال مجاهد ... فهداك لدینه۔

یعنی علمائے اہل السنت سے بعض لوگ اس طرف گئے ہیں کہ حضور ابتدائے امر میں کافر تھے (معاذ اللہ) پھر اللہ نے آپ کو ہدایت کی اور نبی بنایا۔ ... کہا ہے کہ

تو وجدک ضالاً کا یہ مطلب ہے کہ خدا نے حضور کو قوم گمراہ میں کا فرمایا۔ پس توحید کی ہدایت کی۔ اور خدا کا قول ہے کہ حضور چالیس سال تک اپنی قوم کے دین پر رہے تھے۔ اور مجاہد نے کہا ہے کہ و وجدک ضالاً کا یہ مطلب ہے کہ خدا نے آپ کو ہدایت سے گمراہ پایا (معاذ اللہ) پس آپ کو اپنے دین کی ہدایت کی۔

مبلغ اعظم نے پوچھا۔ حضور یہ سدی، کلبی، مجاہد وغیرہ کس مذہب کے ہیں اور تفسیر کبیر کس مذہب کی کتاب ہے؟ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اگر حضور اصلاب طاہرہ سے ارحام طاہرہ کی طرف ہوتے آئے ہیں تو پھر تم حضور کے آباء و اجداد کو کافر و مشرک کیوں کہتے ہو۔ انما المشرکون نجس کی رو سے تو مشرک نجس ہیں۔ اور جو نجس ہوگا وہ طاہر کیسا؟ اگر کافر و مشرک نہیں کہتے ہو تو تمہاری ان کتابوں کا کیا مطلب ہوا؟ اگر اب بھی آپ کی تسلی نہ ہو تو دیکھئے یہ فقہ اکبر میرے ہاتھ میں ہے اس کے صفحہ ۱۳۰ کی عبارت سنئے و والدا رسول اللہ ماتا علی الکفر یعنی بقول امام اعظم ابو حنیفہ حضور کے والدین کافر مرے (معاذ اللہ)

تفسیر کبیر جلد [illegible] سے [illegible] آباء و اجداد رسالتمآب شیعہ سنی کے اعتقاد کی عبارت بھی ذرا غور سے سنئے۔

قالت الشیعۃ ان احداً من آباء الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام و اجدادہ ما کان کافراً

یعنی شیعہ اس بات کے قائل ہیں کہ حضور کے آباء و اجداد میں سے کوئی بھی کافر نہ تھا اس پر وہ قرآنی دلیل دیتے ہیں [illegible] قال [illegible] رسول اللہ [illegible] لیکن ہم اہل سنت کے اصحاب کا یہ زعم ہے کہ حضور کا والد [illegible] کافر تھا (معاذ اللہ)

مبلغ اعظم نے [illegible] فرمایا کہ یہ ہے مذہب حق کا [illegible] خاندان رسالت کی شرافت و طہارت [illegible] اس کا نام اسلام ہے [illegible]

ختم نبوت

آج [illegible] ختم نبوت کے [illegible] مرزا [illegible] اصحاب [illegible]

کر ایمان کرا اور کتب صحاح ستہ کی بھی کچھ [illegible] کر [illegible] ختم نبوت کیوں کرتے ہو [illegible] جواب [illegible] ملا علی قاری [illegible] عبارت سنئے۔

فلا ینا قض قولہ تعالیٰ خاتم النبیین اذ المعنی انہ لا یاتی نبی بعدہ ینسخ ملتہ ولم یکن من امتہ

یعنی حضور کے بعد کسی نبی کا آنا خدا کے قول خاتم النبیین کے خلاف نہیں ہے کیونکہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ حضور کے بعد کوئی نبی ایسا نہیں آئے گا جو آپ کی ملت کو منسوخ کر دے اور آپ کی امت سے نہ ہو۔

تو سنی علماء کے رنگ زرد ہو گئے۔ آپ نے فرمایا یا معشر العلماء [illegible] اور [illegible] کے عالمو! تمہارے ختم نبوت کے عقیدے [illegible] ملا علی قاری اور مرزا قادیانی کے ترجمے میں کیا فرق رہا۔

اگر مرزا قادیانی کافر ہے تو ملا علی قاری کیا ہوا؟

یہ ہے تمہاری ختم نبوت جس کے لئے عوام کو [illegible] بتاؤ تمہارا ایمان ثابت ہو رہا ہے [illegible] کیا [illegible] اسلام [illegible] وہ شیعہ ہیں [illegible] صحیح بخاری [illegible] عن ابن عمر قال رسول اللہ بنی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا الہ الا اللہ و ان محمداً رسول اللہ و اقام الصلوٰۃ و ایتاء الزکوٰۃ والحج وصوم رمضان

کہ حضور نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے [illegible] توحید و رسالت [illegible] نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ [illegible]

آپ نے پوچھا کہ اگر شیعہ خارج از اسلام ہیں تو [illegible] اسلام میں [illegible] مبلغ اعظم نے فرمایا [illegible] جیسا کہ خداوند عالم کا ارشاد ہے۔ شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا اور مذہب شیعہ کی ابتدا حضرت ابراہیم سے ہوتی ہے جیسا کہ [illegible]

ہوں کہ ان من شیعتہ لابراھیم یعنی بانی شریعت حضرت نوح ہیں اور ان کے شیعہ حضرت ابراہیمؑ اور ہم ساری اُمتیں ملتِ ابراہیمؑ پر چلنے والے لوگ ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ مذہب شیعہ جب محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام کا مذہب ہے تو ان لوگوں کے مومن و مسلمان ہونے میں کیا کلام ہے۔ کیا محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام کے متبع بھی کافر ہو سکتے ہیں؟ چنانچہ آپ نے اپنے دعویٰ کے اثبات میں مندرجہ ذیل ثبوت اہلِ سُنّت کی کتابوں سے پیش کئے۔

۱۔ شرح مواقف ص۶۵۳ الفرقۃ الثانیہ فی کبار الفرق الاسلامیہ الشیعۃ الذین شایعوا علیا وقالوا انہ الامام بعد رسول اللہ بالنص اما جلیا واما خفیا واعتقدوا ان الامامۃ لا تخرج عنہ وعن اولادہ۔

یعنی اسلام کے بڑے فرقوں سے دوسرا فرقہ شیعہ ہے اور شیعہ وہ لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے علی علیہ السلام کی پیروی کی ہے اور وہ اس امر کے قائل ہیں کہ بعد رسولؐ علیؑ امام حق ہے ساتھ نص کے۔ خواہ نص جلی ہو یا خفی۔ اور ان کا یہ اعتقاد ہے کہ امامت علیؑ اور اولادِ علیؑ سے باہر نہیں جا سکتی۔

۲۔ الملل والنحل مطبوعہ بمبئی ص۹۲ میں بھی شیعہ کی یہی تعریف ہے۔

۳۔ تاریخ طبری جلد ۶ ص۳۲ مطبوعہ مصر ثبت علیہ الشیعۃ فقالوا فی اعناقنا بیعۃ ثانیۃ نحن اولیاء من والیت واعداء من عادیت۔

کہ جب علی علیہ السلام کو اصحابِ جمل اور اصحابِ جنگِ صفین اور قوم خوارج نے چھوڑ دیا تو شیعہ حضرات علیؑ کے ساتھ ثابت قدم رہے اور کہا کہ اے امیر المومنینؑ! ہماری گردنوں میں دوبارہ بھی آپ ہی کی بیعت ہے۔ ہم اُن کے دوست ہیں۔ جن کے آپ دوست ہیں اور اس کے دشمن ہیں جن کے آپ دشمن ہیں۔

۴۔ قاموس جلد ۳ ص۴۷ اور

۵۔ تفسیر مدارک مطبوعہ ہند ص۵۲ حاشیہ ۶ سے بھی شیعہ کی یہی تعریف پیش کی۔

پھر آپ نے فرمایا حضرات! اگر شیعہ اسلام و ایمان سے خارج ہوتے تو حضورؐ ... الزاہرہ۔

شیعہ کے حق میں پیشین گوئی

کیوں فرماتے کہ عن جابرؓ بن عبد اللہ قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فاقبل علی فقال النبی والذی نفسی بیدہ ان ھذا و شیعتہ لھم الفائزون یوم القیامۃ۔

کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق ہم حضورؐ کے پاس بیٹھے تھے۔ پس حضرت علیؑ آئے پس نبی کریمؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تحقیق یہ علیؑ اور اس کے شیعہ روزِ قیامت فروز کامیاب اور نجات پانے والے ہوں گے۔

دیکھئے تفسیر فتح القدیر جلد ۵ ص۴۶۴ اور یہ بھی تفسیر در منثور جلد ۶ ص۳۷۹ اور تفسیر ابن جریر جلد ۳۰ ان میں بھی یہی روایت موجود ہے۔ کیا اب بھی شیعوں کے اسلام اور ایمان میں شک ہے؟ دیکھئے صواعق محرقہ ص۹۶ کی عبارت بھی ملاحظہ کیجئے اور یہی عبارت فتح القدیر میں بھی ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لما نزلت ھذہ الآیۃ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات اولئک ھم خیر البریۃ قال رسول اللہ لعلی ھو انت وشیعتک یوم القیامۃ راضین مرضیین۔

کہ حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ تحقیق وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اعمال کئے وہی ساری دنیا سے بہتر ہیں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین کو فرمایا کہ وہ آپ اور آپ کے شیعہ ہیں۔ روزِ قیامت خدا ان سے راضی ہوگا اور وہ خدا سے راضی ہوں گے۔

حضرات! یہ حق اصل تقریر جامع اعظم کی جسے مولوی محمد صدیق دلیرام نے روئداد کی سطروں میں ہی درج کر کے اپنی دیانت کا ثبوت دیا ہے۔ شیعہ مناظر کی تقریر سے جواب میں سنی مناظر مولوی محمد صدیق صاحب نے جو تقریر کی یا بعد میں گھڑی اس کو ہم جناب ... آپ کی مطبوعہ روئداد ص۱۹ سے نقل کرتے ہیں۔

مناظر اہل سنت کی تقریر

حضرات! مولوی محمد اسماعیل صاحب نے ان من شیعتہ لابراھیم پڑھ کر لوگوں کو مغالطے میں مبتلا کر دیا ہے۔ کیونکہ بات موجودہ شیعوں کے ایمان اور ان کے ایمان ہونے کی چل رہی ہے۔ حضرت ابراہیم شیعہ تھے یا سنی اس میں گفتگو نہیں ہے۔ مولوی صاحب نے خواہ مخواہ غلط بحث کر دیا ہے۔

نیز حضرات! ابراہیم علیہ السلام بھی کسی کے تابعدار ہیں۔ نیز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کبھی بھی اپنے کو شیعہ نہیں کہا بلکہ کان حنیفاً مسلماً یعنی وہ پاک مسلمان تھا اور اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق وارد شدہ لفظ شیعہ سے شیعہ مذہب کی حقانیت کو تسلیم کر لیا جائیگا تو مولوی صاحب جواب دیں۔

آیت ان الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعاً لست منہم فی شیء۔

ترجمہ جن لوگوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور ہو گئے شیعہ۔ اے محمد مصطفیٰ تیرا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(شیعہ مناظر صاحب نے تو اس آیت کا ترجمہ ہی غلط کیا تھا۔ مگر مؤلف صاحب نے تو آیت ہی بدل دی ہے۔ حالانکہ صحیح آیت اور صحیح ترجمہ ہمارے جوابی تقریر میں ملاحظہ فرمائیے)

آیت ان فرعون علا فی الارض وجعل اھلھا شیعاً۔

ترجمہ بیشک فرعون نے زمین میں تکبر کیا تھا اور اپنے اہل و عیال کو شیعہ بنا دیا تھا۔

آیت فوربک لنحشرنہم والشیاطین ثم لنحضرنہم حول جہنم جثیا ثم لننزعن من کل شیعۃ ایہم اشد علی الرحمٰن عتیا۔

ترجمہ تیرے رب کی قسم البتہ ضرور ہم ان کو اور شیطانوں کو ہم قیامت کے دن اکٹھا کر دیں گے اس کے بعد حاضر کریں گے دوزخ کے ارد گرد گھٹنوں کے بل۔ پھر ضرور نکالیں گے تمام شیعوں سے اس شیعہ کو جو کہ رب کا سب سے بڑا نافرمان ہے۔

مولوی محمد صدیق مناظر اہل سنت نے اس قسم کی متعدد آیتیں پڑھ کر یہ ثابت فرمایا کہ شیعہ سے مراد اگر مذہب شیعہ ہے تو پھر مولوی صاحب کو چاہیے کہ قرآن آیات کا جواب دے۔

نہج البلاغہ سے بھی یہ ثابت ہے۔ قال علی علیہ السلام سیھلک فی صنفان محب مفرط یذھب بہ الحب الی غیر الحق۔

حضرت علی نے فرمایا۔ میرے متعلق دو قسم کے لوگ ہلاک ہوں گے۔ ایک وہ جو محبت کی وجہ سے حق کو چھوڑ دیں گے۔ ظاہر ہے کہ ان سے مراد اہل تشیع کے سوا اور کوئی نہیں۔ معلوم ہوا کہ تم لوگ مطابق ارشاد حضرت علی مرتضیٰ ہلاک ہونے والے ہو اور ناحق مذہب سے وابستہ ہو۔

شیعہ مناظر کی تقریر

مبلغ اعظم نے اپنے پیش کردہ دلائل کا سنی مناظر سے جواب نہ پاتے ہوئے اپنی دوسری تقریر میں بھی دوبارہ ان من شیعتہ لابراھیم کی آیت تلاوت کرنے کے بعد فرمایا کہ حضرات! مولوی محمد صدیق صاحب نے میری پیش کردہ عبارتوں کا کوئی جواب نہیں دیا۔ مگر مجھے ان کی ہر بات اور ہر اعتراض کا جواب عرض کرتا ہوں۔

نوٹ از مؤلف:۔ حضرات یہاں پر مولوی محمد صدیق صاحب کی اصل تقریر اور روئیداد نقل کردہ تقریر کا اختلاف ہو گیا ہے۔ دوران تقریر تو مولوی محمد صدیق صاحب نے ان من شیعتہ لابراھیم کے جواب میں کہا تھا کہ حضرت ابراہیم آذر کی پارٹی سے ہیں اور ان من شیعتہ میں ضمیر کا مرجع آذر ہے۔ مطلب یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام گروہ آذر سے تھے۔ اس پر مبلغ اعظم نے سنی تفاسیر کا انبار لگا دیا کہ ان من شیعتہ کی ضمیر حضرت نوح علیہ السلام کی طرف جاتی ہے۔ مطلب یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نوح علیہ السلام کے گروہ سے تھے۔ چونکہ مولوی محمد صدیق صاحب مناظر نے حضرت کی تفصیل کو ...

کے جواب سے عاجز آ گئے ہوئے تھے اور اب اس مناظرہ میں بھی ان کذا حیر کے جہالت کی بہا سے دم بخود ہو کر رہ گئے اور ان کے اپنے ہمایتی احراری تبلیغی اور دیوبندی علماء نے بھی ان کی ملامت کی۔ لہٰذا اپنی مرتب کردہ روئیداد میں اصل تقریر کو چھپا گئے۔ تاکہ حلقہ علماء میں آپ کی رسوائی نہ ہو سکے۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من انداز قدت را می شناسم

یہ ہے ان حضرات کی دیانت لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

یہ جو لکھا ہے "بات موجودہ شیعوں کے ایماندار ہونے میں چل رہی ہے لہٰذا ابراہیمؑ شیعہ تھے یا سنی اس میں گفتگو نہیں۔

یہ میرے دوستوں کی چالاکی ہے۔ بات اسی میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ شیعہ تھے یا سنی۔ کیونکہ وہ ہمارے امام ہیں اور ہمیں حکم خداوندی بھی ہے کہ فاتبع ملۃ ابراھیم حنیفا۔ یعنی دیگر مذاہب سے بیزار ہو کر ملت ابراہیمؑ کا اتباع اور پیروی کرو۔ سو ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم شیعان حیدر کرار حضرت ابراہیمؑ کی اصل ملت پر ہیں۔ اور درود ابراہیمی میں صلوٰۃ و درود، محمد و آل محمد اور ابراہیمؑ و آل ابراہیمؑ پر ہوتا ہے جس کا معنی یہ ہے کہ امامت و خلافت حضرت ابراہیمؑ سے لے کر محمد مصطفےٰ تک آل ابراہیم کا حق ہے۔ اور محمد مصطفےٰ سے لیکر قیامت تک آل محمدؐ کا حق اور یہی عقیدہ شیعہ ہے۔ اصول و فروع میں کون سی بات موجودہ شیعوں کی ملت ابراہیمی کے خلاف ہے؟ اور جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی تھے اور شیعہ متبع کے معنی کے ساتھ مستعمل ہوتا ہے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ حضرت ابراہیم بھی کسی کے تابعدار ہوں" تو یہ مولوی محمد صدیق اور ان کے رفقاء کی بے علمی پر دال ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت ابراہیمؑ نبی بھی تھے اور تابعدار بھی۔ نبوت اور اتباع میں کوئی تضاد نہیں۔ فبھداھم اقتدہ حضورؐ کو حکم ہے کہ آپ سابقہ انبیاء کی اقتداء کرو اور فاتبع ملۃ ابراھیم میں بھی حضورؐ کو یہی حکم ہے کہ آپ ملت ابراہیمؑ کی تابعداری کرو۔ نبی ہونا اس کے منافی نہیں، کہ دوسرے کا اتباع کیا جائے۔ حضرت ابراہیمؑ

اپنی جگہ پر مستقل نبی بھی تھے اور حضرت نوح علیہ السلام کے تابعدار بھی تھے۔ یہی ترجمہ شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین نے کیا ہے اور یہی سنی تفاسیر میں لکھا ہے دیکھو درسی تفسیر جلالین ص۲۷۹ وان من شیعتہ ای ممن تابعہ فی اصل الدین لابراھیم وان طال الزمان بینھما وھو الفان وستمائۃ واربعون سنۃ وکان بینھما ھود وصالح کہ ان من شیعتہ کا ترجمہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ ان لوگوں سے تھے جنہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی اصول دین میں تابعداری کی۔ اگرچہ ان دونوں کے درمیان بہت دراز عرصہ گذر چکا تھا۔ یعنی دو ہزار چھ سو چالیس سال اور دو نبی ہود اور صالح علیہ السلام بھی ان دونوں کے درمیان گذر چکے تھے۔ اور یہی دیگر اہل سنت کی تفاسیر میں بھی ہے۔ باقی رہے مولوی محمد صدیق صاحب کی پیش کردہ آیات۔ سو ان میں بھی ان کی دیانت و خیانت اور جہالت کا نمونہ دیکھ لیجئے۔

آیت ۱ ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا لست منھم فی شئی۔ اس کا مولوی صاحب نے ترجمہ کیا ہے۔ کہ جن لوگوں نے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کیا اور بن گئے شیعہ۔ اے محمد تو ان میں سے نہیں ہے

حضرات! اس میں مولوی محمد صدیق صاحب کی خیانت یہ ہے کہ لفظ شیعا جمع ہے۔ اور اس کا ترجمہ بن گئے شیعہ بصورت واحد کر دیا ہے۔ جمع کا ترجمہ واحد کرنا جہالت نہیں تو اور کیا ہے؟ بسا اوقات کسی شے کا واحد اچھا ہوتا ہے اور جمع بری جیسے ارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القھار کی آیت صاف بتا رہی ہے کہ لفظ رب جو واحد ہے بہتر اور اس کی جمع ارباب بری ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ارباب نہ بناؤ۔ تو رب بھی نہ بناؤ۔ لفظ رب واحد توحید پر دال ہے۔ اور ارباب شرک پر سو وہ برا ہے۔ اسی طرح لفظ شیعہ جس کے معنی ایک مذہب، ایک ملت، ایک فریق اور ایک گروہ کے ہیں بہتر ہے، وحدت اسلامی پر دال ہے اور لفظ شیعا اس کی جمع جس کے معنی مختلف گروہ مختلف فرقے ہیں تشتت اور تفریق پر دال ہے ان الذین فرقوا میں باب تفعیل خود فرقوں کی کثرت پر دلالت کرتا ہے۔ وحدت اسلامی اور اتحاد بین الملل کے خلاف ہے۔ چنانچہ یہی ترجمہ اس آیت کا اہلحدیث اور اہلسنت

کی مستند کتاب اعلام الموقعین جلد ۱ صفحہ ۲۲۱ مطبوعہ مصر پر علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ:

ان الذین فرقوا دینهم وکانوا شیعا وهولاء هم اهل التقلید بأعیانهم بخلاف اهل العلم فانهم وان اختلفوا لم یفرقوا دینهم ولم یکونوا شیعا بل شیعة واحدة متفقة علی طلب الحق وایثاره عند ظهوره وتقدیمه علی کل ما سواه فهم طائفة واحدة قد اتفقت مقاصدهم وطریقهم فالطریق واحد والقصد واحد والمقلدون بالعکس مقاصدهم شتی وطرقهم مختلفة فلیسوا مع الائمة فی القصد ولا فی الطریق۔

ترجمہ: علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ الذین فرقوا دینهم وکانوا شیعا سے مراد اہلِ تقلید ہیں جو جدا جدا اپنے اماموں کی تقلید کرتے ہیں (یعنی حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی وغیرہ) برخلاف اہلِ علم کے۔ پس وہ باوجود اختلاف فی المسائل کے اپنے دین میں تفریق نہیں پیدا کرتے اور نہ ہی وہ مختلف فرقے بنتے ہیں بلکہ ایک شیعہ ہو کر طلبِ حق پر متفق رہتے ہیں اور حق کو ہر چیز پر مقدم سمجھتے ہیں۔ فهم طائفة واحدة وہ ایک ہی مذہب اور گروہ کے پیروکار ہوتے ہیں۔ ان کا طریق، طریقِ واحد ہوتا ہے اور اس کے برخلاف مقلدوں کے مقاصد بھی مختلف ہوتے ہیں اور راستے بھی مختلف۔ پس وہ آئمہ حق کے ساتھ نہ قصد میں اور نہ ہی راستے میں جمع ہوتے ہیں۔

حضرات! یہ ہے مطلب اس آیت کا کہ شیعہ واحد ہو نہ کہ متعدد مذاہب ہوں ۔ اور یہی مطلب ہے فرمانِ خداوندی واعتصموا بحبل الله جمیعا ولا تفرقوا کا۔ خدا نے اختلاف کرنے سے روکا ہے۔ مگر مولوی محمد صدیق صاحب از راہِ جہالت یا خیانت عوام کو مذہب شیعہ خیر البریہ کی رد میں یہ آیت سنا رہے ہیں۔

آیت ۲: ان فرعون علا فی الارض وجعل اهلها شیعا کا ترجمہ

مولوی صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ بیشک فرعون نے زمین پر تکبر کیا تھا اور اپنے اہل وعیال کو شیعہ بنا دیا تھا۔

واہ! عالم اہلِ حدیث اور پھر اتنے علماء میں منتخب شدہ مناظر کی یہ حالت

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

حضرات! یہاں تو مولوی صاحب محمد صدیق اینڈ کمپنی نے تو کمال ہی کر دیا۔ مجھے تو ان کی علمیت اور قرآن دانی میں بھی شک ہو رہا ہے اور حیرت کا مقام ہے کہ ابن قیم، احراری، دیوبندی اور تنظیم اہل سنت کے علماء ان کے اردگرد بیٹھے ہیں وہ انہیں نہیں سمجھا سکتے۔ اور اگر یہ سب کچھ عمداً ہی کیا یا کرایا جا رہا ہے تو پھر جو قرآن مجید کے ساتھ ایسا عمداً کرے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اب ذرا سنیے اهلها کی ضمیر مؤنث ہے اور فرعون مذکر اور ترجمہ فرمایا ہے کہ "اپنے اہل وعیال" اور ضمیر کو فرعون کی طرف پھیر دیا۔ حالانکہ وہ ارض یعنی زمین کی طرف پھر رہی ہے۔ حاصل مطلب یہ کہ فرعون نے زمین کے لوگوں کو مختلف مذاہب میں تقسیم کر دیا تاکہ باہم لڑتے رہیں اور اس کی شاہی کو کوئی خطرہ نہ ہو۔ چنانچہ شاہ عبدالقادر صاحب اس آیت کا یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ فرعون چڑھ رہا تھا ملک میں، اور کر رکھے تھے وہاں کے لوگ کئی جتھے۔ اور شاہ رفیع الدین صاحب یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ تحقیق فرعون نے تکبر کیا بیچ زمین کے اور کیا تھا لوگوں کو اس نے فرقے مختلف۔ اور تفسیر حسینی میں ہے کہ جعل اهلها اہل مصر را و قبطیاں و سبطیاں شیعا گروہ گروہ و ہر گروہے را بکارے نامزد کرد۔ اور تفسیر بیضاوی صفحہ ۵۵ جلد ۲ میں ہے کہ او اصنافا فی استخدامه او احزابا بان اغری بینهم العداوة کی لا یتفقوا علیه یعنی فرعون نے اہل مصر کے کئی گروہ اور حزب بنا دیئے تاکہ ان میں عداوت رہے اور وہ اس کے برخلاف اتفاق کر کے اس کی حکومت کو نقصان نہ پہنچا سکیں۔

حضرات! یہاں بھی حق تعالیٰ نے مختلف فرقے بنے اور بنانے کی مذمت کی ہے نہ کہ شیعہ واحدہ، فرقہ واحدہ اور مذہب واحد کی اور ہمیشہ جب مختلف فرقے بنتے ہیں تو ایک فرقہ حق پر ہوتا ہے اور باقی مصنوعی نقلی اور کاذب ہوتے ہیں۔ چنانچہ اہل مصر کے گروہوں میں بھی ایک گروہ حق پر تھا اور وہ حضرت موسیٰ کا گروہ تھا۔ جیسا کہ خداوند عالم نے اسی آیت کے آگے ہی فرمایا ہے جسے ہم پوری آیت پیش کرتے ہیں۔ ان

فرعون علا فی الارض وجعل اھلھا شیعا یستضعف طائفۃ منھم یذبح ابناءھم ویستحیی نساءھم انہ کان من المفسدین۔

یعنی تحقیق فرعون نے تکبر کیا بیچ زمین کے، اور کیا تھا اس نے لوگوں کو مختلف فرقے۔ ضعیف جانتا تھا ایک فرقے کو اُن میں سے اور ذبح کرتا تھا اُن کے بیٹوں کو تحقیق تھا وہ مفسدوں سے۔

مبلّغِ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! مولوی محمد صدیق صاحب سے پوچھو کہ طائفہ کی ضمیر شیعًا کی طرف جاتی ہے یا نہیں۔ اگر جاتی ہے تو شیعہ واحدہ اور طائفہ واحدہ حق پر ہوا یا نہیں اور وہ فرقہ بنی اسرائیل کا تھا یا نہیں؟ اور اسی فرقہ کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے یا نہیں کہ ودخل المدینۃ علی حین غفلۃ من اھلھا فوجد فیھا رجلین یقتتلان ھذا من شیعتہ وھذا من عدوہ فاستغاثہ الذی من شیعتہ علی الذی من عدوہ۔ پ سورہ قصص۔

یعنی موسیٰ علیہ السلام شہر میں لوگوں کی غفلت کے وقت داخل ہوئے پس اس میں آپ نے دو آدمی لڑتے ہوئے پائے، یہ آپ کے شیعوں میں سے تھا۔ اور یہ آپ کے دشمنوں میں سے۔ پس فریاد کی اس نے جو آپ کے شیعہ سے تھا۔ اوپر اُس شخص کے جو آپ کے دشمنوں سے تھا۔ دیکھئے اس آیت نے صاف فیصلہ کر دیا کہ فرعون نے اگرچہ زمین میں بے شمار گروہ بنا دیئے تھے مگر سچا گروہ بنی اسرائیل کا تھا اور انہی کا نام شیعہ موسیٰ ہے۔ باقی خدا و رسولؐ کے عدو یعنی دشمن تھے۔ اور یہی مطلب ہے حضور رسالتمآب صلعم کی اس حدیث کا ستفترق امتی علی ثلاثۃ وسبعین فرقۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ (ابن ماجہ باب افتراق الامم)۔ یعنی میری اُمت کے تہتر فرقے ہو جائیں گے، تمام دوزخ میں جائیں گے۔ مگر ایک مذہب جنت میں جائے گا۔ اور دوسری حدیث میں حضورؐ نے فرمایا کہ جنت میں جانے والے علیؑ اور ان کے شیعہ ہیں۔ جیسا کہ پہلی تقریر میں بیان کر چکا ہوں کہ وہ شیعہ ہیں بموجب اس حدیث کے یاعلی انت وشیعتک فی الجنۃ (صواعق محرقہ ص۹۶)

آیت ۳ جو مولوی محمد صدیق صاحب نے پیش کی ہے کہ ثم لننزعن من کل

شیعۃ ایھم اشد علی الرحمن عتیا۔ (پ۱۶۔ سورۃ مریم)۔

اس آیت میں بھی مولوی محمد صدیق صاحب نے پوری خیانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے خوفِ خدا تک نہیں کیا اور عوام کو دھوکہ دینے کی پوری پوری کوشش کی ہے یا پھر اپنا بے علمی کا ڈھنڈورہ پیٹا ہے۔ حالانکہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ روزِ قیامت ہر اُمت میں سے ان لوگوں کو علیحدہ کر دیا جائے گا جو جہنمی اور دوزخی ہیں۔ اور یہ کلی بھی نہیں بلکہ انفرادی ہے اور من کل شیعۃ کا ترجمہ من کل امۃ ہے جیسا کہ بیضاوی شریف جلد ۲ صفحہ پر مذکور ہے، بلکہ یہ بیضاوی میرے ہاتھ میں ہے غور سے سنیئے من کل امۃ شایعت دینا ایھم اشد علی الرحمن عتیا من کان اعصی و اعتی منھم فنطرحھم فیھا وفی ذکر الاشد تنبیہ علی انہ تعالیٰ یعفو کثیرا من اھل العصیان۔

یعنی ہر اُمت میں سے جس نے کسی دین کی بھی پیروی کی ہے ہم نکالیں گے ان لوگوں کو جو رحمان کے بہت ہی نافرمان ہیں، اور ان کو جہنم میں ڈال دیں گے۔ اور بہت ہی نافرمان کی قید اسلئے ہے کہ خداوند تعالیٰ بہت سے گنہگاروں کو بخش دے گا۔ مگر جو نہ بخشے گا وہ ناقابلِ معافی ہوں گے اُن کو داخلِ جہنم کر دے گا۔

حضرات! اس آیت کا مطلب تو یہ بھی نہ نکلا کہ کل شیعہ یعنی ہر اُمت جہنم میں جائیگی۔ اور نہ ہی یہ نکلا کہ ہر گنہگار جہنم میں جائے گا۔ بلکہ یہ ثابت ہوا کہ از آدم تا خاتم علیہم السلام ہر اُمت کا نام باصطلاحِ قرآن پاک شیعہ ہے اور ہر اُمت داخل جنت ہوگی۔ مگر ان میں سے جن کے گناہ ناقابل معافی ہوں گے وہ علیحدہ کر دیئے جائیں گے۔ اور یہی مطلب ہے سورۃ یٰسین کی آیت کا کہ وامتازوا الیوم ایھا المجرمون۔ رہا یہ سوال کہ جہنم کے گرد تمام اُمتیں جمع ہوں گی تو کوئی حرج نہیں۔ اس کی تفسیر تو ساتھ ہی لکھی ہوئی ہے مگر مولوی محمد صدیق صاحب کو نظر نہیں آئی سنیئے میں دکھا دیتا ہوں۔ ارشاد ہے وان منکم الا واردھا کان علی ربک حتما مقضیا ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظالمین فیھا (پ۱۶ سورۃ مریم) کہ اور نہیں کوئی تم میں سے مگر وارد جہنم ہوگا یہ تیرے رب کا حتمی فیصلہ ہے۔ مگر جب نجات دیں گے اُن کو جو پرہیزگاری کرتے رہا۔ اور

چھوڑ دیں گے گنہگاروں کو اسی میں گرے ہوتے اور یہی مطلب تھا من کل شیعۃ کا کہ روزِ قیامت شیعہ اور عتیا یعنی نافرمان علیحدہ علیحدہ کر دیئے جائیں گے۔

رہا نہج البلاغہ سے مولوی محمد صدیق کا یہ عبارت پیش کرنا قال علی علیہ السلام سیھلك فی صنفان محب مفرط یذھب به الحب الی غیر الحق۔ تو اس عبارت سے امیر المومنین علیہ السلام نے اس حدیث کا خلاصہ ارشاد فرمایا ہے جو مشکوٰۃ کے ص۵۶۵ پر بھی موجود ہے کہ:

عن علی قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فیك مثل من عیسٰی ابغضتہ الیھود حتی بھتوا امہ واحبہ النصاریٰ حتی انزلوہ بالمنزلۃ التی لیست لہ ثم قال یھلك فی رجلان محب مفرط یقرظنی بما لیس فی ومبغض یحملہ شنآنی علی ان یبھتنی (رواہ احمد)۔

یعنی حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول کریم نے فرمایا کہ اے علی تیرے اندر عیسٰی کی صفات ہیں۔ اُس سے یہودیوں نے بغض کیا۔ حتّٰی کہ اس کی ماں پر بہتان لگا دیا۔ اور نصاریٰ نے اُس سے محبت کر کے اُسے اُس مقام تک پہنچا دیا جو اس کی منزلت نہیں۔ پھر امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے باب میں دو آدمی گمراہ ہوں گے ایک محب مفرط جو میری ایسی مدح کرے گا جو میری نہیں اور دوسرا مجھ سے بغض کرنے والا جس کو میری دشمنی میرے بہتان پر برانگیختہ کرے گی۔

اس کی تشریح کرتے ہوئے مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! بیشک علیؑ کے بارے میں تین گروہ ہیں جیسا کہ حضرت عیسٰی کے بارے میں ہیں۔ ایک وہ جو حضرت عیسٰیؑ کو گالیاں دینے والا ہے اور دوسرا ان کو ابن اللہ کہنے والا، تیسرا اُن کے اصلی منصب یعنی رسول اللہ، روح اللہ معجز باذن اللہ ماننے والا۔ اور اسی طرح جناب امیر المومنینؑ کے باب میں بھی تین گروہ ہیں۔ دو اہل سُنّت کے اور ایک شیعہ کا۔ اہل سُنّت کے دو میں سے ایک صوفیاء ہیں جو حضرت علیؑ کو خدا تک کہہ جاتے ہیں۔ اور دوسرے ناصبی ہیں جن کے پیر و مرشد حضرت معاویہ ہیں اور وہ حضرت علیؑ کو گالیاں دیتے ہیں اور تیسرے شیعہ ہیں جو آپ کو امام معصوم منجانب اللہ، خلیفۂ رسولؐ اور صاحب معجزات باذن اللہ مانتے ہیں۔

وہی ان کو خدا کہتے ہیں اور وہی آپ کے منصب حقہ سے نیچے گراتے ہیں۔

اس پر مبلغ اعظم نے اولاً اس بات کا ثبوت دیا کہ صوفیاء حضرت علیؑ کو خدا کہتے ہیں چنانچہ آپ نے تحفۂ اثنا عشریہ اہل فارسی کے ص... سے یہ عبارت پیش کی کہ:

بعض کلمات مرتضوی را کہ در حالت سکر و غلبہ حال کہ اولیاء اللہ را می باشد نقل

انا حی ولا یموت انا باعث من فی القبور وانا مقیم القیامۃ۔

یعنی شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حالت مستی اور غلبۂ حال میں جو اولیاء اللہ کا ہوتا ہے یہ فرمایا کہ میں زندہ ہوں جسے کبھی موت نہیں۔ اور میں اُٹھانے والا ہوں قبروں میں سے مُردوں کو اور میں ہی قیامت قائم کرنے والا ہوں۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! کیا یہ صفات خداوندی ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو حضرت علیؑ کی طرف ان کو کس نے منسوب کیا؟ شاہ عبد العزیز صاحب نے یا شیعوں نے؟ اگر شاہ عبد العزیز نے تو بتا کہ غالی کون ہوئے؟ شیعہ یا سنی؟ اور مولوی جامی صاحب وغیرہ کا شعر:

زمیں آسمان عرش کرسی بحکمش
علی وان علی کل شیئ قدیر

کتنا مشہور ہے اور کلیات میں موجود ہے عام صوفیاء کا تو کیا ذکر ہے۔

وہابیوں کے پیر و مرشد اسماعیل شہید

دہلوی کی زبانِ صوفیاء سے انا الحق کے آوازے لگا رہے ہیں۔ تکثیر التقسیم ص۳۱ پر زمزمۂ انا الحق ولیس فی جبتی سوا اللہ۔ رہا حضرت علیؑ کو گالیاں دینا اور بہتان لگانا سو وہ بھی وہابیوں اور ناصبیوں کے پیر و مرشد معاویہ کی سُنّت ہے۔

مبلغ اعظم نے صحیح مسلم جلد ۲ ص۲۷۸ خصائص نسائی، طبرانی شریف اور عقد الفرید

جلد ۳ ص۳۱ سے یہ عبارت پیش کر دو۔

قال امیر معاویہ بن ابی سفیان سعد فقال ما منعک ان تسب ابا التراب۔

کہ معاویہ بن ابی سفیان نے سعد بن ابی وقاص کو حکم دیا کہ حضرت علیؑ کو سب کیوں نہیں کرتا اور گالیاں کیوں نہیں دیتا اور۔

فامرہ ان یشتم علیاً قال فابی سہل فقال اما اذا ابیت فقل لعن اللہ ابا التراب۔ (مسلم شریف جلد ۲ ص۲۷۸)۔

کہ معاویہ کے گورنر نے سہل بن سعد کو بلا کر حکم دیا کہ حضرت علیؑ کو سب وشتم کر اور گالیاں دے۔ تو گورنر نے کہا کہ اگر فقط علیؑ کہہ کر تجھے گالیاں دینے سے انکار ہے تو لعن ابو تراب کر دو۔ (معاذ اللہ) خاکم بدہن۔ نقل کفر کفر نباشد۔ حضرات یہ ہیں وہابیوں اور ناصبیوں کے پیر و مرشد کے کارنامے۔ لہٰذا بہتان لگانے والے جھوٹے ہیں اور خدا کہہ کر گمراہ ہونے والے بھی یہی ہیں سادہ۔

شیعہ کا عقیدہ

درباب امیر المومنین علیہ السلام

یہ ہے کہ اشھد انک اخو رسول اللہ و وصیہ و وارث علمہ و امینہ علی شرعہ و خلیفتہ فی امتہ۔

یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اے اللہ! امیر المومنین آپ کے رسول اللہ کے بھائی اور آپؐ کے وصی۔ آپ کے علم کے وارث اور آپ کی شریعت پر امین اور آپؐ کی امت میں آپ کے خلیفہ ہیں (مفاتیح الجنان ص۳۱۲ مطبوعہ ایران)۔

حضرت مبلغ اعظم نے فرمایا۔ اہل انصاف غور فرمائیں کہ کیا ایسے متوسط اور صحیح عقیدے کو افراط و تفریط سے تعبیر کیا جاسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہی وہ عقیدہ ہے جو آپ کے منصب حقیقی کا آئینہ دار ہے۔

نوٹ از مؤلف:۔ کتاب عقد الفرید جب درباب سب وشتم پیش کی گئی

تو علمائے اہل سنت نے انکار کر دیا کہ ہماری کتاب نہیں ہے۔ اس پر تاریخ ابن خلقان مشمولہ بی۔ اے کورس عربی ص۱۲ سے اور خاتمہ عقد الفرید جلد ۴ ص۳۹۹ سے اس کی توثیق میں ابن عبد البر اندلسی کا مالکی المذہب ہونا پیش ہوا تو سنی علماء کی سٹیج پر سکوت طاری ہو گیا اور مبہوت ہو کر آپس میں ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔

تقریر مناظر اہل سنت

نماز روزہ کا ذکر کے مولوی صاحب اپنے عیب چھپانا چاہتے ہیں۔ کیا امیر معاویہ اور یزید نماز نہیں پڑھتا تھا۔ اگر اسی پر اسلام کی مدار ہے تو تم ان کو بے ایمان کیوں کہتے ہو۔

شیعوں کے بے ایمان ہونے میں کیا شک ہے جبکہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں۔ اس واسطے پر میرے پاس متعدد شیعی کتب کی عبارتیں موجود ہیں۔

عبارت نمبر ۱:۔ الصافی شرح اصول کافی جزو ششم ص۵۶ میں ہے کہ اصلی شیعوں کا قرآن سترہ ہزار آیات پر مشتمل ہے۔ معلوم ہوا کہ موجودہ قرآن سے تہائی کم ہے۔ کیونکہ یہ چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیات پر مشتمل ہے۔

عبارت نمبر ۲:۔ رجال کشی ص۷۱ میں ہے۔ حضرت علیؑ نے ابن سبا کو جلا دیا تھا۔ اور یہ بھی ہے کہ مذہب شیعہ عبداللہ بن سبا سے شروع ہوا ہے جو کہ ایک یہودی تھا۔ جس نے دین میں مختلف فتنے ڈالے تھے۔ اصول کافی میں ہے ومن یطع اللہ فی ولایۃ علی فقد فاز فوزاً عظیما۔ دیکھئے شیعوں نے اس آیت میں لفظ بڑھا کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ موجودہ قرآن غلط ہے۔ اصلی قرآن مجید یوں تھا۔

عبارت نمبر ۳:۔ لقد عہدنا الی آدم من قبل کلمات فی محمد و علی و فاطمۃ والحسن والحسین والائمۃ من ذریتھم۔ یعنی قرآن مجید کی اصل آیت اس طرح تھی۔ اب قرآن مجید میں یہ آیت ناقص ہے۔

تقریر مناظر شیعہ

مبلغ اعظم نے خطبہ پڑھنے کے بعد فرمایا کہ حضرات! سنی مناظر کے دلائل تو ختم ہو چکے ہیں، اب ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مار کر گزارہ کرنا چاہتا ہے۔ مگر میں اس کی ہر بات کا جواب دینے کو تیار رہوں گا۔ سنیئے! معاویہ اور یزید کو ہم اس لئے بے ایمان کہتے ہیں کہ وہ منکر امامت اور قاتلِ امام ہیں اور امامت ہمارے اصولِ دین میں داخل ہے۔ تمہارے نزدیک تو عقیدہ امامت داخلِ ایمان نہیں ہے جس کا میں اپنی پہلی تقریر میں مفصل ذکر کر چکا ہوں۔ لیکن تم بتاؤ کہ تم شیعوں کو کس بنا پر کافر کہتے ہو۔ جبکہ وہ تمہارے مسلمہ اصول توحید، نبوت اور قیامت کے قائل ہیں۔ یا تو اپنا کوئی ایسا چوتھا اصول بتاؤ جس کے انکار پر شیعوں کو کافر کہا جا سکے یا پھر شیعوں کو مسلم و مومن مانو۔ باقی رہا یزید۔ ابھی وہ تو باوجود قاتلِ امام مظلوم ہونے کے آپ کا چھٹا خلیفہ اور مومن ہے۔ تمہاری اپنی مستند کتاب صواعق محرقہ میں علامہ ابن حجر مکی کا فتویٰ موجود ہے جسے میں ص۱۳۲ سے پڑھتا ہوں سنیئے۔

اما سب یزید ولعنہ فلیس شان المومنین وان صح انہ
قتلہ او امر بقتلہ وقاتل الحسین لا یکفر بذالک۔

کہ یزید پر لعنت اور سب کرنا شانِ مومن نہیں۔ اگرچہ صحیح ہو جائے کہ وہ قاتل امام حسین ہے یا اس نے امام حسین علیہ السلام کے قتل کا حکم دیا۔ کیونکہ قاتلِ حسین کافر نہیں ہو سکتا۔ یہ ہے آپ کی رواداری کہ امام مظلوم کے قاتل کو تو مومن بنا دیا اور آلِ محمد علیہم السلام کے ماننے والوں کو کافر بنا رہے ہو۔

مصرع

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

باقی رہا تحریف قرآن کا سوال تو یہ آپ کی ظاہراً شکست ہے کہ آپ اصل موضوع کو ترک کر کے دوسری طرف نکل آئے۔ جس کا موضوع سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن چونکہ جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچانا چاہیئے، لہٰذا سنیئے۔

حضرات! اہلسنت کے ہاں قائل تحریف کافر نہیں۔ یہ ہے تفسیر اتقان میرے ہاتھ میں اس

کے ص۸۲ پر بالتصریح موجود ہے کہ۔

بل مخبر الاحاد ولا ثبت بہ قران ولا یکفر جاحدہ ولئین ما صنع اذا جحدہ۔ جو قرأتیں باخبارِ احاد ثابت ہیں ان کے ساتھ قرآن ثابت نہیں ہوتا اور نہ ان کا منکر کافر ہے۔ ہاں ان کا انکار ضرور برا ہے۔ پھر آپ کے نزدیک تو ثابت اور منقول بالمصحف عثمانی کے منکر کو بھی کافر نہیں کہتے جیسا کہ اسی تفسیر اتقان ص۸۲ جلد اول میں ہے کہ کان عبد اللہ ابن مسعود یحک المعوذتین من مصاحفہ ویقول انہما لیستا من کتاب اللہ اور سنیئے یہ تفسیر ابن کثیر میرے ہاتھ میں ہے۔ اس کی جلد ۴ ص[illegible] کی عبارت بھی قابلِ غور ہے۔ یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعود معوذتین (سورۃ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) کو اپنے مصحفوں سے مٹا دیا کرتے تھے کہ دونوں سورتیں قرآن مجید میں سے نہیں ہیں۔ اور اسی بنا پر اہل سنت کے فقیہ اعظم قاضی خان کا فتویٰ ہے

ومن زعم ان المعوذتین لیستا من القران ذکر فی النوازل انہ لا یکون کافرا۔ دیکھئے فتاوی قاضی خان ص[illegible] یعنی جس شخص نے یہ زعم کیا کہ قرآن مجید کی پچھلی دونوں سورتیں قرآن سے نہیں ہیں۔ نوازل میں ذکر کیا گیا ہے کہ وہ کافر نہیں ہے۔ اور مزید برآں آپ تو منکرِ بسم اللہ کو بھی کافر نہیں سمجھتے۔ کیونکہ اہل سنت کے نزدیک بسم اللہ کے آیتِ قرآن ہونے میں شک ہے۔ دیکھو نور الانوار ص[illegible] لکھا ہے کہ قولہ بلا شبہۃ احترازٌ عن التسمیۃ لان فیہا شبہۃ ولہٰذا لم یکفر جاحدہا۔ یعنی بلا شبہ کی قید اس لئے ہے کہ بسم اللہ سے احتراز ہو جائے کیونکہ اس کے قرآن ہونے میں شبہ ہے۔ اس لئے اس کا منکر کافر نہیں۔

مبلغ اعظم نے فرمایا حضرات! چلو چھٹی ہوئی۔ قرآن بسم اللہ سے شروع ہو کر والناس پر ختم ہوتا ہے۔ مگر سنیوں کو ابتدا میں بھی شبہ اور انتہا میں بھی شبہ۔ نہ تو اول کے منکر کو کافر سمجھتے ہیں اور نہ ہی آخر کے منکر کو۔ اور اسی پر دعویٰ ایمان بھی ہے۔

اس کے علاوہ اہل سنت کی کتب تحریف قرآن سے مملو ہیں۔ دیکھئے سنیوں کی مایہ ناز کتاب اصح الکتب بعد از کلام باری بھی جاتی ہے یعنی بخاری شریف اس کی جلد دوسری ص[illegible] سے عبارت پڑھنے لگا ہوں خود سنئے۔

عن ابن عباس قال کانت عکاظ و مجنة و ذو المجاز اسواق الجاهلية فلما كان الاسلام فكانهم تاثموا ان يتجروا فی المواسم فنزلت ليس عليكم جناح ان تبتغوا فضلا من ربكم فی مواسم الحج

کہ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں عکاظ مجنہ اور ذوالمجاز کے بازار لگا کرتے تھے۔ بنا بریں صحابہ کرام نے موسم حج میں تجارت کو گناہ سمجھا۔ پس یہ آیت نازل ہوئی کہ لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم فی المواسم الحج۔

حضرات! اب میں حفاظ کرام خصوصاً حافظ تنظیم اللہ صاحب (جو وہاں براجمان تھے) سے پوچھتا ہوں کہ مواسم الحج کس قرآن میں نازل ہوا تھا اور کیا اب موجود ہے یا نہیں، اگر نہیں تو کہاں گیا۔ اور اگر یہ تفسیری اضافہ ہے تو نزلت کے ماتحت کیوں ؟ کیا تفسیر بھی نازل ہوتی ہے ؟ اور منزول من اللہ کو قرآن سے کیوں نکالا گیا ؟

حضرات بخاری شریف ص۷۰۳ سے ایک اور روایت بھی سن لیجئے۔

عن ابن عباس قال لما نزلت وانذر عشيرتك الاقربين ورهطك منهم المخلصين۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ وانذر عشیرتک الاقربین و رھطک منھم المخلصین الخ

مبلغ اعظم نے فرمایا اے حافظو اور قاریو! بتاؤ رھطک منھم المخلصین کس قرآن کی آیت ہے۔ اگر منسوخ ہو گئی تو اس کی ناسخ کون سی آیت ہے۔ اگر تفسیری نوٹ ہے تو نازل ہونے کے کیا معنی ؟ اور عبداللہ بن عباس جیسے حبر الامت اور ترجمان القرآن نے اس کی قرأت کیسے کی ؟ اور کان عبداللہ یقرأ واللیل اذا یغشی والذکر والانثی کہ ابو درداء اور ابن عبداللہ مسعود واللیل اذا یغشی کے بعد والذکر والانثی پڑھتے تھے اور وہ اس کا دعویٰ کرتے تھے کہ ہم نے رسول اللہ صلعم سے ایسا ہی سنا ہے کیا یہ موجودہ قرآن میں زیادتی ہوئی اور یہی دونوں روایتوں کے مطابق کمی و بیشی ہوئی یا زیادتی ہے تو پھر سنئے۔

از روئے بخاری شریف قرآن پاک میں کمی یا زیادتی

کے قائل ہو گئے یا نہیں۔ اور پھر آپ کے نزدیک تو حضرت عائشہ کی بکری بھی کچھا یا شیعہ ہو گئی تھی دیکھئے ابن ماجہ ص۱۴۱ عن عائشة قالت لقد نزلت آية الرجم ورضاعة الكبير عشرا ولقد كان فی صحيفة تحت سريری فلما مات رسول الله وتشاغلنا بموته دخل داجن فاكلها۔ یعنی حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آیت رجم اور رضاعت کبیر کی ایک آیت نازل تو ہوئی تھی۔ اور وہ میرے صحیفہ میں لکھی تھی۔ لیکن صحیفہ میرے بستر کے نیچے تھا۔ پس جب ہم حضور کی وفات میں مشغول ہوئے تو بکری یا پالتو جانور اندر آیا اس نے اس کو کھا لیا حد ہو گئی

بکری بی بی عائشہ کی قرآن کھا گئی اور ایمان خراب ہو گیا شیعہ کا

کیوں مولوی صاحب! بی بی عائشہ کی بکری کا تعلق شیعہ سے ہے یا سنیوں سے؟ اور اگر بکری کے کھانے سے قرآن کم نہیں ہو گیا تو موجودہ قرآن میں آیۂ رجم دکھاؤ؟

نوٹ از مؤلف:۔ مولوی محمد صدیق صاحب نے مناظرہ حضرت کیلیانوالہ میں تو ارشاد فرمایا تھا کہ اس کا راوی محمد بن اسحاق شیعہ ہے۔ مگر جب مبلغ اعظم نے ثبوت طلب کیا تو شرم سے گردن جھکا لی اور اپنی غلطی کو تسلیم کرتے ہوئے معافی مانگ لی تھی میرے خیال میں مولوی صاحب اس واقعہ سے انکار نہیں کر سکتے۔

———— کیونکہ میرے سامنے ہی یہ واقعہ ہوا تھا۔ اور اس فاش غلطی کے بعد تو ایسے اکھڑے تھے کہ اخیر مناظرہ تک پاؤں نہ لگ سکے اور اختتام مناظرہ پر غیرت سے ادھر ادھر کو لگے کا ورد کرتے ہوئے داخل فی الحجرہ ہو گئے تھے۔ (خادم بخاری)

مبلغ اعظم نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے محققین تحریف قرآن کے قائل ہی نہیں ہیں۔ ہماری کسی مستند اور صحیح غیر مسئول روایت سے تحریف قرآن ثابت ہی نہیں۔

چنانچہ ہماری مستند کتاب تفسیر صافی میں لکھا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون من التحريف والتغيير والزيادة والنقصان۔ کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اس قرآن کے محافظ ہیں۔ تغیر سے، تحریف سے، زیادتی سے نقصان سے۔ اس کے بعد آپ نے نہج البلاغہ جلد ۲ ص۔ سے یہ عبارت پیش کی انما حکمنا القرآن هذا القرآن انما هو خط مستور بين الدفتين۔

جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم اس قرآن کے سوا جو دفتین کے درمیان لکھا ہوا ہے۔ کسی کو حکم نہیں مانتے۔ اس کے بعد آپ نے علامہ قطب راوندی کی کتاب الخرائج والجرائح کے صلہ سے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی کہ القرآن الذی بین ایدینا الی نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم انما دخلت الشبھۃ علی قوم لم ینکشف لھم وجہ اعجاز لتغافلھم وقد کشفنا ذالک کہ حضورؐ کا پہلا معجزہ قرآن کریم ہے جو ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ جس کو ہم پڑھتے اور سنتے ہیں اور لکھتے ہیں اور حفظ کرتے ہیں۔ کسی کو اس سے انکار کا امکان نہیں۔ یہ قرآن پاک وہی ہے جس کو ہمارے نبی کریمؐ لائے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کیونکہ یہ حضورؐ کا معجزہ ہے اور شبہ اس قوم پر واقع ہوا جس نے اس کی وجہ اعجاز کو اپنی غفلت کی وجہ سے نہیں سمجھا۔ اور ہم نے مستقل کتاب میں اس کی وجہ اعجاز بیان کر دی ہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ لیجئے میں آپ کی پیش کردہ تمام عبارت کا جواب بالصواب عرض کرتا ہوں، گوش ہوش سے سنیئے۔

اولاً جو آپ نے الصافی شرح اصول کافی جزششم ص۶۳ پیش کیا ہے کہ شیعوں کا اصل قرآن سترہزار آیات پر مشتمل ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ چھ ہزار چھ صد چھیاسٹھ آیات قائم رہیں اور باقی منسوخ ہو گئیں۔ جیسا کہ آپ کی بھی تفسیر اتقان جلد ۲ ص۲۲ پر آپ کے خلیفہ ثانی

حضرت عمرؓ کا بیان

مدرج ہے کہ اخرج الطبرانی عن عمر ابن الخطاب مرفوعاً القرآن الف الف حرف و سبعۃ و عشرون الف حرف فمن قرءہ صابراً محتسباً کان لہ بکل حرف زوجۃ من الحور العین۔

یعنی طبرانی نے حضرت عمر بن خطاب سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ قرآن مجید کے دس لاکھ ستائیس ہزار حروف تھے۔ جس نے ایک حرف صابر ہو کر بامید ثواب پڑھا اس کیلئے ایک حور ہو گی، حوران جنت سے۔

آپ فرمایئے! علامہ ابن کثیر کے حساب سے موجودہ قرآن کے تو صرف تین لاکھ چالیس ہزار سات سو چالیس حروف ہیں۔ بقایا چھ لاکھ چھیاسی ہزار دو سو ساٹھ حروف کہاں ہیں؟ ان تمام حروف کو ملا کر دیکھئے۔ کیا ستر ہزار آیات بنتی ہیں یا نہیں اگر بنتی ہیں تو ہم پر اعتراض کیسا؟ اگر یہ حروف منسوخ ہیں تو وہ آیات بھی منسوخ سمجھ لیجئے، کیا حرج ہے۔

باقی جو آپ نے اصول کافی سے ومن یطع اللہ فی ولایۃ علی فقد فاز فوزاً عظیماً اور لقد عھدنا الی ادم من قبل کلمات فی محمد و علی و فاطمۃ والحسن والحسین والائمۃ من ذریتھم پڑھا ہے۔ ان دونوں روایتوں میں لفظ "فی" تو بطور تفسیر واقع ہوا ہے۔ ان میں لفظ نزلت یا قرأت دکھلایئے ورنہ ...... کیونکہ یہاں تحت لفظ "فی" مندرج ذیل ہے۔ جیسا کہ تفسیر صافی ص۱۱ پر صاف مذکور ہے کہ ان بعض المحذوفات کان من قبیل التفسیر والبیان ولم یکن من اجزاء القرآن یعنی محذوف شدہ حروف جن کا کتب شیعوں میں ذکر ہے وہ از قسم تفسیر اور بیان ہیں اور اجزائے قرآن میں سے نہیں ہیں۔

لہٰذا آپ کے پیش کردہ حوالے آپ کے مدعا کی تائید نہیں کرتے۔ اگر ایسے قولوں سے تحریف ثابت ہوتی ہے تو فرمایئے آپ کے نزدیک ان عبارتوں کا کیا جواب ہے۔

۱۔ تفسیر دُرِّ منثور جلد ۵ ص۱۹۱ عن عبداللہ بن مسعودؓ کان یقرء ھذا الحرف وکفی اللہ المومنین القتال بعلی بن ابی طالب۔

یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود اس حرف کو اس طرح پڑھتے تھے۔ کفی اللہ المومنین القتال بعلی بن ابی طالب فرمایئے ان روایتیں لفظ بعلی بن ابی طالب بطور تفسیر واقع ہے یا اصل آیت میں داخل تھا؟

۲۔ تفسیر در منثور جلد ۵ ص۱۸۳ میں ہے کہ عن ابن عباس انہ یقرء ھذہ الآیۃ النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم وھو اب لھم وازواجہ امھاتھم۔ یعنی حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس آیت میں ھو اب لھم کا حرف زیادہ پڑھتے تھے۔ بتایئے یہ بطور تفسیر تھا یا تنزیل؟

۳ - الاتقان جلد ۲ صـ۳ ـ عن ابن عباس انه کان یقرء وما یعلم تاویله الا الله ویقول الراسخون فی العلم آمنا به فرمائیے اس میں لفظ یقول بطور تفسیر ہے یا تنزیل ؟

۴ - تفسیر فتح القدیر جلد ۲ صـ۵۳ عن ابن مسعود قال کنا نقرأ علی عهد رسول الله یا ایها الرسول بلّغ ما انزل الیک من ربک ان علیاً مولی المؤمنین ـ یعنی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے یا ایها الرسول بلّغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین ـ فرمائیے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اس آیت میں ان علیاً مولی المؤمنین کی زیادتی بطور تفسیر پڑھتے تھے یا تنزیل ؟

۵ - مؤطا امام مالک صـ۱۲۳ حافظوا علی الصلوٰۃ والصلوٰۃ الوسطیٰ وصلوٰۃ العصر وقوموا لله قانتین میں لفظ والصلوٰۃ العصر بطور تنزیل واقع ہوا ہے یا تفسیر ؟

۶ - تفسیر ابن جریر صـ۱۲۳ جلد ۳ مطبوعہ مصر ـ عن ابن عباس فی قوله تعالیٰ ان الله اصطفیٰ آدم ونوحاً وآل ابراهیم وآل عمران وآل یٰسین وآل محمد میں لفظ آل یٰسین وآل محمد کے الفاظ تفسیر ہیں یا تاویل ؟ اگر یہ سب کچھ تفسیر ہے تو اصول کافی کی دو روایتیں کیوں محمول بر تفسیر نہیں ؟ ذرا جواب تو دیجئے! اور پھر وہ الفاظ تو آپ کی کتابوں میں بھی آتے ہیں ـ

سنیئے ذرا غور سے سنیئے تفسیر دُرِّ منثور ـ جلد ۱ صـ۶۰ سے پڑھ رہا ہوں ؛

عن ابن عباس قال سالت عن رسول الله عن الکلمات التی تلقها آدم من ربه فتاب علیه قال سأل بحق محمد وعلی وفاطمه والحسن والحسین کہ وہ کلمات جو حضرت آدمؑ نے خدا سے سیکھے تھے وہ پنجتن پاک کے نام تھے ـ اور یہ ہے تفسیر کلمات کی جو کافی میں مذکور ہے ـ اگر یہ تفسیر ہے تو وہ بھی تفسیر ہے ـ

باقی جو آپ نے پیش کیا ہے کہ ان القرآن الذی بین الدفتین لیس بتمامه (تفسیر صافی) اس میں بھی آپ نے خیانت سے کام لیا ہے ـ حالانکہ اس کے آگے صاف لکھا ہے کہ ان روایات سے ثابت یہ ہوتا ہے کہ وہ سب ضعیف اور ناقابل قبول ہیں ـ کیونکہ قرآن مجید کا

دعویٰ ہے انه لکتاب عزیز لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه و قال انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون فکیف یتطرق الیه التحریف والتغییر کہ کلام مجید ایسی کتاب ہے کہ باطل نہ تو اس کے پیچھے سے داخل ہو سکتا ہے نہ آگے سے ـ کیونکہ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ ہم نے ہی اسے نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں ـ پس ان دونوں آیتوں کے ہوتے ہوئے قرآن مجید میں تحریف و تغیر کیسے راستہ پا سکتی ہے ـ مولوی صاحب ؟ افسوس کہ آپ اعتراض تو پڑھتے ہیں مگر جواب نہیں پڑھتے ـ حالانکہ صاف لکھا ہے کہ قرآن کو ناقص ماننے کا عقیدہ غلط ہے ـ

اور آپ نے جو عبارت مرأۃ العقول صـ۱۷۱ سے ان الاخبار عندی لصحه متواترة پیش کی ہے اس میں بھی عجیب چالاکی ، بے ایمانی اور تحریف لفظی و معنوی سے کام لیا ہے ـ

اوّل :- تو یہ عبارت اگر مرأۃ العقول کے صـ۱۷۱ پر دکھا دیں تو انعام کے قابل ہیں ـ

دوسرا :- الفاظ یہی ہوں ـ

تیسرا :- آگے اس کی تردید نہ ہو ـ

چوتھے :- مطلب یہی ہو

معلوم ہوتا ہے

مولوی محمد صدیق نے مرأۃ العقول دیکھی ہی نہیں

ورنہ اس طرح قطع و برید نہ کرتے ـ لیجئے اس سارے صفحہ میں زیادتی علی کتاب الله اگر آپ دکھا دیں تو آپ مستحق انعام ہیں ـ باقی رہی کمی سو اس کا جواب آپ کی تفسیر اتقان سے دے چکا ہوں ـ رہا تغیر سورتوں کے آگے پیچھے ہونے سے یا بعض آیات کے تقدم و تاخر سے واقع ہوا ہے ـ آپ کا دعویٰ تو تحریف کے باب میں تھا سو یہ روایات در باب تحریف ہیں ـ اچھا یہ وہ تغیر نہیں ہے جس کا ذکر بی بی عائشہ تفسیر اتقان جلد ۱ صـ۲۵ پر یوں فرماتی ہیں کہ :-

قالت قرأ فی مصحف عائشة ان الله وملٰئکته یصلّون علی النبیّ یا ایها الذین آمنوا صلّوا علیه وسلّموا تسلیما و

علی الذین یصلون الصفوف الاول قالت قبل ان یغیر عثمان المصاحف کہ مصحف عائشہ میں وعلی الذین یصلون الصفوف الاول کا فقرہ بھی تھا۔ جو موجودہ قرآن میں نہیں ہے۔ بی بی صاحبہ فرماتی ہیں کہ عثمان کے تغیر و تبدل کرنے سے پہلے قرآن میں ایسا ہی تھا گویا بی بی صاحبہ قرآن میں تغیر کی بھی قائل ہیں۔ یہ ہے آپ کے ہاں تغیر فی القرآن کی مثال مشتے نمونہ از خروارے۔ اگر جرأت ہے تو جواب دو۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ مرآۃ العقول ص۵۳۶ جلد۲ میں عبارت یہ ہے کہ :-

• عندی ان الاخبار فی ھذا الباب متواتر معنی الخ یعنی اول تو لفظ عندی سے ظاہر ہے کہ یہ ملا باقر مجلسی علیہ الرحمۃ کا انفرادی قول ہے جو سید المرتضیٰ علم الہدیٰ اور شیخ صدوق اور شیخ مفید اور شیخ ابو جعفر طوسیؒ جیسے بزرگوں کے سامنے کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ کیونکہ سید مرتضیٰ علم الہدیٰؒ فرماتے ہیں۔ کہ نقلوا اخبارًا ضعیفۃ ظنوا صحتھا (تفسیر صافی ص۱۱)۔ یعنی جتنے روایات درباب تحریف نقل ہوتے تمام ضعیف ہیں ــــ جن کو لوگوں نے اپنی غلطی سے صحیح گمان کیا ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ ھذا الباب سے کیا مراد ہے کمی یا زیادتی۔ اگر کمی ہے تو منسوخ آیات کے نکل جانے سے واقع ہو چکی ہے۔ اگر زیادتی ہے تو اس کا ثبوت پیش کرو۔ باقی رہا تواتر تو وہ معنوی ہے لفظی نہیں۔ اور آپ تواتر معنوی کا خلاف کرتے ہیں۔ جیسا کہ تفسیر اتقان جلد۱ ص۸ میں ہے کہ فھذہ الاحادیث تعطی التواتر المعنوی بکونھا قرآنا منزلا فی اوائل السور۔

• یعنی ان احادیث سے یہ بات بطور تواتر معنوی ثابت ہے کہ بسم اللہ قرآن ہر کر سورۃ کے شروع میں نازل ہوتی ہے۔ مگر آپ ہیں کہ پھر بھی اس کو قطعی قرآن نہیں مانتے اور اس کے منکر کو کافر نہیں سمجھتے۔ اور نمازوں میں بھی بالجہر نہیں پڑھتے۔ حالانکہ اس کو تواتر معنوی کے علاوہ منقول فی المصاحف ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ لہذا اس کے سامنے تواتر معنوی کی قدر مشترک کی کوئی حقیقت نہیں۔ اس کے بعد ملا محمد باقر مجلسیؒ کی یہ رائے اگر ہوتی بھی تو صائب نہ تھی۔ جیسا کہ علمی کا یہ قول باوجود اہل سنت راویٔ جماعت ہونے کے درباب تشابہات غلط ہے۔ دیکھئے آپ کے علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں لکل جواد کبوۃ ولکل عالم ھفوۃ کہ ہر گھوڑے کو کبھی نہ کبھی ٹھوکر لگتی ہے اور ہر عالم سے کبھی نہ کبھی غلطی بھی ہو جاتی ہے۔ حالانکہ دیکھئے اس مرآۃ العقول جلد۲ ص۵۳۹ پر اسکی رد موجود ہے انہ یوجب رفع الاعتماد علی القرآن کہ یہ روایات اس لئے غلط

ہے غلط ہیں کہ ان کے صحیح ماننے پر قرآن سے اعتماد اٹھ جاتا ہے اور ھکذا القرآن والمل بہ متواترا تو اور حالانکہ قرآن کریم اور اس پر ائمہ طاہرین کا عمل کرنا تواتر سے ثابت ہو لہذا ان کا تواتر معنوی عند المجلسی بھی غلط ثابت ہوا۔ باقی رہا آپ کا تفسیر فتح القدیر سے ان علیا مولی المومنین کے نوٹ کو تفسیر کہنا۔ یہ غلط ہے کیونکہ وہاں لفظ تفسیر نہیں۔ بلکہ لفظ قرأت موجود ہے اور تفسیر قرأت میں داخل نہیں۔ بلکہ وہاں تو صاف لکھا ہے کہ کنا نقرأ علی عہد رسول اللہ یعنی ہم حضور رسالتمآب کے زمانہ میں اس طرح اس آیت کو پڑھتے تھے۔ رہا

اصول کوحی کی نسبت آپ کا کہنا کہ عبارت کو کاٹ کر پیش کیا گیا ہے۔ یہ غلط ہے آپ ہی صحیح عبارت پیش کر دیجئے اور جواب دیجئے تاکہ عوام کو حق و باطل میں تمیز کرنے کا اسلام ہو اور اگر آپ کے پاس اصول کوحی نہیں تو ہم سے منگئے۔

ان کل آیۃ تخالف قول اصحابنا فانھا تحمل علی النسخ - آپ فرمایئے کہ اس میں کونسا لفظ ہے جس کو کاٹا گیا ہے۔ اسکا صاف مطلب یہ ہوا کہ ہر وہ آیت جو ہمارے صحابہ کے قول کے خلاف ہو منسوخ سمجھی جائیگی جس کی مثال شارح نے صاف لکھی ہے کہ :-

بقولہ تعالی ولرسولہ ولذی القربیٰ فی الآیۃ ثبوت سھم ذوی القربیٰ فی الغنیمۃ ونحن نقول تلسیخ ذلک باجماع الصحابۃ یعنی ولرسولہ ولذی القربیٰ کی آیت میں ذوی القربیٰ کے حصے کا ثبوت فی الغنیمۃ قرآن میں تو موجود ہے مگر ہم (اہل سنت) کہتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہو گئی ہے صحابہ کے اجماع سے۔

سبحان اللہ ! آپ کے صحابہ میں کتنی طاقت ہے کہ مل کر قرآنی آیات کو بھی منسوخ کر سکتے ہیں !

نوٹ از مؤلف :- آج وہ مل کر کیا نہ کر سکتے تھے۔ سب کچھ کر سکتے تھے مل کر اجماع سے قرآن کی آیات کو منسوخ کر سکتے تھے۔ مل کر اجماع سے سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کو حق پدری سے محروم کر سکتے تھے اور مل کر اجماع سے ہی بنت رسول اکرم کے دروازے پر لکڑیاں لا کر دھمکیاں دے سکتے تھے۔ بلکہ ہی کچھ جو ابنۃ رسول کے قتل کے منصوبے ہوں تو اجماع ہی کے طفیل ظہور میں آئے۔

افسوس! مسلمان کیا جانیں کہ اس اجماع کی اوٹ میں مسلمانوں نے اولادِ رسولؐ پر کیا کیا مصیبتوں کے پہاڑ ڈھائے۔ حتیٰ کہ آئمہ معصومین میں سے کسی کو بھی چین سے موت نصیب نہ ہوئی اور مسلمان بے گناہوں کے قتل پر اجماع کرتے رہے۔

کاش مسلمان غور کرتا

مُبلّغِ اَعظم نے فرمایا۔ باقی جو آپ نے یہ فرمایا ہے کہ بخاری شریف میں بما سواہ من القرآن کے جلانے کا ذکر ہے۔ جو کہ کھجوروں کے پتھوں پر لکھا ہوا تھا وہ بھی دھونے کے بعد" آپ کے اس ارشاد سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بخاری شریف کا مطالعہ نہیں فرمایا، لیجئے میں آپ کے شکوک رفع کرتا ہوں۔ یہ میرے ہاتھ میں بخاری جلد ملا ہے اس کے ملاکہ کی یہ عبارت اب ذرا غور سے سُننا کہ امر بما سواہ من القرآن فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق۔

اب اس کا ترجمہ میں نہیں کرتا بلکہ آپ اپنے مترجم اعظم مرزا حیرت دہلوی کی زبانی سُنیئے لکھتا ہے " اور حکم دیا کہ جو قرآنی مسودات تھے ان کو جلانے کا حکم دے دیا (ترجمہ بخاری جلد ۲ ص۲۹۶ مطبوعہ کراچی) اور آپ کے بزرگوں نے تو اس فعل سے قرآن اور کتابوں کو جلانے کا جواز نکالا ہے۔ دیکھئے بخاری شریف حاشیہ ۵ ص۷۴۶ کہ رخص بعض فی تحریق ما یجتمع عندہ من الرسائل فیھا ذکر اللہ کہ بعض نے ان رسائل کے جلانے کا جواز اس حدیث سے نکالا ہے جس میں اللہ کا ذکر ہو۔ اور سُنیئے آپ کے ایک اور بزرگ ابن بطال اسی صفحہ کے حاشیہ ۵ پر فرماتے ہیں۔ کہ ان کتابوں کا جلانا جائز سمجھتا ہوں جن میں اللہ کا اسم موجود ہو۔ اور طاؤس کی نسبت لکھا ہے کہ وہ ایسے رسائل روز جلایا کرتے تھے جن میں بسم اللہ لکھی ہوتی تھی۔ اور صحیح مسلم شریف شرح نووی جلد ۲ ص۲۹۳ تو ذرا ملاحظہ فرمائیے۔ لکھا ہے کہ و جواز احراق ورقتہ فیھا ذکر اللہ لمصلحۃ کما فعل عثمان والصحابۃ۔ کہ ان اوراق کا جلانا جائز ہے جن میں اللہ کا ذکر ہو۔ جیسا کہ حضرت عثمان نے کیا۔ اور ان کے پیرو و دیگر صحابہ نے۔

اور پھر ان کے ہاں قرآن کی بے ادبی اور بے احترامی کا سلسلہ یہاں ہی ختم نہیں ہوتا بلکہ ان کے بزرگوار فتاویٰ قاضی خاں کے ص۸۳ پر یہاں تک لکھ گئے ہیں کہ والذی رعف فلا یرقاء دمہ فارا دان یکتب بدمہ علی جبھتہ شیئا من القرآن قال ابو بکر الاسکاف یجوز قیل لو کتب بالبول قال لو کان فیہ شفاء لا بأس بہ۔

یعنی جس شخص کے نکسیر پھوٹے اور خون نہ ٹھہرے۔ پس اس نے ارادہ کیا کہ اس کی پیشانی پر نکسیر کے خون سے لکھا جائے۔ تو ابوبکر اسکافی نے کہا کہ جائز ہے۔ کہا گیا کہ اگر قرآن کو پیشاب سے لکھا جائے تو ابوبکر نے کہا کہ اگر اس میں شفا ہو تو کوئی حرج نہیں۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ افسوس، خداوند عالم تو اس پاک کتاب کے حق میں فرمائے کہ لا یمسہ الا المطھرون یعنی قرآن مجید خدائے قدوس کی طاہر و مطہر کتاب ہے اس کو ناپاک مت چھوئے لیکن مذہب اہلسنت اسکو پیشاب سے لکھنا جائز قرار دے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

اس توہین قرآن کی روایت سُن کر تو شیعہ و سُنی انگشت بدندان رہ گئے اور آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ افسوس جس مذہب میں قرآن کی یہاں تک بے ادبی کی لکھی ہے اس کے ناحق ہونے میں کیا شبہ باقی رہ گیا۔

باقی رہا جو آپ نے ابن ماجہ کی روایت کا جواب دیا ہے کہ قرآن سینوں میں محفوظ ہے وہاں تک بکری پہنچ سکتی ہے نہ گئی۔ تو فرمائیے کہ آیت رجم اور رضاعت کبیر والا قرآن کہاں ہے؟ کس سینہ میں ہے۔ یہ ہے آپکے ایمان بالقرآن کی حقیقت۔

نہ تم مشق ستم کرتے نہ ہم فریاد کیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

مناظر اہل سنت

حضرات! مولوی صاحب نے نہج البلاغہ اور تحفہ اثنا عشریہ کی عبارتیں پیش کر کے حقائق پر پردہ پوشی کی ہے۔ اگر مولوی صاحب نے حقیقت کی ترجمانی کی ہے تو مجھے بتائیں کہ تفسیر صافی کی اس عبارت کا کیا مطلب ہے۔ ان القرآن الذی بین اظہرنا لیس بتمامہ۔ یعنی وہ قرآن جو ہمارے سامنے ہے پورا نہیں ہے۔

اسی طرح مرآۃ العقول ص۱۱ ان الاخبار علی لقصہ متواترہ کیا ان عبارتوں کی موجودگی میں آپ چالاکیوں سے جیت سکتے ہیں۔ آپ کا نہ قرآن پر ایمان ہے اور نہ توحید پر ایمان۔

بعینہٖ عبارت سنیئے۔ تاریخ الائمہ ص۲۵ میں ہے (علی از ذات خود شے پیدا کرده) کیا اس شرک کے باوجود بھی تم اپنے کو ایماندار کہہ سکتے ہو۔ سچی بات تو یہ ہے کہ تم وہ ہو جس کے بارے میں حضور علیہ السلام نے حضرت علی سے فرمایا تھا۔ ھم شیعتک فسلم ولدک منھم ان یقتلو ھم کہ وہ تیرے شیعہ ہیں۔ پس اپنے بچے کو ان سے بچانا کہ وہ اسے قتل نہ کر ڈالیں۔ فروع کافی ص۲۲ جلد۲ معلوم ہوا کہ حسین کے قاتل بھی تم ہو۔

جلاء العیون ص۳۸۲ میں ہے کہ شیعوں نے میری نصرت سے ہاتھ اٹھا لیا۔ جلاء العیون ص۴۳۱ میں ہے۔ کہ قاتلانِ حسین شیعہ تھے۔

تقریر مناظر شیعہ

حضرت مبلغ اعظم نے بعد خطبہ پھر آیۃ (ان من شیعتہ لابراھیم) کی آیت کو تلاوت کیا اور فرمایا کہ حضرات! مذہب شیعہ حضرت ابراہیم سے شروع ہوا جیسا کہ پہلی تقریروں میں ثابت کر چکا ہوں۔ اگر یہ یہودیوں کا مذہب ہوتا تو نبی کریم شیعوں کو جنتی نہ فرماتے۔ پھر دیکھو تفسیر فتح القدیر، صواعق محرقہ اور تفسیر ابن جریر کے حوالے۔

شیعہ تو کشتی نوح میں سوار ہیں

بھلا کشتی نوح کو دوزخ سے کیا واسطہ؟ باقی رہا عبداللہ بن سبا کا جلانا سو صحیح ہے کون انکار کرتا ہے۔ کیونکہ اس نے آپ کے صوفیاء کی طرح حضرت علی کو خدا کہا تھا جو اسکی سنت پر چل کر انا الحق کے نعرے مار کر قتل ہوتے رہے ہیں۔ لیکن کوئی شیعہ آج تک الوہیت کا دعویٰ کر کے قتل نہیں ہوا۔ سب آل محمد علیہم السلام کی حمایت میں ہی شہید ہوتے رہے ہیں انا الحق کا دعویٰ کرنیوالا بفضلہ تعالیٰ شیعوں میں کوئی نہیں گزرا۔

رہا کشی میں لفظ قال بعض ہے کہ بعض مخالفین کا یہ قول ہے۔ سو اس میں مخالف حجت نہیں۔ باقی یہ جو کہا جاتا ہے کہ تاریخ الائمہ ص۲۵ میں ہے کہ علی کی ذات خود شے پیدا کرنیوالی ہے۔ اس کی اصل عبارت پیش کرو (مگر مولوی محمد صدیق صاحب عبارت پیش نہ کر سکے) فرمایا

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ یہ تو تمہارے جامی صاحب فرماتے ہیں کہ

علی داں علی کل شئی قدیرا

جیسا کہ میں خود پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں۔ رہا آپ کا یہ قول کہ فسلم ولدک منھم ان یقتلو ھم یعنی تیں اپنے بچوں کو ان سے بچا تا کہ وہ انہیں قتل نہ کر ڈالیں۔

چوری اور سینہ زوری ہے۔ امانت میں خیانت اور عوام کو دھوکہ دینا۔ اسی لئے آپ نے ساری روایت پیش نہیں کی تاکہ آپ کا دھوکہ کھل نہ جائے۔ لیجئے میں پوری عبارت پیش کرتا ہوں سنیئے:۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قول اللہ عزوجل
فاما ان کان من اصحاب الیمین فسلام لک من اصحاب الیمین
فقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھم شیعتک
فسلم ولدک منھم ان یقتلوھم۔

یعنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ قولِ باری تعالیٰ میں اگر مُردہ اصحاب یمین سے ہے۔ پس سلامتی ہے واسطے اصحاب یمین کے روزِ قیامت جن کے دائیں ہاتھ میں اعمال نامے ہوں گے۔ رسُولِ خدا نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ اصحاب یمین سے مراد تیرے شیعہ ہیں۔ پس تیرے واسطے ان کی طرف سے سلامتی ہے۔ کیونکہ تیرے بچوں کے لئے وہ قاتل نہیں ہیں۔ بلکہ تیرے دشمن قاتل ہیں۔ تیرے شیعہ تو تیرے اہل بیت کے معاون و مددگار رہیں۔ پس تیرے واسطے انہی کی طرف سے سلام ہے کیونکہ تیرے اہل بیتؑ ان کے ہاتھ اور زبان سے بچا دیئے گئے ہیں۔

اگر شیعہ قاتل ہوتے تو وہ

اصحاب یمین کیوں ہوتے

اور قرآن پاک میں اصحاب یمین کی اصحاب شمال کے مقابلہ میں تعریف کیوں آتی فرمایئے اصحاب یمین تو شیعوں کا نام ہے۔ قاتلِ امام کا جنّت کے ساتھ کیا تعلق؟ مگر آپکا فریب وہی کے قرباں۔ جس طرح آپ نے نصف روایت کو کھایا اور باقی نصف کا ترجمہ بدل دیا وہ آپ ہی کا حصّہ ہے۔

گر ہمیں مکتب است و ایں مُلّاں
کارِ طفلاں تمام خواہد شُد

باقی رہا جلاء العیون ص۴۳۱ سے آپکا یہ کہنا کہ قاتلانِ امام حسینؑ شیعہ تھے یہ بھی آپ کا دروغ بے فروغ ہے اور کھلی ہوئی بے ایمانی۔ اگر آپ وہاں یہ لفظ دکھا دیں

کہ قاتلانِ حسینؑ شیعہ تھے تو آپ کو مبلغ پانصد روپیہ انعام دیتا ہوں۔ ورنہ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن اور اگر خط لکھنے سے استدلال ہے تو فرمایئے تو بتلایئے کیا حضرت امام حسینؑ کو تو شیعہ خط لکھ رہے تھے لیکن یزید کو کس نے خط لکھا کہ امام حسینؑ کوفے میں آرہے ہیں؟ کہیں یہ بزرگوار

آپ کے صحابی عشرہ مبشرہ والے کے فرزندِ ارجمند عمرؓ بن سعد

تو نہیں ہیں؟ اور مدینہ میں امام حسینؑ علیہ السّلام سے بیعت طلب کرنے والا کون ہے کیا آپ کا چھٹا خلیفہ یزید بن معاویہ تو نہیں؟ جب دربار ابن زیاد میں امام مظلوم کا سرِ اقدس کٹ کر آیا تو آپ کے جلیل القدر بزرگ انس بن مالک جیسے لوگ کرسیوں پر جلوہ افروز نہ تھے؟ کربلا سے لیکر شام تک اور شام میں سرِ مبارک سیّد الشہداء علیہ السّلام کس کے دربار میں پیش ہوا؟ کیا اُسی کے تو نہیں جس کی بیعت بقول آپ کے خلیفہ زادہ عبداللہ بن عمر بن خطاب اللہ و رسولؐ کی بیعت ہے۔ سیدھی بات کیوں نہیں کہتے کہ حکم یزید سے حسینؑ قتل ہوئے؟ یزید اگر شیعہ ہے تو شیعہ قاتل اور سُنی ہے تو سُنی قاتل۔ مگر شیعہ تو یزید پر لعنت کرتے ہیں بلکہ اس کے بزرگوں پر بھی۔ مگر آپ کے ہاں یہ کیوں لکھا گیا۔

فلم یلعن یزیدا بعد موت
سوی المکثار فی الاغواء غالی (قصیدہ امالی سنقرحوی)

کہ یزید پر آج تک سوائے گمراہوں اور غالیوں کے کسی نے لعنت نہیں کی۔ اگر شیعہ قاتل تھے تو پھر وہ کون سے شیعہ تھے جن کو آپ کی تاریخ طبری کا یہ کہہ رہا ہے کہ وہ معرکہ کربلا میں حسینؑ کے مددگار رہے اور بعد قتل ان کے سر کٹ کر دربار یزید میں پہنچے۔ اور کون تھا جس کو عذرہ ابن قیس نے میدان کربلا میں کہا کہ یا زھیر ما کنت عندنا من شیعۃ اھل ھذا البیت اما کنت عثمانیا قال افلست تستدل بموقف ھذا انی منھم۔

کہ اے زہیر ہمارے خیال میں تو تو آلِ محمدؐ کا شیعہ نہیں تھا۔ تو تو عثمانی ہوا کرتا تھا۔ تو زہیر نے جواب دیا کہ مجھے میرے اس مقام میں کھڑا ہونے سے بھی معلوم نہ ہوا کہ

میں شجاعانِ آلِ محمدؐ سے ہوں۔ دیکھو یہ ہے میرے ہاتھ میں تاریخ طبری جلد ۶ صفحہ ۲۵۷ اور فرمایئے۔ یہ کون تھا جس نے معرکۂ کربلا میں نصرتِ امامؑ میں کھڑے ہو کر یہ کہا کہ انا البجلی انا علیٰ دین علیؑ کہ میرا نام بجلی ہے اور میں دینِ علیؑ پر ہوں اور وہ مزاحم بن حریث۔ کون تھا جس نے اس کے مدِ مقابل یزید کی حمایت میں یہ کہا کہ انا علیٰ دین عثمان۔ یعنی میں عثمان کے دین پر ہوں۔ دیکھئے تاریخ طبری جلد ۶ صفحہ ۲۴۹ اور فرمایئے یہ کون تھے؟ جس کی نسبت آپ کی مستند تاریخ طبری کہتی ہے دیکھئے جلد ۶ صفحہ ۲۶۴ کہ زحر بن قیس نے یزید کو یوں خوشخبری سنائی کہ ابشر یا امیر المومنین بفتح اللّٰہ ونصرہ ورد علینا الحسین بن علی فی ثمانیۃ عشر من اھل بیتہ وستین من شیعتہ فسرنا علیھم الخ

یعنی بشارت ہو اے امیر المومنین اللہ کی فتح و نصرت کی۔ حسینؑ بن علیؑ اٹھارہ بنی ہاشم اور ساٹھ اپنے شیعوں کے ہم پر وارد ہوئے۔ ہم نے ان پر سوال کیا کہ حکمِ امیر تسلیم کرو یا لڑائی کو اختیار کرو۔ پس انہوں نے تسلیم کی بجائے لڑائی کو ترجیح دی۔ ہم سورج کے طلوع ہوتے ہی ان پر ٹوٹ پڑے اور ہر طرف سے ان کا احاطہ کر لیا۔ حتیٰ کہ تلواریں ان کے سروں پر برسنے لگیں۔ وہ ٹیلوں اور گڑھوں میں پناہ لیتے پھرتے تھے جیسے کبوتر شکرے سے پناہ تلاش کرتا ہے۔ پس خدا کی قسم اے امیر المومنین! اتنی دیر لگی ہو گی جتنے میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کر دیا جاتا ہے یا دوپہر کا قیلولہ ہوتا ہے حتیٰ کہ ہم ان کے آخری کے سر پر آ گئے۔ پس ایلو! ان کے جسم برہنہ پڑے ہیں۔ ان کے لباس ریگ آلودہ اور رخسار خاک آلودہ ہو گئے۔ سورج کی دھوپ ان پر چمکتی ہے۔ ہوائیں ان پر چلتی ہیں۔ جنگل کے درندے ان کے زوار ہیں۔ پسر عبید اللہ بن زیاد نے حسینؑ کی بچیوں اور بیٹیوں کو برہنہ پشت اونٹوں پر سوار کر کے اور علیؑ بن حسینؑ کی گردن میں طوق پہنا کر آپ کے پاس بھیج دیا۔

الغرض مبلغ اعظم نے تاریخ طبری سے امامِ مظلوم اور ان کے شیعوں کی شہادت کو کچھ ایسے طریقے سے ادا کیا کہ اپنے بیگانے سب متاثر ہو گئے۔ (مؤلف)

پھر آپ نے تاریخ طبری کا یہ فقرہ پڑھا کہ ولما قتل الحسین بن علی جئی برؤس من قتل معہ من اھل بیتہ وشیعتہ وانصارہ۔ یعنی جب

حسین علیہ السلام قتل ہوئے تو ان لوگوں کے سر لائے گئے جو آپ کے ساتھ اہل بیت سے اور آپ کے شیعوں سے اور مددگاروں سے قتل ہوئے۔ بطرف عبید اللہ بن زیاد کے۔

جس کے بعد آپ نے فرمایا کہ حضورؐ! شیعہ قاتل نہیں بلکہ مقتول ہیں۔ قاتل تو یزید کے حامی ہیں جو آج ذکرِ حسینؑ اور آپ کی تعزیہ داری کو روکتے ہیں۔ تاکہ کسی طرح لوگوں کو نواسۂ رسولؐ کے قاتلوں کا صحیح پتہ نہ چل سکے۔

تقریر مناظر سنی

حضرات! آپ نے دیکھ لیا کہ مناظر اہلِ تشیع نے میری پیش کردہ عبارتوں کا قطعاً جواب نہ دیتے ہوئے مطاعن سے کام اپنا شروع کر دیا۔ این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔ پچھلے دلائل مولوی صاحب پر بطور قرض باقی تھے ہی کہ اب یہ بھی ان کے ساتھ مل گئے۔ مجھے یقین ہے کہ قیامت تک اس سے جواب نہ بن سکے گا۔ خیر بہرحال ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کی ہر بات کا جواب دیں۔

فتح القدیر کی عبارت میں جس عبارت کا حوالہ دیا گیا ہے وہ ایک قسم کے تفسیری نوٹ تھے۔ وہاں یہ موجود نہیں ہے کہ وہ قرآن کی آیت اس طرح نازل ہوئی تھی۔

اصول کرخی کی آیت کو کاٹ کر پیش کیا گیا ہے۔ بخاری شریف میں ماسوا الا من القرآن کے جلانے کا ذکر ہے جو کہ کھجوروں کے پتھروں پر لکھا ہوا تھا اور وہ بھی اصول کے بعد جیسا کہ مسئلہ ہے، نہ کہ بغیر الفصل۔

ابن ماجہ کی روایت پیش کر کے مناظر صاحب بڑے خوش ہو رہے ہیں حالانکہ قرآن کو خدا نے سینوں میں محفوظ رکھ دیا ہے جہاں بکری نہ پہنچ سکے۔ اور کیا ہمارے جہاں میں صرف وہی قرآن تھا۔ مولوی صاحب کیا کچی باتیں کرتے ہیں۔

اچھا اب پھر موضوع کی طرف آتا ہوں۔ تفسیر علامۃ المنہج میں ہے جو ایک دفعہ ختم کرے تو اس کو درجہ امام حسنؑ کا ملے اور دو دفعہ سے درجہ امام حسینؑ، تین ختم کرنے سے

دربد مولا علیؑ کا اور چار متعے کرنے سے درجہ رسولِ مقبولؐ کا۔ سبحان اللہ زناسے تم درجات علیا کو برابر کر دیا۔ کیا اب بھی تمہارے بے ایمان ہونے میں شبہ ہے۔

تقریرِ مناظرِ شیعہ

بعد خطبہ مبلغ اعظم مدظلہ نے فرمایا، حضرات! سُنّی مناظر اصل موضوع کو ثابت نہیں کر سکا۔ لہٰذا ادھر اُدھر ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ اصل موضوع ہے "شیعہ کا ایمان اور اسلام" مسئلہ متعہ موضوع نہیں ہے۔ مگر مولوی محمد صدیق صاحب کے ہاتھ پہلے ہی جب کچھ نہیں رہا تو متعہ کا مسئلہ چھیڑ بیٹھے۔ مگر بھئی میں اس کا بھی جواب دیئے دیتا ہوں۔

اوّلاً تو متعہ قرآن مجید سے ثابت ہے فما استمتعتم به منهن فاتو هن اجورهن فريضه (پ۔ سورہ نساء) یعنی پس جو متعہ کیا تم نے ساتھ اُس کے اُن عورتوں میں سے پس دیدو تم اُن کو اجر اُن کے جو مقرر ہوئے۔

کُتبِ اہلسنّت سے متعہ کے ثبوت

اہلِ سنّت کی تفسیروں میں لکھا ہے کہ یہ آیت درباب متعہ نازل ہوئی ہے۔ دیکھئے تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۱۹۵ کی عبارت پڑھتا ہوں سنئے! ان المراد بهذه الآية حكم المتعة کہ مراد اس آیت سے حکم متعہ ہے اور تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۴۷۴ کی عبارت بھی سن لیجئے قد استدل بعموم هذه الآية على نكاح المتعة کہ اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے اوپر نکاح متعہ کے اور یہ دیکھئے تفسیر بیضاوی جلد ۱ صفحہ ۲۱۱ نزلت الآية في المتعة کہ یہ آیت متعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اس کے بعد آپ نے مسلم شریف جلد اوّل صفحہ ۴۵۱ سے یہ حدیث پیش کی کہ رخص لنا ان تنكح المراة بالثوب الى اجل ثم قرء عبد الله يا ايها الذين امنوا لا تحرموا طيبات ما احل الله لكم ولا تعتدوا ان الله لا يحب المعتدين۔

کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ہم کو کپڑا دیکر نکاح متعہ کرنے کی اجازت دیدی۔ پھر عبداللہ نے یہ آیت پڑھی۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے لوگو! جو ایمان رکھتے ہو۔ خدا کی حلال کردہ پاک چیزوں کو حرام نہ کہو۔ اور اللہ کی حدود سے آگے نہ بڑھو۔ اب صحیح مسلم کی دوسری حدیث بھی سن لیجئے۔ کہ قال اخرج علينا منادى رسول الله فقال ان رسول قد اذن لكم ان تمتعوا يعنى متعة النساء۔

کہ حضورؐ کے منادی نے ندا دی کہ تحقیق رسولِ خدا نے تم کو متعہ کرنے کا اذن دیدیا ہے یعنی متعۃ النساء۔ عورتوں سے متعہ۔

پھر مبلغ اعظم نے اہل سنّت کی تفسیر ابن جریر جلد ۵ صفحہ ۹ مطبوعہ مصر سے حضرت علی علیہ السّلام کا یہ قول پیش کیا کہ قال على عليه السلام لولا ان عمر نهى عن المتعة ما زنى الا شقى۔ کہ اگر عمر متعہ کو منع نہ کرتا۔ تو سوائے شقی ازلی کے کوئی زنا نہ کرتا۔ اور فرمایا کہ آپ کا متعہ کو زنا کہنا غلط ہے۔ کسی تفسیر یا حدیث سے متعہ بمعنی زنا دکھائیے؟ باوجود اصرار شدید کے مولوی محمد صدیق صاحب اس کو زنا ہی کہتے رہے اور بے حیوں کی طرح خواہ مخواہ بے ایمان کہہ کر اپنا ایمان تباہ کرتے رہے۔ (مؤلف)

مبلغ اعظم نے فرمایا، مولوی محمد صدیق صاحب! ذرا توجہ فرمائیے۔ میرے ہاتھ میں تفسیر مظہری جلد ثانی ہے۔ اس کے صفحہ ۸۵ سورۂ نساء سے روایت سنیئے۔ روى النسائى والطحاوى عن اسماء بنت ابى بكر قالت فعلناها على عهد رسول الله۔

کہ حضرت اسماء ابوبکر کی بیٹی فرماتی ہیں کہ ہم نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں خود متعہ کیا ہے۔

اب فرمائیے مولوی محمد صدیق صاحب کہ حضرت ابوبکر کی بیٹیاں بھی رسولِ خدا کے زمانے میں متعہ کیا کرتی تھیں یا زنا کیا کرتی تھیں۔ اگر متعہ کیا کرتی تھیں تو تم ان کے دل کو کیوں دکھاتے ہو۔ کچھ تو شرم کرو خلیفہ اوّل کی بیٹیوں کی عصمت پر حملہ نہ کرو۔

اَب تو متعہ کو زنا نہ کہو گے!

بس پھر کیا تھا سُنّی مناظر کے طوطے اُڑ گئے ۔ دنیا اس کی حماقت پر ہنسنے لگی اور تالیاں بج گئیں۔ سُنّی علماء ایک دوسرے کو خود ہی ملامت کرنے لگے ۔ ایک کہتا کہ جب پہلے ہی مولوی محمد صدیق سے کہا تھا کہ متعہ کا مسئلہ نہ چھیڑنا ۔ تو اس نے ایسا کیوں کیا دوسرا کہتا تھا کہ سخت غلطی کی ۔ تیسرا کہتا تھا ، خواہ مخواہ شرمساری اُٹھانا پڑی ۔ اور صدر محترم حضرت لال حسین صاحب اختر بعد رح رواں تحریک ختم نبوت مارے شرمندگی کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر اپنا چہرہ چھپانے کی بے سُود کوشش میں مصروف نظر آ رہے تھے ۔

اس روایت کے پیش ہونے پر سُنّی مذہب کی عوام پر حقیقت کھل گئی ۔ اس شرمندگی سے بچنے کے لئے سُنّی علماء نے شیعہ مناظر سے کتاب طلب کی ۔ جب کتاب پیش کی گئی تو اس عبارت کو دیکھ کر رہے سہے ہوش و حواس بھی جاتے رہے اور ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے ۔ تاکہ کہیں سے چلّو بھر پانی میسّر آئے تو ڈوب کر اس ندامت سے خلاصی کرائیں ۔ مگر آگے ہوئے الفاظ واپس نہ ہو سکتے تھے ۔ بالآخر سُنّی مناظر اپنے پرانے حربے یعنی ڈھٹائی کو بروئے کار لا کر "مرتا کیا نہ کرتا" یوں گویا ہوا ۔

تقریر مناظر اہل سُنّت

متعہ کرنا اور بات ہے ۔ اس کا درجہ درجات پاکیزہ کے برابر ماننا دین میں جسارت ہے اگر آپ کے پاس جواب ہے تو مولوی اسمٰعیل صاحب جلد بتا دیں ۔

لیجئے ! یہ میرے ہاتھ میں مسلم شریف ہے ۔ اس میں متعہ تا قیامت حضور اکرمؐ نے حرام قرار دیا ہے ۔

تقریر مناظر شیعہ

حضرات ! سچ ہے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ۔ میں پھر وہی بات عرض کرتا ہوں

کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا متعہ کو پاکیزہ سمجھ کر کرتی تھیں یا گناہ سمجھ کر ۔ اگر گناہ سمجھ کر کرتی تھیں تو پھر ان کی پاکدامنی کہاں ؟ اور اگر پاکیزہ سمجھ کر کرتی تھیں تو اعتراض کیسا ؟ مولوی صاحب کی حالت پر مجھے خود رحم آتا ہے ۔ اب ان کو متعہ کے خلاف تو کوئی دلیل نہیں ملتی ۔ اس لئے فرماتے ہیں کہ متعہ کرنا اور بات ہے اور پاکیزہ ماننا اور بات ۔ یہ ان کے اوچھے ہتھیار ہیں اور صحابہ کرام کی بہو بیٹیوں پر حملہ ہے ۔ اگر یہ کام پاکیزہ نہ ہوتا تو کرتی کیوں ؟

مولوی محمد صدیق صاحب کے پاس اگر کوئی جواب ہوتا تو وہ ضرور دیتے ۔ جب متعہ کے درجات تو متعہ جو چیز بحکم خدا و رسولؐ و آئمہ طاہرین علیہم السّلام ثابت ہوتا ہے تو اس کے درجات کیوں نہ ہوں ۔ اور خصوصیت یہ ہے کہ جب عمر نے اس کو مٹانا چاہا تو اس کے زندہ کرنے کا ثواب کیوں نہ ہو ؟ جب کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے (دیکھئے مشکوٰۃ شریف ص ۳۰)

من تمسّك بسنّتی عند فساد امّتی فله اجر مائة شهید

کہ جس نے میری سُنّت کو پکڑا فسادات کے وقت پس اس کے لئے سو شہید کا ثواب ہوگا ۔

باقی رہ گیا لفظ درجہ سو اس کا مطلب مولوی محمد صدیق صاحب کیا جانیں ۔

دیکھئے ترمذی شریف ص ۶۱۹

انّ النّبی اخذ بید حسنؑ و حسینؑ وقال من احبّنی واحبّ هذین واباهما وامّهما کان معی فی درجتی یوم القیامة ۔

"حضورؐ نے حسنؑ اور حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا ۔ کہ جس نے مجھ سے محبت کی اور ان دونوں کے ماں اور باپ سے محبت کی تو وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا ۔

فرمائیے ! اس حدیث کا کیا مطلب ہوا ۔ کہ کیا وہ شخص رسولؐ بن جائے گا ؟ یا یہ مطلب ہے کہ وہ قرب رسولؐ میں ہوگا ۔ اگر اس کے معنے قرب رسولؐ کے ہیں تو پھر متعہ والی روایات میں قرب کا مطلب کیوں نہیں لیا جاتا ۔ کہ در باب متعہ عمر کو چھوڑ کر حکم متعہ کو ماننے والا شخص محمدؐ و آل محمد علیہم السّلام کے قرب میں ہوگا ۔ کیونکہ اس نے ان کے مذہب کی تائید کی اور بدعت عمری کا ستیاناس کیا ۔ اور یہی مطلب حضور پُرنور نے مشکوٰۃ شریف کے ص ۳۰

پر صاف اور واضح طور پر فرمایا ہے کہ من احب سنتی فقد احبنی کان معی فی الجنة (رواہ الترمذی)۔ کہ جس نے میری سنّت سے محبت کی وہ میرے ساتھ ہوگا۔

حضرات! یہ ہے درجے کا مطلب شاید اسی درجہ کی اُمید میں حضرت اسماء بنت ابی بکر نے متعہ کیا ہو۔ باقی رہا آپ کا یہ کہنا کہ مسلم شریف میں ہے کہ متعہ تا قیامت حرام ہے تو حضور! اوّل تو صحیح مسلم تمہاری اپنی کتاب ہے۔ اگر جرأت ہے تو کسی شیعہ کتاب سے پیش کرو۔ کیونکہ دلیل ہمیشہ مسلمات خصم سے دی جاتی ہے۔ اصول مناظرہ کو کیوں چھوڑتے ہو۔ اگر مسلم شریف کے مطابق تا قیامت متعہ حرام ہوگیا تھا۔ تو رسول خدا کے بعد صحابہ کرام حضرت ابوبکر کے عہد میں اور نصف خلافت حضرت عمر تک مٹھی مٹھی آٹے اور کھجوروں پر کیوں کرتے رہے۔ ذرا آنکھیں کھول کر اپنی صحیح مسلم جلد اوّل ص۴۵۱ کی یہ روایت دیکھو۔ سنئے اخبرنی ابوالزبیر قال سمعت جابر بن عبد الله یقول کنا نستمتع بالقبضة من التمر والدقیق الایام علی عهد رسول الله و ابی بکر حتی نهی عنه عمر فی شان –

"کہ حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں۔ کہ ہم زمانۂ رسول خدا اور خلافت ابی بکر میں برابر متعہ کرتے رہے۔ حتیٰ کہ عمر نے اپنی کسی مصلحت سے اس کو منع کر دیا"

پس پھر کیا تھا۔ مولوی محمد صدیق صاحب سے کوئی جواب بن نہ پڑا۔ آخری پانچ منٹ بھی ملے۔ مگر یوں رحم و کرم کی اپیل کر کے بیٹھ گئے کہ بھائیو! مناظرہ بخیر و خوبی ختم ہوگیا۔ خدارا نعرے نہ لگانا اور تالیاں نہ بجانا۔ مگر شیعہ جوش مسرت سے فرزہ سکے نعرے لگائے اور قصائد پڑھے۔ مبلغ اعظم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مدظلہ کے گلے میں تقریباً تین صد روپیہ کا ہار پرو کر ڈالا گیا۔

اسی وقت مندرجہ ذیل افراد نے شیعہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ اور سید مظفر علی شاہ صاحب بخاری دام اقبالہ باوجود سُنی ہونے کے مولوی محمد صدیق صاحب کی لاجوابی، خفت اور بے اعتدالی دیکھ کر ان کو چھوڑ گئے اور شیعہ مناظر کی تہذیب، تعلیم اور مذہب حقہ کے دلائل سے بہت متاثر ہوئے۔ مبلغ اعظم کے گلے میں سادات بڈھہ اکبر شاہ نے مبلغ تین روپیہ کے نوٹوں کا ہار ڈالا۔ عوام نے فرط خوشی سے

فلک شگاف نعرے لگائے۔

۱۔ حافظ عبدالرحمٰن صاحب ساکن واہی جمن شاہ۔ فارغ التحصیل مدرسہ دارنی۔
۲۔ جُھنڈہ قوم کھوابرہ۔ ۳۔ غوثوں کھوابرہ ولد جندوڈہ۔ ۴۔ برکت علی پنجابی۔
۵۔ اللہ بخش ولد جام دین۔ ۶۔ جمال ساکن بستی گل محمد۔ ۷۔ جام مقبول ساکن واہی جمن شاہ۔ ۸۔ جام قابل ساکن۔ ۹۔ جام کبیر حسین ساکن باگوں۔ ۱۰۔ بڑے بڑے عالم اہل سنّت والجماعت کے نام مصلحتاً نہیں دیئے گئے۔ علاقہ غازی پور۔ حلقہ جمعہ عباسیاں ریاست بہاولپور میں تقریباً ۱۲۵ گھر تبولیت مذہب حقہ کا اعلان کر چکے ہیں۔

اہلحدیث حضرات سے

ایک اور مناظرہ

یہ مناظرہ بتاریخ ۲۶ دسمبر ۱۹۷۵ء بمقام لامبڑے متصل منڈی مریدکے ضلع شیخوپورہ میں جماعت اہل حدیث سے ہوا۔ کوٹ سماباں میں مولوی محمد صدیق صاحب کی شکست سے اہل حدیث طبقہ مایوس ہو چکا ہوا تھا۔ لہٰذا آپ کی ترجیح حافظ عبدالقادر صاحب روپڑی جو بڑے علماء اہل حدیث کی معیت میں اور اپنے شیخ الحدیث جناب مولوی عبداللہ صاحب روپڑی کے زیر سایہ شیعہ مناظر حضرت مبلغ اعظم مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مدظلہ کے مقابلہ پر تشریف فرما تو ہوئے۔ مگر آپ خالق کی کرنی کے باوجود مولوی محمد صدیق صاحب سے بھی پست ہمت ثابت ہوئے۔ مختصر رپورٹ درج ذیل کی جاتی ہے:۔

موضع لامبڑے ایک گجروں کا موضع ہے جس کے واحد مالک چوہدری حاجی سلطان خان صاحب ہیں۔ اس مناظرہ کی ابتدا یوں ہوئی کہ چوہدری ولی محمد راجپوت ساکن بھٹیاں ضلع شیخوپورہ کو عالی جناب مستغنی الالقاب حاجی سلطان خان صاحب گجر رئیس اعظم لامبڑے نے اس کو شیعہ ہونے کی وجہ سے بہت ہی سخت سست کہا۔ حتیٰ کہ اس کو شیعہ ہونے کی وجہ سے اسلام سے خارج کرنے کی کوشش کی۔ اور چوہدری ولی محمد چونکہ بے علم تھا۔ لہٰذا مولوی صاحب کے حملہ کی تاب نہ لا سکا اور کہا کہ میں کوئی مولوی نہیں ہوں۔ اگر ہمارا

کوئی عالم ہوتا تو آپ کی ہر بات کا جواب دے دیتا۔ اس پر جناب چوہدری سلطان صاحب رئیس اعظم لامشرے نے از راہِ مراسم شاہانہ و آدابِ خسروانہ فرمایا کہ لڑو جھگڑو نہیں ہم اگرچہ سُنّی ہیں لیکن ہم جانبین کا خرچ برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اپنے اپنے علماء کو بلا کر ہماری کوٹھی پر مناظرہ کر کے مسائل کا تصفیہ کروالو۔ ہم خرچ بھی برداشت کریں گے اور انتظام بھی کریں گے اور انشاء اللہ انصاف بھی کریں گے۔ اس پر چوہدری ولی محمد اور مولوی محمد بشیر امام مسجد اہل سُنّت نے اپنے اپنے علماء بلانے کا انتظام کیا اور مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۵۲ء تاریخ مقرر ہوئی جس پر اہل حدیث کے تقریباً درجن بھر علما پہنچ گئے جن میں حافظ عبداللہ روپڑی اور حافظ عبدالقادر اور حافظ عبدالرحیم کے خصوصاً اسمائے گرامی قابلِ ذکر ہیں۔ اور شیعہ کی طرف سے چوہدری ولی محمد کی ہزار تگ و دو کے باوجود صرف مبلغ اعظم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب ہی میدانِ مناظرہ میں پہنچ سکے۔

اس مناظرہ کیلئے چار موضوع مقرر ہوئے تھے:۔

۱۔ اُمّ المومنین حضرت عائشہ اور اعتراضاتِ شیعہ
۲۔ خلافت اصحابِ ثلاثہ
۳۔ مسئلہ متعہ
۴۔ مسئلہ ماتم حسین علیہ السلام

وقت مقررہ پر علماء اہل حدیث جنگ جمل، اور سورۂ تحریم اور مسئلہ متعہ سے اپنی دور اندیشی کے پیش نظر ویسے ہی جواب دے گئے اور مسئلہ خلافت سے بھی بھاگتے تھے مگر مبلغ اعظم نے کہا کہ حضرات! کم از کم دو موضوع تو ہوں لیکن وہ اپنی دریاب بدعت اور شرک خاص تیاری کے ماتحت صرف مسئلہ ماتم پر ہی بحث کرنا چاہتے تھے۔ مگر بعد مشکل لوگوں کے اصرار سے مسئلہ اصحاب ثلاثہ زیر بحث آیا۔ مگر پھر ان کی خلافت کے اثبات سے پہلو تہی کرتے رہے اور صرف ایمانِ ثلاثہ پر بحث کرنا چاہتے تھے مگر مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! آپ ان کے ایمان کو کیوں زیر بحث لاتے ہو۔ اگر خلافت راشدہ ثابت ہوگی تو سب کچھ ثابت ہو جائے گا۔ کیونکہ خلافت کے لئے ایمان کامل شرط اول ہے (۱) اگر وہ خلافت پر قبضہ نہ کرتے علی علیہ السلام سے بجبر بیعت نہ مانگتے۔ (۲) سیّدہ ناراض نہ ہوتی۔ (۳) واقعہ احراق۔ (۴) اور قرطاس ہوتا تو شاید

ہم ان کے اعمال سے تعرض بھی نہ کرتے۔ فساد و فتنہ کے سد اور مری مسئلہ خلافت [illegible] لوگوں کے بعد اصرار سے ان کو منوایا گیا۔ مگر جس طرح پہلے وہ روتے تھے وہی چیخ ان کی خلافت ثابت نہ کرسکے۔ پھر اس پر بڑی بحث ہوئی کہ مسئلہ ماتم پر بحث مقدم ہونی چاہیئے یا مسئلہ خلافت پر علمائے اہل حدیث اس پر بضد تھے کہ پہلے ماتم پر بحث ہو۔ مبلغ اعظم نے فرمایا کہ پہلے مارو تو سہی! روئیں گے بعد میں۔ مسئلہ ماتم کسی طرح بھی مسئلہ خلافت پر مقدم نہیں ہو سکتا نہ طبعاً نہ شرعاً نہ اصولاً نہ تمہاری سابقہ فہرست کے مطابق۔ چنانچہ انہوں نے مسئلہ خلافت مانا اور مقدم کیا۔ ۲۶ دسمبر وقت پونے گیارہ بجے مناظرہ شروع ہوا۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ شریک ہوئے۔ صدر مناظر منتظم مقرر ہوئے۔ چنانچہ حسب ذیل تقرر ہوا۔

مناظر از جانب اہلحدیث حافظ عبدالقادر صدر۔ حافظ ابراہیم صاحب معاون حافظ عبداللہ صاحب۔ مناظر از جانب شیعہ مبلغ اعظم مدظلہ العالی مولانا محمد اسمٰعیل صاحب صدر مولوی دین محمد صاحب واعظ ساکن اچھرہ لاہور۔ منتظم حاجی سلطان خان صاحب کے فرزندانِ گرامی۔ خصوصاً چوہدری خدا بخش صاحب اور منتظم اوقات چوہدری فضل احمد صاحب مقرر ہوئے۔ اس مناظرہ میں جو قابلِ ذکر باتیں ہوئیں وہ یہ ہیں۔ چوہدری صاحبان کا عدل و انصاف اس قابل ہے کہ اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے ہمارا خیال ہے جتنے بھی مناظرے ہوئے ہیں باوجود سنّی ہونے کے ایسے منصف اور عادل مہمان نواز منتظم زمیندار ہم نے نہیں دیکھے۔ شیعہ سنّی کو ایک ہی جگہ بٹھایا اور کھانا کھلایا عزت و احترام سے پیش آئے۔ دورانِ مناظرہ کسی غیر ذمہ دار کو چون و چرا نہ کرنے دیا۔ حالانکہ مجمع ہزاروں کی تعداد میں تھا اور پولیس کی پوری تسلی کرادی اور مناظرہ اپنے حسن انتظام سے ختم کروایا آخر اہلحدیث مولوی شیعہ مناظر کی آخری تقریر سے پیشتر بھاگنا چاہتے تھے اور اعتراضات کے جوابات سننے میں شور مچانا چاہتے تھے۔ مگر اللہ اکبر خدا کے بندوں کا انصاف فوراً دوبارہ سب کو ایسا بٹھایا کہ ایک فرد بھی اٹھ نہ سکا اور پوری تقریر کرنے کا حق شیعہ مناظر کو دیا۔

اور آخر فیصلہ بھی فرمادیا کہ اگرچہ ہم سنّی ہیں مگر ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ مناظر اہلسنت غیر معقول اور غیر مدلل گفتگو کرتا رہا اور شیعہ مناظر نے تمام جوابات دے دیئے اور ہر موضوع میں شیعہ کامیاب رہے۔ بس پھر کیا تھا۔ حلقہ اہلحدیث میں صف ماتم بچھ گئی، بپھرے ہوئے آخر گئے اسی سکوت میں جلسہ برخاست ہوگیا۔ اس وقت شیعہ سنّی کی زبان پر تھا کہ شیعہ کا مولوی نہایت مدلل، معقول،

عالم اور شیر دل ہے۔ ایسے عالم سے مناظرہ کیلئے کوئی خاص عالم چاہیئے۔ یہ معمولی ملاں آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ علمائے اہلحدیث نے جو اس مناظرہ میں بے اصولیاں بے اعتدالیاں اور بے علمیاں ظاہر کیں وہ یہ ہیں۔ اوّل اصول کو چھوڑ کر فروع کو مقدم کرنا چاہتے تھے۔ دوم بار بار خاص میں شرائط نہ ذکر سکے۔ بلکہ آخر میں سرعام رعب عامہ اور زمانہ نے ان کو مجبور کر دیا کہ مسئلہ خلافت پر بحث کرو۔ پھر مسئلہ امامت پر جس قدر زور شور کر رہے تھے، آخر کار کچھ بھی نہ دکھلا سکے۔

اپنے مسلمات سے انکار کیا۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کی سر الشہادتین کے ماننے سے انکار کیا۔ حدیث غریب اور حدیث ضعیف میں فرق نہ کر سکے۔ لفظ سقیفہ کو بجائے غیر منصرف کے منصرف کہا اور اپنے علم ہونے سے انکار کیا اور حوالجات مسلمات خود کو بلا جواب چھوڑ گئے۔ فروع کافی میں آئمہ کی نسبت بیعت علی کا اعتقاد نہ دکھلا سکے۔ آخر شرمسار ہو گئے۔

الغرض مولوی حافظ عبد القادر صاحب کچھ ایسے ذلیل ہوئے کہ اپنے معاون مولوی عبد اللہ صاحب کو ہمراہ لیکر بھاگ گئے۔ مناظر شیعہ کی روانی، حدیث خوانی شیرانہ تقریر صحیح استدلال موثر انداز قابل دید تھا۔ بنا بریں اس تمام علاقہ میں مذہب شیعہ کی صداقت کا سکہ بیٹھ گیا۔ آئندہ انشاء اللہ یہاں مناظرہ کی ضرورت ہو گی نہ شیعہ سنی تصادم ہو گا۔ کیونکہ عوام صداقت مذہب شیعہ کی مقبولیت کے قائل ہو کر رہ گئے ہیں اور چوہدری صاحبان کے انصاف نے ہر شخص کو دم بخود کر دیا۔ مبلغ اعظم کی محنت سے یہ مناظرہ بھی فتح ہو گیا۔ مذہب شیعہ کی اتمام حجت اس علاقہ میں ہو چکی ہے۔ اب انشاء اللہ تادیر مناظرہ کی ضرورت نہیں۔

نازک چوٹ

یعنی

مناظرہ سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی لا مانع لحکمہ ولا ناقض لقضائہ ثم الصلوٰۃ والسلام علی سید انبیائہ وسند اولیائہ محمد و آلہ اوصیائہ وخلفائہ ولعنۃ اللہ علی اعدائہم۔

امّا بعد، حضرات! ماہ جنوری ۱۹۹۵ء میں تین مناظرے ہوئے۔ مورخہ [illegible] جنوری کو مناظرہ علاقہ کلاچ والا ضلع بہاولپور میں مولوی عبد الستار تونسوی سے تقدیر رسول پر ہوا۔ کھلے میدان میں آمنے سامنے جس میں چالیس آدمی آ کر علی ولی اللہ پڑھ کر منبر پر چڑھ کر عبد الستار کے سامنے شیعیت کا اعلان کر گئے اور [illegible] آدمی اس کے اثر سے بعد میں ہو گئے۔

اور مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۹۵ء کو گوجرانوالہ میں مسجد اہلحدیث کے اندر مولوی عبد اللہ محدث مدرس بخاری شریف والا بازار گوجرانوالہ وغیرہ سے مذہب شیعہ کی صداقت اور ماتم حسین علیہ السلام کے جواز پر ہوا جو بہت کامیاب ہوا۔ ٹیپ ریکارڈ ہوا۔ اور اہلحدیث کے [illegible] بری ناکام ہو جانے کے بعد ازاں شرمندہ ہوئے اور تمام شہر اور علاقہ میں مذہب شیعہ کی دھاک بیٹھ گئی۔

اور مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۹۵ء کو مناظرہ سیالکوٹ جناب محمد صدیق صاحب [illegible] کے مکان میں نہایت حسن انتظام سے ہوا۔ جس میں مولوی ساجد [illegible] مولوی فضل الرحمٰن اور مولوی منظور احمد دیوبندی بے ریش تھے۔ [illegible] مسئلہ آل اور عصمت [illegible] مناظرہ ہوا۔ جس میں بفضلہ تعالیٰ مذہب حقہ کو [illegible] ہوا۔ صبح تمام سیالکوٹ میں شیعہ کی فتح [illegible]

وات مناظرہ میں علماء اہلحدیث کی حالت قابل دید تھی۔

اگرچہ اس تمام شرارت کے بانی مبانی مولوی منظور احمد صاحب جھنگوی تھے۔ مگر وہ پہلے ہی مبلغ اعظم صاحب کی تلوار کی صورت دیکھ کر راہ فرار اختیار کر گئے اور دیگر علماء اہلحدیث اس میدان کے مرد نہ تھے بہرحال ان کو بہت ہی شکست ہوئی جس کو خود اہلحدیث اور اہل سنت مان گئے جس کا اعتراف انہوں نے خود اپنے رسالہ میں کیا ہے۔

چنانچہ رسالہ کشف الغمہ ص۳ حاشیہ ۹ پر لکھتے ہیں کہ مگر اگلے روز [illegible] کرتے ہیں بہت افسوس ہوا کہ چند اہلحدیث افراد فریق اہل السنت کے اہل حدیث مناظر سے ذاتی عداوت و حسد کی وجہ سے اس کا ساتھ نہ دے رہے ہیں اور شیعہ فریق کے اس جھوٹے پراپیگنڈے کو اپنی باطنی خوشی [illegible] کی کوشش کر رہے ہیں کہ ایک اہل السنت مناظر تو میدان سے فیصلے ہٹ گیا اور دوسرے کو بھی کوئی خاص کامیابی نصیب نہیں ہوئی [illegible]۔ الحق ما شهدت به الاعداء

دیکھئے! ان کی اس اپنی تحریر میں خود اہل حدیث اور اہل السنت کا بیان موجود ہے۔ کہ مولوی منظور احمد صاحب تو فرار ہو گیا اور دوسرا کامیاب نہ ہوا۔ اب اس سے زیادہ شیعہ کی فتح اور کیا نشانی ہو سکتی تھی کہ اپنے اور بیگانے مان گئے۔ مگر انہوں نے اپنی خفت اور شکست کو مٹانے کے لئے بعد میں ایک رسالہ بنام "کشف الغمہ عن تحقیق لفظ الآل وعصمۃ الائمۃ" لکھ دیا جس کی ضرورت ہی نہ تھی۔ کیونکہ مناظرہ کی نوبت اس وقت آتی ہے جب رسائل و کتب سے بات اوپر ہو جاتی ہے اور رسائل و کتب سے فیصلہ نہیں ہوتا تو پبلک کے سامنے مناظرہ ہوتا ہے اور لوگ سن کر حق و باطل کا فیصلہ خود کرتے ہیں۔ لیکن اگر پھر رسائل شروع ہو جائیں تو دور اور تسلسل لازم آتا ہے۔ جو باطل ہے۔ حقیقت الامر یہ ہے کہ سیالکوٹ کے مناظرہ میں جو علماء شامل ہوئے وہ اس میدان کے مرد نہ تھے۔ ویسے تیس مار خان بننے کہلانے کو تو ہر کسی کا دل چاہتا ہے مگر اس فن میں بالکل اناڑی تھے۔ نہ دعویٰ و دلیل کا پتہ نہ موضوع کی خبر نہ یہ پتہ کہ اس مسئلہ میں شیعہ سنی کا اختلاف کیا ہے؟ جانبین کے دلائل کیا ہیں حقیقت کیا ہے [illegible] و مبادی کو اور ساقط اور مسائل کیا ہیں۔ مناظرہ کی ترتیب طبع کیا جو منہ میں آیا کہہ دیا۔ جو [illegible] لکھ دیا۔ اور سنی [illegible] کو شیعہ کے علاوہ علم کی ضرورت بھی نہیں۔ کیونکہ جتنا علم میں [illegible] حقیقت کا ادراک ہوتا جاتا ہے۔ شیعیت قریب آتی ہے لہٰذا بہتر یہی سمجھتے ہیں کہ غلط مسلط پراپیگنڈہ جتنا شیعہ کے خلاف ہوتا رہے اچھا ہے

ـــــــــ جب غلط پروپیگنڈہ سے بھی بات نہیں بنتی تو سیاست میں چلے جاتے ہیں کہ لوگو خبردار، اگر شیعہ تعلیم کرو، یہ ہو جاؤ، حکومت کو تار اور عریضے کرو۔ ریزولیوشن پاس کرو، عظمت صحابہ کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ کوئی ہے جو حقانیت کی بنا پر [illegible] کے مذہب کے دلائل کا جواب دے سکے۔ اگر دنیا ایسا کر سکتی تو حدیث قرطاس پر [illegible] شور و شغف کیوں ہوتا؟ حسبنا کتاب اللہ کہہ کے حدیث رسالتمآب کا انکار کیوں ہوتا؟ سقیفہ میں خلیفہ کے تقرر پر اہل بیت کو کیوں چھوڑا جاتا؟ سعد بن عبادہ کو مارا کیوں جاتا؟ خاتون معظمہ کے دعویٰ کے خلاف قرآن کو چھوڑ کر دوسری طرف رخ کیوں ہوتا؟ دنیا انصاف کرتی تو ابوالحسن خلافت سے محروم کیوں ہوتے؟ آپ کی خلافت میں باغیوں کے خروج کیوں ہوتے؟ صفین جمل کے معرکے، زہر حسن، شہادت حسین سب اسی بے تعلقی اور بے انصافی کے مظاہرے اور کرشمے ہیں ورنہ الحق مع علی و القرآن مع علی متواتر و یقینی حدیثیں ہیں۔

الغرض ان کا یہ رسالہ لکھنا ان کی خفت اور شکست کی نشانی ہے۔ ورنہ جو کچھ میدان میں ہوا لوگوں نے سن لیا، فتح کے بعد [illegible] کیا۔

مگر اب ان کے رسالہ کشف الغمہ سے غلط تاثر پیدا ہو رہا ہے، بار بار خط آ رہے ہیں کہ اس کا جواب دو۔ اگرچہ ہمیں فرصت نہیں۔ تاہم مومنین کی تسکین جانبین کی تلقین کے لئے اس کا جواب ضروری ہے۔

اَلجَواب

ان کے رسالہ کا نام کشف الغمہ عن تحقیق لفظ الآل وعصمۃ الائمۃ ہے یہ رسالہ ادارہ تحقیق مذاہب سیالکوٹ سے شائع ہوا ہے جو ہر حق طالب کے [illegible] پیش کر لکھا گیا ہے۔ جو کچھ مبلغ اعظم صاحب نے شیعہ کی طرف سے پیش کیا اس کا تذکرہ اس رسالہ میں عشر عشیر بھی نہیں۔ کتمان حق پر مبنی ہے۔ حق چھوڑا اور باطل جوڑا گیا ہے اور اہل حدیث المعروف وہابیوں کے بعض عجیب ادارے ہیں جن کی سعی صرف آل محمد کے خلاف ہوتی ہے ایک منڈی کا مونگی میں ادارہ شبان اہل حدیث ہے جس کی طرف سے [illegible] حمایت میں رسائل شائع ہوتے ہیں یہ سیالکوٹ کا ادارہ ہے جو آل محمد کے فضائل کو [illegible]

ہے اور حقیقتاً اشرہ ما ہر حق کو مٹا رہا ہے۔

وہابی کی اصل خوارج ہے جن کو علی مرتضیٰ شیرِ خدا نے قتل کیا تھا کیونکہ وہ متشدد اور متصلب فی الدین تھے مگر ان کی اصل مختلف فرقوں میں اب بھی باقی ہے جن سے بسا اوقات بغض علی مرتضیٰ ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ جیسا کہ مشکوٰۃ شریف ص۵۳۵ باب المعجزات فصل اول سے چند اقتباسات عرض کرتا ہوں۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ دَعْهُ فَاِنَّ لَهٗ اَصْحَابًا يَحْقِرُ اَحَدُكُمْ صَلٰوتَهٗ مَعَ صَلٰوتِهِمْ وَصِيَامَهٗ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ۔

کہ رسالتمآب نے خارجیوں کے مورثِ اعلیٰ کے قاتل سے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے یہ اکیلا نہیں ہے اس کے اور بھی ساتھی ہیں جن کے مقابلہ میں تم اپنی نمازوں اور روزوں کو حقیر سمجھو گے۔ قرآن پڑھیں گے مگر حلقوم سے نیچے نہ جائیگا۔ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ ایک روایت ہے "یخرجون علی خیر فرقۃ من الناس" کہ بہترین گروہ کے اوپر خروج کریں گے یعنی حضرت علیؑ اور ان کے اصحاب کے خلاف خروج کریں گے یعنی شیعہ کے دشمن ہوں گے۔

فی روایۃ اقبل رجل غائر العینین ناتی الجبہۃ کث اللحیۃ مشرف الوجنتین محلوق الرأس فقال یا محمد اتق اللہ فقال فمن یطع اللہ اذا عصیتہ فیامننی اللہ علی اھل الارض ولا تامنونی فسال رجل قتلہ فمنعہ فلما ولی قال ان من ضئضئ ھذا قوما یقرؤن القرآن لا یجاوز حناجرھم یمرقون من الاسلام مروق السھم من الرمیۃ فیقتلون اھل الاسلام ویدعون اھل الاوثان لئن ادرکتھم لاقتلنھم قتل عاد۔ متفق علیہ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۳۵)

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص آیا، آنکھیں گہری، پیشانی اٹھی ہوئی، داڑھی گھنی، رخسار اونچے، سر منڈا ہوا۔ کہا اے محمد! خدا سے ڈرو۔ حضورؐ نے فرمایا افسوس! اگر میں اللہ کی نافرمانی کروں تو اس سے ڈرنے والا کون۔ اللہ نے مجھے زمین والوں پر امین بنایا تم مجھے امین نہیں سمجھتے تو ایک صحابی نے اس کے قتل کی درخواست کی۔ حضورؐ نے فرمایا

یہ اکیلا نہیں اس کی قسم اور اصل سے اور بھی ہیں جو اس کے مذہب پر ہوں گے۔ قرآن مجید پڑھیں گے لیکن حلقوم سے نیچے نہ اترے گا۔ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ مشرکوں، بت پرستوں کو چھوڑ کر اہل اسلام سے لڑیں گے۔ اگر میں پاؤں تو قوم عاد کی طرح ان کو قتل کروں (قتل خوارج کا حق صرف علی علیہ السلام کو تھا اب نہیں ہے)۔

حضرات! ذرا خوارج کا عقیدہ، نظریہ، عمل، حلیہ، قول سرکارِ دوعالم پڑھیے کہ کچھ ان بزرگوں کے مشابہ ہیں یا نہیں؟

لہٰذا! اگر یہ شیعہ کے خلاف رسائل نہ لکھیں اور پروپیگنڈہ نہ کریں اور یزید کی حمایت میں رسائل نہ لکھیں تو اور کیا کریں۔ منافقوں کو حضرت علیؑ سے بغض تھا کہ انہوں نے ہمارے بزرگوں کو اُحد، بدر، خندق میں قتل کیا۔ لہٰذا اس بغض کا اظہار اب تک ہوتا رہتا ہے۔

مذہب شیعہ کی تصدیق اور تحقیق

رسالہ کشف الغمہ کی پہلی سطر میں ہی شیعہ عقائد پر حملہ کر دیا گیا ہے کہ یہ راہِ حق سے بھٹکے ہوئے فرقوں سے ہے حالانکہ حق حضرت علیؑ کے ساتھ ہے اور قرآن حضرت علیؑ کے ساتھ ہے اور جنت حضرت علیؑ کے ساتھ ہے اور انشاء اللہ رشد و ہدایت بھی حضرت علیؑ کے ساتھ ہیں اور شیعہ حضرت علی علیہ السلام اور ان کی معصوم اولاد کے ماننے والے مذہب کا نام ہے۔

شیعۃ الرجل بالکسر اتباعہ وانصارہ وقد غلب ھذا الاسم علی کل من یتولی علیا واھل بیتہ حتی صار اسما لھم خاصا۔

قاموس اللغات ص۸۶ جلد ۳ مطبوعہ مصر کہ کسی مرد کے تابعدار اور مددگار کو شیعہ کہتے ہیں اور یہ اسم بالغلبہ ہے ان لوگوں کا جو حضرت علیؑ اور ان کے اہلبیت سے محبت کرتے ہیں حتیٰ کہ یہ ان کا خاص نام ہو چکا ہے۔

مقدمہ فتح الباری ص۴۶۱ جلد ۱ میں ہے "والتشیع محبۃ علی وتقدیمہ

... من قدمه على ابى بكر و عمر فهو غالٍ فى شيعته۔ کہ مذہب
شیعہ حضرت علیؓ کی محبت اور صحابہ کرام پر ان کو مقدم کرنے کا نام ہے۔ پس جس شخص نے
حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ پر بھی ان کو مقدم کیا وہ غالی شیعہ ہے۔

تحفہ اثنا عشریہ ص ۳ میں شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں:۔
اقول۔ کسیکہ بشیعہ ملقب شدند جماعت از مہاجرین و انصار و تابعین ایشاں کہ
مشایعت و متابعت حضرت مرتضیٰ نمودند در وقتیکہ جناب ایشاں خلیفہ شدند و
ملازمت صحبت اختیار نمودند و محاربین ایشاں جنگ نمودند و مطیع امر و نواہی ایشاں
ماندند و ایشاں را شیعہ مخلص گویند و ابتدائے ایں لقب در ۳۷ھ بود از ہجرت۔

ترجمہ:۔ کہ پہلے جو لوگ لقب شیعہ سے مشہور اور منسوب ہوئے وہ صحابہ کرام سے
مہاجرین اور انصار اور تابعین کی وہ جماعت جنہوں نے معاویہ کے مقابلہ میں حضرت علیؓ
کی تابعداری اور پیروی کی۔ جب جناب ان کے خلیفہ ہوئے اور ان کی صحبت اختیار کی
اور ان کے دشمنوں سے جنگ کی اور ان کے امر و نہی کے مطیع ثابت ہوئے ان کو شیعہ مخلصین
کہتے ہیں۔ اس لقب کی ابتدا ۳۷ ہجری میں ہوئی۔

پیارے حضرات! یہ ہے شیعہ کی ابتدا من حیث الجماعت ورنہ من حیث
الاعتقاد و الاصول تو ابتدائے آفرینش سے مذہب شیعہ چلا آ رہا ہے۔ شرح
مواقف ص ۶۲۵ میں اہل السنت کے علم کلام اور عقائد کی معتبر کتاب اَلْفِرْقَةُ
الثَّانِيَةُ مِنْ كِبَارِ الْفِرَقِ الْإِسْلَامِيَّةِ الشِّيعَةُ هُمُ الَّذِينَ شَايَعُوا
عَلِيًّا قَالُوا إِنَّهُ الْإِمَامُ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ بِالنَّصِّ إِمَّا جَلِيًّا وَإِمَّا خَفِيًّا
وَاعْتَقَدُوا أَنَّ الْإِمَامَةَ لَا تَخْرُجُ عَنْهُ وَعَنْ أَوْلَادِهِ وَإِنْ خَرَجَتْ
كَانَتْ بِظُلْمٍ يَكُونُ مِنْ غَيْرِهِمْ۔

ترجمہ:۔ کہ اسلام کے بڑے فرقوں میں سے بڑا فرقہ شیعہ ہے اور شیعہ
وہ ہیں جنہوں نے حضرت علیؓ کی پیروی کی اور اس بات کے قائل ہوئے ہیں کہ علی حق کا امام ہے
بعد سرکار دو عالم کے نص کے ساتھ خواہ وہ نص جلی ہو یا خفی۔ اور شیعہ کا یہ بھی اعتقاد ہے
کہ امامت حضرت علیؓ اور ان کی اولاد سے باہر نہیں جا سکتی۔ اگر کبھی امامت باہر گئی ہے تو
یا ظلم سے گئی یا تقیہ سے۔

مذہب شیعہ قرآن مجید میں

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرَاهِيْمَ پ ۲۳ - سورۃ الصافات - اور تحقیق تابعوں
اس کے سے البتہ ابراہیم ہے۔ — ترجمہ از شاہ رفیع الدین
وہر آئینہ از اتباع نوح بود ابراہیم۔ — ترجمہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
وہر آئینہ از پیروان اوست ابراہیم۔ — ترجمہ شیخ الہند فارسی ص ۵۳۳
اور نوح کے طریقہ والوں سے ابراہیم تھے۔ — ترجمہ اشرفیہ ص ۴۰۶
اور نوح کے طریقہ والوں میں سے تھے یعنی متفق فی الاصول میں ابراہیم کہتے تفسیر بیان القرآن
ص ۵۵۵۔ چھوٹی تقطیع مطبوعہ لاہور تاج کمپنی اور تفسیر موضح القرآن ص ۱۱۹ میں۔ تحقیق تابعداری
کرنے والوں نوح کے سے البتہ ابراہیم ہے۔ یعنی اصول شرع سب کے ہیں اور طریقہ توحید کے میں
تابعدار اس کا تھا۔

ہم نے آیہ شریفہ کے متعدد ترجمے اس لئے نقل کئے ہیں تاکہ غلط تاویلیں کرنے والے
کچھ شرما جائیں اور غلط تاویلات سے باز آ جائیں۔ اب ہم اہل السنت کی مشہور معتبر تفسیریں
اس آیت کے متعلق نقل کرتے ہیں تاکہ ایک محقق کیلئے سامان تحقیق میں اضافہ ہو جائے۔

اِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرَاهِيْمَ کے متعلق عربی تفسیریں

وان من شيعته اى متن تابعه فى اصل الدين لابراهيم و
ان طال الزمان بينهما وهو الفان وستمائة واربعون سنة وكان
بينهما هود وصالح۔ تفسیر جلالین ص ۳۷۶
اور تحقیق شیعہ سے یعنی حضرت ابراہیم ان لوگوں میں سے جنہوں نے حضرت نوح علیہ السلام

کی اصول دین میں تابعداری کی۔ اگرچہ ان دونوں کے درمیان لمبا عرصہ گذر چکا تھا۔ یعنی دو ہزار چھ سو چالیس سال گذر چکے تھے۔

تفسیر بیضاوی ص۱۳۲ جلد دوم علی حاشیۃ القرآن مطبوعہ مصر۔ وان من شیعتہ ممن شایعہ فی الایمان و اصول الشریعۃ کہ حضرت ابراہیم نوح علیہ السلام ایمان اور اصول شریعت میں تابعدار تھے۔

حاشیہ بیضاوی شیخ زادہ ص۱۵۴ ممن شایعہ فی الشریعۃ اصولھا وفروعھا وشیعۃ الرجل اتباعہ و انصارہ من شایعہ شیاعًا الی تبعہ۔
کہ حضرت ابراہیم ان لوگوں سے جو حضرت نوح کی شریعت، اصول اور فروع میں تابعدار تھے اور شیعہ کے معنی تابعدار کے اور مددگار کے ہیں۔

بقول صحابہ اور تابعین اس آیت کی تفسیر

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرَاھِیْمَ یَقُوْلُ مِنْ اَھْلِ دِیْنِہٖ وَقَالَ مُجَاھِدٌ عَلٰی مِنْھَاجِہٖ۔

تفسیر ابن کثیر جلد چہارم ص۱۰ حضرت عبداللہ بن عباس ترجمان القرآن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان من شیعتہ لابراھیم کے معنے یہ ہیں کہ حضرت ابراہیم حضرت نوح کے اہل دین سے تھے اور حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کے طریقہ اور سنت پر چلنے والوں میں سے تھے۔

اہلحدیث کی مشہور تفسیر فتح القدیر مصنفہ علامہ شوکانی جلد چہارم ص۳۸۹ میں ہے۔
ثم ذکر سبحانہ قصۃ ابراھیم و بین انہ ممن شایع نوحا فقال و ان من شیعتہ لابراھیم ای من اھل دینہ وممن شایعہ ووافقہ علی الدعاء الی اللہ والی توحیدہ والایمان بہ۔

پھر اللہ تعالیٰ نے قصہ حضرت ابراہیم کو ذکر فرمایا اور بیان کیا کہ حضرت ابراہیم ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے حضرت نوح کی پیروی کی اور موافقت کی اللہ کی طرف

دعوت دیتے ہیں اللہ کی طرف اور اس کی توحید اور اس کے ساتھ ایمان لاتے ہیں۔

فضائل شیعہ اور حدیث شریف

اب ہم اہل حدیث اور اہل السنت کی مستند تفسیروں سے چند حوالے فضائل شیعہ خیر البریہ کے پیش کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ جن کو حق سے پھرے کہا جا رہا ہے قرآن و حدیث میں ان کی اصل کیا ہے۔

دیکھئے اہل حدیث کی معتبر تفسیر فتح البیان مصنفہ نواب صدیق حسن بھوپالی ص۳۳۳ جلد دہم مطبوعہ مصر میں ہے۔

عن جابر بن عبد اللہ قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاقبل علیؑ فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والذی نفسی بیدہ ان ھذا وشیعتہ لھم الفائزون یوم القیامۃ ونزلت ان الذین آمنوا الآیۃ فکان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اقبل قالوا قد جاء خیر البریۃ۔

حضرت جابر ابن عبداللہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تحقیق یہ علی اور اس کے شیعہ قیامت کے دن کامیاب ہوں گے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات اولٰئک ھم خیر البریہ۔ اس دن سے جب بھی حضرت علیؑ آتے تو صحابہ کرام ان کو خیر البریہ کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ کہ خیر البریۃ آیا۔ خیر البریہ یعنی تمام مخلوق سے بہتر اور افضل۔ اس حدیث سے حضرت کی افضلیت اور شیعہ کی فضیلت ثابت ہوئی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ قرآن کا مذہب اور رسول اللہ کے فرمان کا مذہب ہے

فتدبر۔ مگر باوجود مذہب شیعہ کی بنیاد جن عقائد پر ہے ان میں دو عقیدے بڑے اہم ہیں۔

۱۔ جس طرح نبی معصوم اور واجب الاطاعت ہوتے ہیں اسی طرح شیعوں کے امام بھی

معصوم ہیں اور نجات کے لئے ان کی اطاعت ضروری ہے۔

الجواب

بیشک شیعہ کا عقیدہ ہے کہ انبیاء اور آئمہ طاہرین معصوم ہیں اور واجب الاطاعت ہوتے ہیں۔

کما قال شیخنا الصدوق اعتقادیتہ نوراللہ مرقدہ

اعتقادنا ان حجج اللہ علی خلقہ بعد نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الائمۃ الاثنا عشر اولہم امیر المومنین علی بن ابی طالب ثم الحسن ثم الحسین ثم علی بن الحسین ثم محمد بن علی ثم جعفر بن محمد ثم موسیٰ بن جعفر ثم علی بن موسیٰ ثم محمد بن علی ثم علی بن محمد ثم الحسن بن علی ثم محمد بن الحسن الحجۃ القائم بامر اللہ صاحب الزمان وخلیفۃ الرحمٰن فی ارضہ الحاضرۃ فی الامصار الغائب من الابصار صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین و اعتقادنا فیہم انہم اولو الامر الذین امر اللہ بطاعتہم و انہم شہداء علی الناس و انہم ابواب اللہ والسبیل الیہ والادلاء علیہم وانہم مہبط علمہ وتراجمۃ وحیہ وارکان توحیدہ وانہم معصومون من الخطاء والزلل وانہم الذین اذھب اللہ عنہم الرجس وطہرہم تطہیراً و ان لہم المعجزات والدلائل وانہم امان لاھل الارض کما ان نجوم السماء امان لاھل السماء ومثلہم فی ھذہ الامۃ کسفینۃ نوح من رکبہا نجی او کباب حطۃ وانہم عباد اللہ المکرمون الذین لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون و نعتقد فیہم ان حبہم ایمان بغضہم کفر وان امرہم امر اللہ ونہیہم نہی اللہ وطاعتہم طاعۃ اللہ ومعصیتہم معصیۃ اللہ وولیہم ولی اللہ وعدوہم عدو اللہ و نعتقد ان الارض لا تخلوا من حجۃ اللہ علی خلقہ و اما ظاھراً مشہوراً او اما خائفاً مغموراً و نعتقد ان حجۃ اللہ فی ارضہ وخلیفۃ فی عبادہ فی زماننا

ھذا ھو القائم المنتظر محمد بن الحسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام وانہ ھو الذی اخبر بہ النبی عن اللہ باسمہ ونسبہ وانہ ھو الذی یملاء الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلماً وجوراً وانہ ھو الذی یظہر اللہ بہ دینہ لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون وانہ ھو الذی یفتح اللہ علی یدیہ مشارق الارض ومغاربہا حتی لا یبقی فی الارض مکاناً الا نودی فیہا بالاذان ویکون الدین کلہ للہ وانہ ھو المہدی اخبر بہ النبی وانہ الذی اذا خرج نزل عیسیٰ بن مریم یصلی خلفہ و یکون المصلی اذا صلی خلفہ کمن کان مصلیاً خلف رسول اللہ لانہ خلیفۃ و نعتقد انہ لا یجوز ان یکون القائم غیرہ بقی فی غیبۃ ما بقی ولو بقی غیبۃ عمر الدنیا لم یکن القائم غیرہ لان النبی عمر الدنیا لم یکن والقائم غیرہ لان النبی والائمۃ دلوا علیہ باسمہ ونسبہ وبہ نصوا وبہ بشروا صلوٰت اللہ علیہم اجمعین وقد اخرجت ھذا الفصل فی کتاب الہدایۃ۔

باب الاعتقاد فی العصمۃ

قال الشیخ ابو جعفر اعتقادنا فی الانبیاء والاوصیاء والملائکۃ وانہم معصومون مطہرون من کل دنس۔ وانہم لا یذنبون ذنباً لا صغیرۃ ولا کبیرۃ ولا یعصون اللہ ما امرہم ویفعلون ما یؤمرون ومن نفی عنہم العصمۃ فی شیء من احوالہم فقد جہلہم فہو کافر واعتقادنا فیہم انہم معصومون موصوفون بالکمال والتمام والعلم من اوائل امورہم واواخرہا لا یوصفون فی شیء من احوالہم بنقص ولا عصیان ولا جہل۔

ترجمہ:- اور ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد مخلوقات پر حجتِ خدا حضرات آئمہ اثنا عشرؑ ہیں۔ ان سب سے اوّل حضرت امیر المومنین علیہ السلام پھر حضرت امام حسنؑ پھر امام حسینؑ پھر امام زین العابدینؑ پھر امام محمد باقرؑ پھر امام جعفر صادقؑ پھر امام موسیٰ کاظمؑ پھر امام علی رضاؑ پھر امام محمد تقیؑ پھر امام علی نقیؑ پھر امام حسن عسکریؑ پھر حضرت حجت علیہم السلام خلیفہ ہوئے (بارہویں امام) حکمِ خدا کو قائم کرنے والے امام زمانہ زمین پر خلیفۃ اللہ شہروں میں موجود نظروں سے غائب ہیں خدا کی رحمت اور درود ان حضرات پر نازل ہو۔

ان بزرگوں کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ حضرات صاحبانِ امر ہیں جن کی اطاعت کا خدا نے حکم دیا ہے۔ اور یہ حضرات تمام آدمیوں کے گواہ اور علمِ الٰہی کے ابواب اور اس کی طرف پہنچنے کے لئے راہ اور دلیل ہیں اور اس کے علم کے مخزن ہیں اور اس کی وحی کے ترجمان اور ارکان ہیں۔ وہ سب کے سب خطاؤں اور لغزشوں سے معصوم ہیں اور یہ وہی حضرات ہیں جن سے خدا نے پلیدی کو دُور رکھا، اور جتنا چاہیئے تھا اُتنے درجے کا ان کو پاکیزہ بنایا۔ ان کے پاس معجزے اور دلیلیں تھیں۔ یہ حضرات تمام اہلِ زمین کے واسطے امان ہیں جس طرح کہ ستارے اہلِ آسمان کے لئے امان ہیں اور ان بزرگوں کی مثال اس اُمت میں کشتیٔ نوحؑ کی مانند ہے اور یہ سب خدا کے بزرگ بندے ہیں جو کسی بات میں اس پر سبقت نہیں لے گئے اور اسی کے حکم کے مطابق عمل کرتے رہے اور ہم ان حضرات کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کی محبت ایمان ہے اور عداوت ان سے کفر ہے۔ ان کا حکم خدا کا فرمان ہے۔ ان کی ممانعت خدا کی ممانعت ہے۔ ان کی پیروی خدا کی اطاعت ہے۔ ان کی نافرمانی خدا کی معصیت ہے۔ ان کا دوست خدا کا ولی ہے اور ان کا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ اور یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ زمین خالی نہیں رہ سکتی ایسے شخص سے جو بندگانِ خدا پر اس کی حجت ہو خواہ وہ ظاہر و مشہور ہو یا مخفی اور پوشیدہ ہو۔

اور یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ زمین پر خدا کی حجت اور بندوں پر اس کا خلیفہ اس زمانہ میں حضرت قائم منتظر محمدؑ بن الحسنؑ بن علیؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن موسیٰؑ بن جعفرؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن الحسینؑ بن علیؑ بن ابی طالب علیہم السلام ہیں۔

اور یہ وہی جناب ہیں جن کے نام و نسب کی حضرت نبیؐ نے خبر دی تھی اور آپ ہی زمین کو عدل اور داد سے اس طرح بھر دیں گے کہ جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

اور آپ ہی کے ذریعہ سے اللہ اپنے دین کو ظاہر کرکے تمام دینوں پر اس کو غالب کر دے گا۔ اگرچہ مشرک اس سے کراہت کریں گے اور اللہ آنحضرتؑ کے ہاتھوں پر زمین کو مشرق سے مغرب تک فتح کر دے گا یہاں تک کہ زمین پر کوئی جگہ باقی نہ رہے گی مگر یہ کہ اس جگہ سے آوازِ اذان آئیگی اور ساری دنیا میں بس خدا ہی کا دین ہوگا۔

اور یہ جناب وہی مہدی ہیں جن کی خبر رسول اللہؐ نے دی ہے اور جبکہ یہ جناب ظاہر ہوں گے تو اُس وقت حضرت عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اور آنحضرتؑ کے پیچھے نماز پڑھنے والا ایسا ہوگا کہ اس نے رسول اللہؐ کے پیچھے نماز پڑھی ہو۔ کیونکہ وہ حضرت جناب رسولِ خدا کے خلیفہ ہیں۔

(اور ہم) یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان جناب کے سوا کوئی شخص قائم نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ جناب طولانی مدت تک غائب ہیں اور آئمہ اہلِ بیت نے ان حضرات کے نام و نسب کو بتلا دیا ہے اور خلافت آنحضرت پر نص فرما دی ہے اور ان کے ظہور کی بشارت دی ہے۔ خدا کا درود ان پر نازل ہو میں نے اس فصل کو کتاب الہدایہ میں درج کیا ہے۔

عصمت کے متعلق عقیدہ

شیخ ابوجعفرؒ نے فرمایا ہمارا اعتقاد نبیوں اور وصیوں اور فرشتوں کے بارے میں یہ ہے کہ یہ سب معصوم ہیں۔ ہر قسم کی نجاست سے پاک ہیں۔ انہوں نے کبھی گناہ نہیں کیا نہ صغیرہ کے یہ حضرات مرتکب ہوئے اور نہ ہی کبیرہ ان سے سرزد ہوا۔ یہ حضرات حکمِ الٰہی کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو کچھ ان کو حکم دیا جاتا ہے موافق اس کے عمل کرتے ہیں اور جو شخص ان کی عصمت کا کسی حال میں کچھ بھی انکار کرے تو وہ ان کے مرتبے سے جاہل ہے اور جو شخص ان سے جاہل ہو وہ کافر ہے۔

اور ہمارا عقیدہ ان حضرات کے بارے میں یہ ہے کہ یہ سب معصوم ابتدا سے آخر تک کمال اور تمامیت صفات اور علم سے موصوف ہیں۔ کسی حال میں یہ حضرات کبھی نقصان

اور جہالت سے متصف نہیں ہو سکتے۔ (ہدیہ جعفریہ اعتقادیہ شیخ صدوق مطبع اثنا عشری دہلی صفحہ ۸۴ تا ۸۶)۔

اعتراض سُنّی و وَھابی

شیعہ عقائد (راہ حق سے ہٹے ہوئے فرقوں کے دستور کے مطابق گزشتہ صدیوں سے کئی رنگ بدلتے رہے ہیں) مگر موجودہ مذہب شیعہ کی بنیاد جن عقائد پر ہے ان میں درج ذیل دو عقیدے بڑے اہم ہیں۔

جوابِ شیعہ

حَضرَات! یہاں سادہ لوح خالی الذہن بے مطالعہ کنوئیں کے مینڈک مولویوں کی قرآن اور حدیث و تاریخ سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے ورنہ مذہب شیعہ خیر البریۃ وہی صراط مستقیم، سبیل اقوم، عروۃ الوثقیٰ، حبل اللہ المتین ہے جس کی بنیاد قرآن و حدیث کے مطابق ملتِ ابراہیم محمد صراط مستقیم پر ہے۔ اس کے اصول و فروع ثابت از قرآن و حدیث ہیں۔ دیکھو من یرغب عن ملۃ ابراھیم الا من سفہ کہ بے وقوفوں کے سوا ملتِ ابراہیم سے کون منہ پھیرتا ہے۔ مذہب شیعہ کی بنیاد امام آل اور شیعہ پر ہے اور یہ تینوں لفظ شیعہ کے ثابت از ابراہیم بقرآن کریم ہیں۔

لَفظِ اِمَام

وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرَاھِیْمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ قَالَ لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ کی امامت کا مدار استحقاق بالفضائل اور انی جاعلک للناس اماما کی نص پر ہے اور ومن ذریتی سے اختصاص

امامت باولاد حضرت ابراہیم اور "لاینال عھدی الظالمین" سے امامت کیلئے عصمت کی شرط ثابت اور یہی شیعہ کے اصول ہیں۔ مذہب شیعہ امامت کی وجہ سے امامیہ ہے۔ استحقاق بالفضائل کی وجہ سے افضل کو چھوڑ کر مفضول کی امامت کا قائل اور مجوز نہیں۔ آل ابراہیمؑ کے بعد آل محمدؐ کی امامت کا قائل ہے۔

اور غیر معصوم کی امامت کو نہیں مانتا جس کی نفی لاینال عھدی الظالمین سے ثابت ہو رہا ہے۔ یہی مذہب شیعہ ہے یہاں پر امام سے مراد نبی لینا خلاف معقول و منقول ہے۔ کیونکہ اعلانِ امامت سے پہلے ابراہیمؑ نبی تھے۔ یہ امامت کا محل مجلیٰ ثانی ہے۔ نبوت حضور پرنور سرکار دو عالم نورِ مجسم پر ختم ہے۔ امامت باقی ہے جس کا پہلا امام خلیفۃ الرسول، زوجِ بتولؑ، شاہدِ نبوت، مالکِ ولایت، پیکرِ شجاعت، عالم رازِ خفی و جلی مولانا علیؑ ولی ہے کرم اللہ وجھہ وایدہ اللہ بیدہ اظہر اللہ عاسنہ وعز اسمہٗ علیہ السلام۔ ؎

علیؑ امام من است و منم غلام علیؑ
ہزار جان گرامی فدائے نام علیؑ

بقول شاہ شمس علیہ الرحمۃ۔ ؎

سرِ خدا است رازِ من
عشقِ علیؑ نمازِ من

اقول فی مدحہ۔ ؎

علیؑ زوجِ خدا لم یزل ہے — علیؑ شاہِ ولایت بے بدل ہے
علیؑ نے جنگِ خندق میں مدد کی — خدا کے دین کی اس کے نبیؐ کی
علیؑ مظہر عجائب کا غرائب کا — علیؑ مشکل کشا دافع مصائب کا
علیؑ قاتل ہے مرحب اور عنتر کا
علیؑ فاتح بدر کا اور خیبر کا

لفظ آلِ ابراہیم۔ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰھِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ذُرِّیَّۃً بَعْضُھَا مِنْ بَعْضٍ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۔ پ ۳ س آلِ عمران۔

شیعہ آلِ محمدؐ کو اسی معنی سے آل سمجھتے ہیں جس معنی میں آلِ ابراہیم اور آلِ عمران آئی ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔ اگر آلِ عمران میں حضرت مریمؑ اور ان کا بیٹا حضرت عیسٰیؑ داخل ہیں تو آلِ محمدؐ میں حضرت فاطمہؑ اور ان کے بیٹے داخل ہیں۔ اگر آلِ ابراہیمؑ میں اسمٰعیلؑ اور اسحاقؑ داخل ہیں تو آلِ محمدؐ میں حسنینؑ داخل ہیں کما قال رسول اللہ۔

قولہ:۔ گذشتہ صدیوں میں کتنی رنگ بدلے۔

الجواب:۔ بفضلہ تعالیٰ مذہب حقہ شیعہ خیر البریہ وہی ہے جو حضرت نوح علیہ السلام سے شروع ہوا۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس کی تجدید کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے لئے صاحبِ کتاب ہو کر آئے۔ اللہ تعالیٰ نے تورات میں اس کی وضاحت فرمائی۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا کہ ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا تم پر گواہ کر کے۔ جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف اس کو بھیجا تھا۔ (سورۃ مزمل)

معلوم ہوا حضورؐ مثیلِ موسیٰؑ ہیں اور اسی سبب سے قرآن مجید میں ہزار بار حضرت موسیٰؑ کے قصہ کو دہرایا گیا ہے۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دشمنوں کے اندر زندگی بسر کی یہی حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا۔ جس طرح حضرت موسیٰؑ نے فرعون اور اس کے اہلِ دربار کو ہر طرح سمجھایا مگر وہ ایمان نہ لائے اور بالآخر حضرت موسیٰؑ کو بنی اسرائیل کو لیکر مصر سے ہجرت کرنا پڑی۔ جس طرح ہجرت کے دوران حضرت موسیٰؑ کے اصحاب فرعون کا تعاقب دیکھ کر گھبرا گئے۔ فلما تراء الجمعان قال اصحاب موسیٰ انا لمدرکون قال کلا ان معی ربی سیھدین۔ پ۱۹۔ الشعراء۔

پھر دونوں جماعتیں ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں تو حضرت موسیٰؑ کے اصحاب ہمراہی اور ساتھی گھبرا کر کہنے لگے اے موسیٰؑ ہم تو پکڑے گئے۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا ہرگز نہیں کیونکہ میرے ساتھ میرا پروردگار ہے وہ مجھے دریا سے پار جانے کا راستہ دکھلائے گا۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے حسبِ حکم ربّ العزت دریا میں عصا مارا، دریا پھٹ گیا، دروازے ہو گئے اور اصحابِ موسیٰؑ پار چلے گئے۔ گھبراہٹ بوجہ عدمِ عرفان اور عدمِ اطمینان تھی۔ اس طرح حضورِ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ہجرت کا واقعہ پیش آیا اور کفار

نے آپ کا تعاقب کیا اور آپ کا ساتھی بھی بتقاضائے بشریت مضطرب ہوا اور گھبرا گیا اور رونے لگا۔ اس کے اضطراب اور گھبراہٹ کو دیکھ کر حضورؐ نے فرمایا "لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا" پ۱۰۔ س توبہ "کہ کچھ غم نہ کر تحقیق اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ ظاہری اضطراب اور گھبراہٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمراہی کو خدا کی معیت پر ایمان اور یقین نہیں۔ لہٰذا غیر منکر کو منکر تصور کر کے معیتِ خداوندی کی تصدیق "اِنَّ اللّٰہَ" کے حرف "اِنَّ" کی تحقیق سے کی گئی "اِنَّ" منکر کے انکار کی تردید کیلئے آتا ہے "کما فی المطول" باقی آئندہ۔

(ناصر حسین ناصر معین مناظرہ)

مناظرہ کوٹ نامدار

ضلع شیخوپورہ

حضرات! مومنین فیصلے تو برادرانِ اسلام نے اپنی شکست اور شیعہ کی فتح کا کبھی اقرار نہیں کیا خواہ قرآن، حدیث، تاریخ نسب شاہد اور گواہ ہوں۔ چنانچہ احد، بدر، خیبر، خندق کے تمام معرکے شاہد و عادل ہیں۔ کہ شاہِ لافتیٰ حیدرِ کرار کامیاب ہوئے اور بعض بزرگانِ دین اِنْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِكُمْ۔ (پ۴) کے مصداق ہوئے میدان چھوڑ گئے "يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ" بخاری شریف صفحہ ۱۰۵ / ۲۲ فتح حیدری پر مہرِ تصدیق ثبت ہے۔ مگر تاہم کبھی شکست مانی نہیں گئی اور فتحِ علیؑ کا اقرار نہیں کیا گیا۔ مگر پھر بھی حقائق اور حالات کا سامنے رکھنا ضروری ہے۔ تاکہ شاید کوئی چشمِ بینا اور گوشِ شنوا سن کر سمجھ کر حق کو تسلیم کرے۔ کیونکہ "الحق مع علیؑ" متفق علیہ فریقین حدیث ہے اور "اَلْقُرْاٰنُ مَعَ عَلِیٍّ" فرمانِ پیغمبر ہے کہ حق اور قرآن مجید دونوں علیؑ کے ساتھ ہیں حوضِ کوثر تک ساتھ ہیں۔

چنانچہ یہ مناظرہ ۲۲/۲۳ صفر مطابق ۱۹/۲۰ اپریل ۱۹۶۱ء بروز بدھ جمعرات بمقام کوٹ نامدار ضلع شیخوپورہ متصل شرقپور شریف شر قپوری میاں صاحبان کی حمایت اور سرپرستی کے بل بوتے پر ہوا تھا۔ جس کے بانی مبانی اہلِ سنت کی طرف سے میاں اللہ وسایا صاحب کھرل اور شیعہ کی طرف سے جناب کبیر خاں اور سرور خاں تھے جن کا انتظام میں جناب شہادت خاں صاحب رئیسِ اعظم کا نام نامی قابلِ ستائش ہے۔

چونکہ میاں اللہ وسایا صاحب کا ایک لڑکا اہلِ حدیث تھا۔ خود میاں صاحب اہلِ سنت ہیں، شرقپور کے مرید ہیں۔ لہٰذا اہلحدیث اور اہلِ سنت دونوں جماعتوں کے علماء تشریف فرما ہوئے۔ اس مناظرہ کے دو موضوع تھے، مسئلہ خلافت اصحاب ثلاثہ بنصِ کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ جس میں برادرانِ اہلِ سنت و اہلحدیث نہ حدیث دکھلا سکے نہ آیت نہ اہلِ بیت کی تصدیق اور حمایت یعنی آیت حدیث نہ دکھا سکی۔ حضرت علیؑ مخالف ہوئے بی بی

طاہرہ سیدہ فاطمہؑ ناراض ہو کر مر گئیں۔ خلافت ثلاثہ تو ثابت ہو گئی سبحان اللہ یہ ہیں ثبوت اور فتوحات برادرانِ اسلام بمقابلہ شیعیانِ امیر علیہ السلام، دوسرا مسئلہ ماتم حسین علیہ السلام تھا جس میں شیعہ کا دعویٰ ماتم حسینؑ کے جائز موجب ثواب بلکہ ضروری و مستحب ہونے کا تھا۔ جس میں برادرانِ اسلام کے دونوں مناظر وہابی اور سنی دونوں دن نہ ماتم کی حرمت از قرآن دکھلا سکے نہ ماتم حسینؑ کی خصوصیت مٹا سکے اور نہ ہی انبیاء کرام اہلِ بیت یعنی نبی زادیوں کے ماتم قبل شہادت، وقت شہادت کربلا کوفہ شام مدینہ میں ماتم کرنے کا کوئی صحیح جواب لا سکے۔ دونوں دن ہار گئے، بارہ بار ہار گئے۔ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہار گئے۔ مگر بعد میں سنا ہے کہ گھر جا کر فتح کے شادیانے بجانے لگے کہ شکر کرو بچ کر آ گئے یعنی پروپیگنڈہ سے اپنی اپنی شکستوں کو چھپانے لگے۔ تعجب ہے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ اللہ اکبر، دوسری شکست، دونوں گھروں کی شکست، جھوٹ نہ بولیں تو اور کریں کیا بیچیں کیسے!

اجمالِ مناظرہ کوٹ نامدار :-

پہلے دن مولوی محمد عمر صاحب مناظر اہلسنت تو ویسے ہی غائب رہے میدان میں ہی نہ آئے۔ مگر جب اہلحدیث علماء مولوی محمد صدیق اور حافظ عبدالقادر صاحب روپڑی کا مع اپنی پارٹی کے مناظرہ کرتے ہار گئے۔ خلافت اصحاب ثلاثہ بنصِ کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ ثابت نہ کر سکے۔ اجماعِ اُمت یعنی حضرت علی علیہ السلام جناب فاطمۃ الزہراؑ اور حسنین ہمامین کی رضامندی اور شمول بروایت صحیحہ نہ دکھلا سکے۔ ضعیف روایات کام نہ دے سکیں۔ الٹا جب خالف عنا علی بخاری شریف صفحہ ۱۰۹ جلد ۲ کہ حضرت علیؑ مخالف ہوئے اور فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۴۳۵ کہ جناب سیدہ ناراض رہیں اور ناراض ہی مر گئیں حتی کہ وقت اور حسنین ہمامین امامین نے شیخین سے مسجد میں جا کر کہا اِنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِ جَدِّنَا کہ ہمارے نانا کے منبر سے نیچے اتر جاؤ۔ جب صواعق محرقہ سیرت حلبیہ تاریخ بغداد طبقات ابنِ سعد سے دکھایا تو بہت ہی کھسیانے ہو گئے اور ماتم میں حرمتِ ماتم کی کوئی آیت نہ لا سکی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت سارہ پ۲ اور حضرت رسالتمآبؐ کے ماتم فتح الباری جلد ۳ اور حضرت عائشہ کے ماتم کا مسند احمد بن حنبل صفحہ ۲۷۴ جلد ۶ اور

حدودات عصمت وطہارت کے ماتم بعد شہادت بر سرِ نقش حسینؑ کا کوئی جواب نہ ہو سکا اور شکستِ فاش ہو گئی۔ اور شکست کے آثار ایسے ظاہر ہوئے کہ عوام اہلِ سنت متاثر اور منفعل نظر آئے تو دوسرے دن اس شکست کی خفت کو مٹانے کے لئے مولوی محمد عمر صاحب خلافِ قرارداد یوم مناظرہ گذر جانے کے بعد گیدڑ بھبکیاں دینے لگے کہ شاید شیعہ چلے جائیں تو میری فضیلت بن جائے اور کہنے لگے وہ وہابی ہی تھے جو ہار گئے۔ میرے مقابلہ میں آئیں تو جانوں۔ وہ شعر مشہور زبانِ زد روز اوّل سچ ہے، جنگ ختم ہوئی تو غازی نکل آئے۔ جب تمام عذر بہانے چل نہ سکے تو تشریف لاکر وہ شکست کھائی کہ لوگوں کو اہلِ حدیث کا کل کا گذشتہ مناظرہ ہی غنیمت معلوم ہونے لگا۔ کیونکہ وہ تو دلائل کی شکست تھی۔ یہ اصول کی بیخ کنی تھی۔ کیونکہ مولوی محمد عمر صاحب کی بے علمی کو دیکھ کر اصول امانت و دیانت، شرم و حیا سب میدان چھوڑ گئے۔ دعویٰ دلیل میں تطابق تو کیا مناسبت ہی نہ رہی۔ سوائے گھر میں بیٹھ کر لکھی ہوئی کاپی کے کچھ پڑھ ہی نہ سکے اور گھر کے طاق والا خط میدان میں کام نہ آیا۔

مولوی محمد عمر نے اصولِ مناظرہ اصولِ حدیث اصولِ تفسیر اور اصولِ تاریخ کو کچھ اس طرح پامال کیا کہ شکست تو شکست مناظرہ میں بیٹھے ہوئے اہلِ سنت مارے شرم و حیا کے اُٹھ کر جانے بھی لگے۔

مبلغِ اعظم صاحب نے فرمایا کہ حضرات میں نے تو آپ کو پہلے ہی کہا تھا کہ مولوی محمد عمر اس میدان کا مرد نہیں۔ کیونکہ ختم درود محفلِ میلاد کا ماحول اور ہوتا ہے وہاں مرید اور معتقد ہوتے ہیں جو طبلے کی تھاپ پر سر ہلاتے جاتے ہیں، سارنگی کے سُر پر بھی وجد میں آجاتے ہیں۔ ان کے لئے تو داتا دربار کی قوالیاں بھی کافی ہوتی ہیں۔ مولوی محمد عمر صاحب کی سُر لَے تو ماشاء اللہ اچھی خاصی اور خاندانی ہے مگر مناظرہ مقامِ وعظ نہیں جدل ہوتا ہے۔ علم ہدایت کتابِ منیر کے بغیر کام نہیں چلتا۔ جیسا کہ فرمانِ خالق ہے۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُّنِيرٍ۔

مناظرہ علماء کا کام ہے فضلاء کا کام ہے مذہب کے وکلاء کا کام ہے۔ حاضر جوابوں کا کام ہے۔ ترنم کی لَے، خطابت کی طراوت، عقیدت کی حسنِ ظنی کام نہیں دیتی

یہاں دعویٰ و دلیل میں تطابق، دلیل میں تقریب، نقل میں تصحیح، منع و نقض معارضہ و ملازمت دلائل کے مقدمات و شواہد، بحث کے اجزائے ثلاثہ، مبادی اوساط اور مقاطع کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ مگر بریلویت میں یہ مکان بے دلیل عقیدت کے بنا برخلاف قرآن و حدیث طبلے اور ستار اور گھومر کے مقبرہ اور مزار خلافِ سنت بدعات کے انبار کھوکھلے دلائل کا بار کیسے اُٹھا سکتے ہیں۔ پیرانِ طریقت کے عرس میں تو بیہودے شاہ کی کافیاں بھی کام دے جاتی ہیں۔ مگر میدانِ مناظرہ کو ان پر قیاس کرنا سادگی اور خام خیالی ہے۔ بہر حال مولوی محمد عمر نے حضرات اہلِ سنت کو وہ شرمندہ و شرمسار کیا کہ لوگ کل والی کی شکست کو ہی غنیمت سمجھنے لگے۔

الغرض یہ دونوں پارٹیاں نوبت بنوبت باری باری مبلغِ اعظم صاحب کے سامنے کچھ اس طرح ہاریں کہ علم و فضل، عقل و نقل، اصول و ضوابط، صداقت اور دیانت سب کو خیرباد کہہ کے چلیں، اپنے دلائل کا دیوالہ نکال کے چلیں۔ شیعہ کے امام منصوص اور معصوم نظر آئے۔ ان کے ہزار ثبوت نظر آئے۔ اپنے خلفاء کی خلافت دلائل سے کوری نظر آئی۔

مظلومیتِ حسینؑ عالمگیر نظر آئی۔ صداقتِ مذہب، امامتِ علیؑ، طہارتِ زہراؑ سب کچھ شیعیت کے دامن میں نظر آئی۔ اب ہم مبلغِ اعظم صاحب کا اعلانِ مباہلہ ان کے اپنے الفاظ میں شائع کرتے ہیں۔

اِعلانِ مباہلہ از حقیر محمد اسماعیل

حضرات! چونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جو شخص قطعی فیصلہ اور مناظرہ ہو جانے کے بعد بھی جھگڑا کرے اور نہ مانے اس سے مباہلہ کرو اور فرمانِ امام معصوم بھی یہی ہے کہ جب کوئی نہ مانے تو ہمارے نام پر مباہلہ کرو۔ کما فی الکافی باب الایمان۔ سو میں چونکہ دونوں دن مناظرہ کر کے ہر دو پارٹیوں کو شکست دے چکا ہوں اور وہ موقعہ پر بالکل شکست کھا کے آئے ہیں اور بعد میں غلط جھوٹ بولنا شروع کیا ہے۔ لہٰذا میں مولوی محمد عمر اور مولوی محمد صدیق کو مباہلہ کی دعوت دیتا ہوں۔ جس مقدس مقام میں چاہیں شاہی مسجد میں یا

کربلا گامے شاہ میں جا ہیں اپنے بیٹے لیکر چلے آئیں میں بھی چلا آؤں گا اور سروں پر قرآن دکھ کر اعلان فرمائیں کہ ہم نے بنص کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ اصحاب ثلاثہ کی خلافت کو حسب شرائط نامہ ثابت کر دیا ہے اور مولوی محمد اسماعیل جواب نہ دے سکا۔ یا ہم نے قرآن کریم سے بنص صریح ماتم حسین کو حرام ثابت کر دیا اور مولوی محمد اسماعیل ماتم حسین قرآن و حدیث عمل اہل بیت سے رونا پیٹنا ماتم کرنا نہ دکھلا سکا۔ تو ہم دونوں فریق مل کر فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَی الْكَاذِبِيْنَ کے مطابق جھوٹے پر لعنت کی دعا کریں گے۔ ایک سال کی مہلت ہوگی۔ اگر یہ پھر بھی عذاب الٰہی سے بچ جائیں تو میں مان لونگا کہ یہ سچے ہیں یا میں عذاب کے نیچے آجاؤں گا۔ میں پنجتن پاک کا نام لیکر جھوٹے پر لعنت کرنے کیلئے ہر میدان میں آنے کو تیار ہوں۔ کیونکہ انہوں نے شکست کے بعد جھوٹ بولا ہے۔

(محمد اسماعیل)

ناشر: ناصر حسین ناصر معین مناظرہ۔ درس آل محمد فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

مناظرہ جھوک دایہ

ضلع جھنگ

١٧، ١٨ ستمبر ١٩٥٥ء

مناظرہ جھوک دایہ

○ یہ وہ مناظرہ ہے جس میں درجنوں دیو بندی اور بریلوی علماء کی معاونت کے باوجود تنظیم اہلسنت کے مبلغ مولوی دوست محمد قریشی، حضرت مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب مدظلہ شیعہ مناظر کے دلائل کو نہ توڑ سکے۔

○ یہ وہ مناظرہ ہے جس میں پیر سیال شریف کی موجودگی اور ان کی کرامات بھی مذہب اہلسنت کو نہ بچا سکیں۔

○ یہ وہ مناظرہ ہے جس میں اہلسنت کی تمام سابقہ شکستوں کی تصدیق ہو گئی۔

○ یہ وہ مناظرہ ہے جس میں اہلسنت کو اپنے کسی بھی صدر پر اعتماد نہ رہا اور بار بار انہیں تبدیل ہی کرتے رہے۔

○ یہ وہ مناظرہ ہے جس میں علماء اہلسنت ہر نشست کے بعد بھاگنے کی کوشش کرتے رہے۔

○ یہ وہ مناظرہ ہے جس میں مناظر اہل السنت اپنے مسلمات سے بھی انکار کرتا رہا۔ حتیٰ کہ بخاری شریف اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے منکر ہو گیا۔

○ یہ وہ مناظرہ ہے جس میں سنی بانی مناظرہ حاجی گہنا خاں کے بھتیجے محمد خاں اور غلام رسول خان گاڈی بلوچ نے میدان مناظرہ میں ہی شیعہ ہونے کا اعلان کر دیا۔

○ یہ وہ مناظرہ ہے جس میں مبلغ اعظم مدظلہ سے شکست کھا کر ندامت اٹھاتے ہوئے بریلوی علماء نے سیال شریف اور دیو بندی علماء نے جامع محمدی میں جا کر دم لیا۔

روئداد مناظرہ جھوک دایہ ضلع جھنگ

وجہ انعقاد شیعہ مناظر مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب مدظلہ کے مقابلہ پر اہلسنت کے ہر فرقہ کو میدان مناظرہ میں عبرتناک شکست ہوئی۔ چک نمبر ۱ تارڑ ضلع جھنگ میں مولوی اللہ بخش ضیائی اور مولوی قطب الدین صاحب کی ناکامی آج تک علاقہ میں مشہور ہے۔ ہرسہ شیخ دلیشیاں ضلع جھنگ میں مشہور بحث سنی مناظر مولوی برا مدین زیتری کی شکست ضرب المثل بن چکی ہے۔ وادی سندھ میں اہلحدیث کے نامور مناظر مولوی عبدالعزیز صاحب ملتانی تو ایسے حواس باختہ ہوئے۔ کہ غلط حوالے دینے شروع کر دیئے۔ کنڈھ میں سندھ کی خفت مٹانے کے لئے کمر ہمت تو باندھی مگر ایسی رسوائی نصیب ہوئی کہ آج تک مناظرہ کا نام نہیں لیتے۔ کرپالہ ضلع فیصل آباد میں جماعت اہلحدیث کے نوجوان مناظر مولوی محمد صدیق صاحب تاندلوی تو پہلی ٹکرن میں ہی فیل ہو گئے۔ اس شکست کو اپنی ناتجربہ کاری اور ابتدائی منزل سمجھتے ہوئے اپنے بزرگوں مولوی احمد دین صاحب گکھڑوی۔ مولوی محمد یحییٰ صاحب حافظ آبادی۔ مولوی محمد سلیمان صاحب اور مولوی حافظ عبدالقادر صاحب کی معیت میں حضرت کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ کے میدان میں پھر طبع آزمائی کے لئے تشریف لائے مبلغ اعظم کے سامنے ایسے عاجز ہوئے۔ کہ اہل السنت بانیان مناظرہ کی ہمت بھی ٹوٹ گئی۔ عبدالعزیز ملتانی کی طرح حواس باختہ ہو کر غلط حوالے دینے شروع کر دیئے۔ میزان الاعتدال کا غلط حوالہ سر میدان واپس لینا آج تک دنیا کو یاد ہے۔

صدر تنظیم اہل سنت مولوی نور الحسن صاحب مدیر دعوت گوتی باغ لاہور میں مناظرہ کے لئے شرائط تو طے کر بیٹھے۔ تاریخ کا اعلان بھی ہو گیا۔ مگر گھر بیٹھے ہی شکست قبول کر لی۔ اور اعلان کر دیا کہ میں تو مناظر ہی نہیں۔ بلکسر تحصیل چکوال ضلع جہلم میں مولوی اللہ یار صاحب چکڑالوی کو ایسے چکر آئے۔ کہ بسم اللہ پر ہی اپنا ایمان ثابت نہ کر سکا چنانچہ اس ندامت کو مٹانے کے لئے تنظیم اہل سنت کے صدر مبلغ مولوی دوست محمد قریشی کو ہمراہ لیکر حشمت مرالی تحصیل کبیروالا ضلع ملتان مناظرہ کے لئے تشریف لائے۔ اور شکست کھا گئے۔ اور اس شکست کو چکڑالوی صاحب مولوی دوست محمد قریشی کی نیند انی کا عذر

بیان کرتے رہے۔ چنانچہ کالووال ریحانال ضلع جھنگ میں قریشی صاحب کی بجائے جامع محمدی ضلع جھنگ اور مدرسہ دارالہدیٰ چوکیرہ ضلع سرگودھا کے علماء کو لے کر قسمت آزمائی کے لئے تشریف لائے۔ مگر مخدوم کے بزرگوں کا سایہ بھی تھا۔ مگر ایسی رسوائی ہوئی کہ مولوی نورالحسن صاحب تک انکی کم علمی سے واقف ہو گئے۔ اسی لئے تو اخبار دعوت میں اب انکے مضامین قبول نہیں ہوتے۔ ان شکستوں کو مجلس احرار نے بھی محسوس کیا ادھر محمد صدیق صاحب کاندلوی کو پے در پے شکستیں گھن کی طرح کھائے چلی جا رہی تھیں چنانچہ اہل حدیث مناظر نے اپنے بزرگوں کو نااہل سمجھتے ہوئے اہلسنت اور مجلس احرار کا سہارا لیا۔ اور ایک مشترکہ محاذ بنا کر جس میں بیسیوں تنظیمی علماء کے علاوہ مجلس احرار کے کرتا دھرتا مولوی محمد علی جالندھری اور مولوی لال حسین اختر بھی شامل تھے۔ کوٹ سمابہ ریاست بہاول پور میں نبرد آزما ہوئے۔ ہزار جدوجہد کے بعد بھی منہ کی کھائی اور سنی عوام انکی مناظرانہ خدمات سے سبکدوش ہو گئے۔

ان مناظروں کے علاوہ ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک صداقت مذہب شیعہ پر مبلغ اعظم کی تقریروں نے انقلاب عظیم پیدا کر دیا الحمدللہ بلا مبالغہ ہزاروں کی تعداد میں اہلسنت شیعہ مذہب قبول کر گئے اسکے سدباب کی خاطر تنظیم اہل سنت نے مذہب شیعہ پر فتح حاصل کرنے کی خاطر ایک شاطرانہ چال چلی۔ چنانچہ موضع جھوک وراہ ضلع جھنگ کے رئیس حاجی گہنہ خانصاحب بلوچ سے سازباز ہوئی۔ کہ وہ اپنے گاؤں میں شیعہ سنی مناظرہ کا انعقاد اس طریق پر کرائیں کہ کہا تو یہ جائے کہ باہمی افہام و تفہیم ہے۔ جانبین سے ایک ایک مناظر بلا لیا جائے۔ عام مناظرہ نہیں ہوگا۔ خانصاحب نے ملحقہ بستی کے شیعہ ملک غلام باقر کھوکھر سے فیصلہ کر لیا۔ ۱۷، ۱۸ ستمبر ۱۹۵۵ء تاریخ مقرر ہوئی۔ جب ضیغم پاکستان مولانا مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ پروگرام کے مطابق اکیلے ہی وہاں پہنچے۔ تو درجنوں علماء کے علاوہ نوابزادہ قمرالدین صاحب آف سیال شریف کی سرپرستی میں ہزاروں سنی عوام جمع ہو چکے ہوئے تھے۔ خدا زندہ و سلامت رکھے

حضرت مخدوم المخادیم پیر سید خضر حیات شاہ صاحب بخاری سجادہ نشین دربار عالیہ حضرت شاہ جیونہ رحمۃ اللہ علیہ کو جنہیں بروقت اس سازش کی اطلاع ملی تو انہوں نے رات ہی رات سارا انتظام فرما لیا۔ مبلغ اعظم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب قبلہ کو ان واحد میں بلا لینا بھی مخدوم

صاحب کی کرامت تھا۔ صبح ہوتے ہی ہزاروں کی تعداد میں ضلع جھنگ اور سرگودھا کے شیعہ عوام قومی کارکن اور رؤساء جھوک وراہ پہنچ گئے منتظم مناظرہ ہوا اور تنظیم اہلسنت کی عبرتناک شکست ایک تاریخی حیثیت اختیار کر گئی۔

سید بشیر حسین بخاری
سرگودھا

موضوعات مناظرہ

۱ شیعہ مناظر شیعوں کا ایمان بالقرآن باقوال آئمہ الکرام وغیرہم ثابت کرے گا۔ سنی مناظر اس کی تردید کرے گا۔

۲ اثبات خلافت حضرات ثلاثہ از آیات قرآن مجید و کتب معتبرہ شیعہ بذمہ سنی مناظر تردید بذمہ شیعہ۔

۳ شیعہ مناظر امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خلافت بلافصل با آیات قرآن ثابت کرے گا۔ اور سنی مناظر تردید کرے گا۔

۴ سنی مناظر بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ورثہ اور فدک کے مستحق نہ ہونے کا قرآن اور کتب معتبرہ شیعہ سے ثابت کرے گا۔ اور شیعہ مناظر اس کی تردید کرے گا۔

شیعہ کا ایمان بالقرآن

شیعہ مناظر:- مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل
صدر:- مولانا مرزا یوسف حسین۔
ثبوت بذمہ شیعہ تردید بذمہ سنی۔
سنی مناظر:- مولوی دوست محمد قریشی
صدر:- مولوی احمد شاہ چوکیروی۔

مبلغ اعظم نے فصیح و بلیغ خطبہ کے بعد یہ آیہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ پ۱۴ تلاوت کرتے ہوئے تفسیر صافی سے ثابت کیا۔ کہ خدائے

تعالیٰ اس قرآن مجید کا تحریف و تغییر۔ زیادتی اور نقصان سے محافظ ہے نہج البلاغہ ص۶ ج۲ سے جو حظ مسطور بین الدفتین پڑھ کر بقول جناب امیر المومنین علیہ السلام ثابت کیا کہ قرآن وہی ہے۔ جو بین الدفتین ہے اور انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی سے ثابت کیا کہ شیعہ کا ایمان قرآن اور آل محمد پر ہے۔ اصول کافی ص۳۹، ص۲۹ اور ص۳۱ سے بروایت رسول خدا امام جعفر الصادق امام موسیٰ کاظم اور امام رضا سے یہ ثابت کیا۔ کہ جو روایت مخالف کتاب اللہ ہو۔ وہ دروغ بے فروغ اور قابل رد ہے۔ اعتقادیہ شیخ صدوق ص۲۴ سے شیعہ کا اعتقاد بالقرآن اور آخری فقرہ ومن نسب الینا انا نقول انہ اکثر من ذالک فھو کاذب پیش کیا کہ جو شیعوں کی طرف قرآن مجید کے متعلق زیادتی منسوب کرے۔ وہ جھوٹا اور کذاب ہے۔ مگر مولوی دوست محمد صاحب قریشی ان چیزوں کا تو کوئی جواب ہی نہ دے سکے۔ اور کتب شیعہ سے بعض اخبار ضعیفہ اور ظنیہ پڑھ کے بعض آیات میں تحریف ثابت کرنے کی کوشش کی۔ جس کو مبلغ اعظم نے با اصول سابقہ اور تفسیر صافی ص۱۱ سے نقل اخبار ضعیفہ پیش کر کے فرمایا کہ یہ سب روایات بقول السید مرتضیٰ علم الہدیٰ ضعیف اور ناقابل قبول ہیں قرآن مجید کی صحت قطعی ہے۔ اور قطعی کے سامنے ضعیف و ظنی کی کوئی حقیقت نہیں۔ مگر مولوی دوست محمد صاحب قریشی سے کوئی جواب بن نہ آیا۔ تو خلاف موضوع علی علیہ السلام کا ثلاثہ کی اقتداء میں نماز کی ادائیگی کا قصہ بیان کرنا شروع کر دیا۔ شیعہ مناظر نے کہا خلاف موضوع نہ چاہیئے یہ قصے اگلے موضوع میں پیش کریں۔ آپ نے تب سنی کتب سے (۱) بقول حضرت عمرؓ نوے پارے کا قرآن۔ تفسیر اتقان ص۷۲ ج اول (۲) سورہ خلع اور سورہ حفد کا اضافہ۔ تفسیر در منثور ص۴۲۱ جلد ۶ (۳) معوذتین (سورہ فلق اور الناس) کی کمی۔ تفسیر ابن کثیر ص۵۷۱ ج۴ (۴) معوذتین کے انکار سے عدم کفر فتاوی قاضی خان ص۳۸۸ (۵) فی مواسم الحج کی کمی بخاری شریف ص۳۴۵ ج۲ (۶) "وزھطک منھم المخلصین" کی کمی بخاری شریف ص۷۰۲ ج۲ (۷) حضرت عثمان کا قرآن جلانا۔ بخاری شریف ص۷۴۶ ج۲ (۸) بی بی عائشہ کی بکری کا آیات رجم اور رضاعت الکبیر کو چر جانا (ابن ماجہ ص۱۴۱) (۹) آیت مخالف قول صحابہ کا منسوخ تصور کیا جانا۔ اصول کرخی ص۸ اور فتاوی قاضی خان ص۴۱۲ ج۴ سے حنفی مذہب کے نزدیک قرآن پاک کا پیشاب سے لکھنا جائز پیش کیا تو دنیا انگشت بدندان ہو کر رہ گئی۔ کہ خداوندا! یہ سنی مذہب کیا بلا ہے۔ کہ جس میں

قرآن کو جلانا اور پیشاب تک سے لکھنا بھی جائز ہے۔ سُنی صدر مولوی احمد شاہ چوکیروی نے جب دیکھا کہ مولوی دوست محمد قریشی کی حالت پتلی ہو چکی ہے اور سُنی کیمپ پر مبلغ اعظم کے حوالہ جات سے وحشت طاری ہو رہی ہے۔ تو فوراً کھڑے ہو کر چلائے۔ کہ حنفیہ کا فتاویٰ نہیں ہے مبلغ اعظم نے فرمایا۔ کہ اگر ابوبکر اسکاف کا ذکر طبقات حنفیہ میں نہ ہو تو داڑھی منڈانے کی شرط رہی۔ بس پھر کیا تھا چوکیروی حضرات بصورت بجھاگ ہو کر رہ گئے۔ اور پھر آخر مناظرہ تک اسٹیج کے قریب نہ آئے۔

خلافت حضرات ثلاثہ

ثبوت بذمہ سُنی۔ تردید بذمہ شیعہ۔ اس دفعہ سُنی صاحبان نے مولوی احمد شاہ چوکیروی کو صدارت سے معزول کر کے مولوی درویش محمد کو صدر بنایا۔ مگر شیعہ کیطرف سے جناب مولانا مرزا یوسف حسین صاحب ہی رہے سُنی مناظر نے آیہ استخلاف تلاوت کر کے اصحاب ثلاثہ کو خلیفہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔ نہ ہی ان کا ایمان ثابت کر سکے اور نہ ہی ان کے حق میں کوئی نص پیش کر سکے۔ نہ ان سے شرک و ظلم کی نفی پیش کرنے کی ہمت ہوئی اور نہ ہی مَن کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ کا کوئی مفہوم پیش کر سکے۔ مبلغ اعظم نے آیہ استخلاف کی تشریح کرتے ہوئے ثابت کیا۔ کہ خلافت کا وعدہ تو اللہ نے خود کیا ہے۔ اور لیستخلفنهم کا فاعل بھی خدا ہے۔ لہٰذا سوائے خدا کے کوئی دوسرا خلیفہ مقرر نہیں ہو سکتا۔ قریشی دوست محمد صاحب نے اس کا جواب تو نہ دیا۔ البتہ شیعہ کتب کی روایات میں کمی زیادتی کر کے حضرت ابوبکر کے پیچھے حضرت علی علیہ السلام کی نماز پڑھنا پیش کی۔ تو مبلغ اعظم نے احتجاج طبرسی صفحہ ۵۶ اور بحار الانوار صفحہ ۹۵ ج ۸ سے پوری عبارات پڑھ کر یہ ثابت کیا کہ قریشی صاحب ابوبکر کی تجویز قتل علی المرتضےٰ بمسجد صلے منفرد کہ حضرت علیؑ کی انفرادی طور پر اپنی نماز پڑھنے کو کھا گئے ہیں۔ اور کہا کہ کسی جگہ پر نیت اقتداء بغیر ذکر قتل علی کوئی روایت پیش کرو۔ تو ہم تسلیم کرنے کو تیار ہیں۔

شیعہ مناظر نے جب مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۶ اور بیہقی صفحہ ۱۳۲ ج ۲ سے امیر فاسق و فاجر

[illegible]

معاوضہ کام نہ آسکا۔

مبلغ اعظم نے مسلم شریف صفحہ ۱۲۰ ج ۲ سے بقول حضرت عمر یستخلف پیش کیا کہ رسول اللہ نے ہم کو خلیفہ نہیں بنایا۔ اور تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۹۵ ج اول حضرت عمر کی حسرت و افسوس کہ معلوم نہ ہو سکا کہ حضور کے بعد کون خلیفہ ہے، تو قریشی صاحب سے تمام ہزارت باطلہ چکنا چور ہو گئے۔ اس کے آپ نے

(۱) حدیث ثقلین۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۶۹ (۲) انی تارک فیکم الثقلین۔ در منثور صفحہ ۱۲ ج ۲ (۳) ھذا اخی و وصی و خلیفتی فیکم فاسمعوا لہ واطیعوا۔ تفسیر خازن ج ۵ صفحہ ۱۲ علی میرا بھائی ہے وصی ہے خلیفہ ہے اس کا حکم سننا اور اسکی تابعداری کرنا۔ (۴) انت خلیفتی من بعدی۔ (خصائص نسائی صفحہ) اے علی تو میرا خلیفہ ہے۔ میرے بعد یا علی انت خلیفتی فی حیاتی و فی مماتی۔ اے علی تو میری زندگی اور موت میں خلیفہ ہو۔ (۵) عمّمنی رسول اللّٰہ یوم غدیر خم کہ سرکار دوعالم نے بروز غدیر خم علی کے سر پر دستار بندھائی۔ مسند ابوداؤد طیالسی صفحہ ۲۳ پیش کر کے اختصاص خلافت باہل بیت اور خلافت جناب امیر المومنین علی علیہ السلام ثابت کر کے فرمایا کہ قریشی صاحب! اگر جرأت ہے۔ تو اس طرح خلافت ثلاثہ پیش کرو۔ مگر قریشی صاحب کے طوطے اڑ چکے تھے۔ سوائے تخت پر قبضہ اور ملک گیری کے ان کے پاس دلیل ہی کوئی نہ رہی۔

شیعہ مناظر مبلغ اعظم نے کہا قریشی صاحب! ملک گیری بھی خلافت حقہ کی دلیل بن سکتی ہے؟ کچھ غور تو کرو۔ تخت پر قبضہ کر لینا ثبوت حقانیت نہیں ہو سکتا۔ دیکھیے رسول اللہ بنی فلاں ینزون علی منبرہ نزو القردۃ کہا آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے بنی فلاں کو دیکھا کہ وہ میرے منبر پر کودیں گے۔ مثل بندروں کے۔

۱ تفسیر در منثور صفحہ ۱۱۱ جلد ۴
(۲) تفسیر در منثور ج ۶ صفحہ ۲۷۱
۳ تفسیر عزیزی سورہ قدر
۴ تفسیر ابن جریر سورہ قدر کی روایات سے ثابت ہوتا کہ حضور نبی اکرم کے منبر پر تو بندر ہی ناچیں گے فرمایئے بندر کون سے ہیں۔

تو قریشی صاحب نے جواب دیا کہ بندر یزید ہے۔ تو شیعہ مناظر نے کہا کہ اوّل

تو یہ صیغہ جمع ہے ۔ اور باقی بندر بتلاؤ کون ہیں ؟ اور یزید تمہارا چھٹا خلیفہ بھی تو ہے ۔ دیکھو شرح فقہ اکبر صفحہ اور بخاری شریف صفحہ ۱۰۵۲ ج ۲ ۔ فتح الباری صفحہ ج ۱۳ صواعق محرقہ صفحہ ۱۲ پر یہ بھی لکھا ہے ۔ کہ یزید بارہ میں سے ہے جن پر امت کا اجماع ہوا ہے فرمائیے کیا بندروں پر بھی اجماع امت ہوا کرتا ہے ۔ اس پر نعرے بلند ہوئے اور قریشی صاحب بہت ہی کھسیانے ہو کر رہ گئے ۔ حتیٰ کہ پیچھے سے علمائے اہل سنت نے بھی ان کی ملامت کی کہ یزید کو بندر کیوں کہا ہے ۔

دنیا حیران ہو رہی تھی ۔ کہ سنی کتب میں جب یزید بھی خلیفہ ہے ۔ تو پھر معیار خلافت کیا رہا اس کے بعد قریشی صاحب نے فتوحات ملکی کو معیار خلافت قرار دیا ۔ تو مبلغ اعظم نے کہا ۔ کہ حضور فتوحات ملکی معیار نہیں ۔ اس قسم کی تائید دین تو اللہ فاجر سے بھی کرا لیتا ہے ۔ دیکھو بخاری شریف صفحہ ۴۲۰ ج ۱

ان اللہ لیؤید الدین بالرجل الفاجر ۔ اور قسطنطنیہ کا فاتح کون ہے ؟ کیا یہی یزید تو نہیں ۔ کیا اسی فتح پر فخر کرتے ہوئے آپ کے علماء نے اسے جنتی تو نہیں لکھ دیا ؟ دیکھو موطا امام مالک مترجمہ صفحہ ۲۵۹

اس پر تو قریشی صاحب کے تو حواس اڑ گئے اور دنیا یزیدی یزیدی کا شور کرنے لگ گئی جب مبلغ اعظم نے فتویٰ عبدالحی جلد ۲ صفحہ ۱۱۸ سے خلافت ثلاثہ کی نفی اور خلافت جناب علی علیہ السلام کا اثبات بدیں الفاظ پیش کیا ۔

قلت یا رسول اللہ الا تستخلف ابابکر قال عرض علی فلت یا رسول اللہ الا تستخلف عمر فاعرض عنی فرأیت انہ لم یوافقہ قلت یا رسول اللہ الا تستخلف علیاً قال فلت والذی لا الہ غیرہ لا یتبعوہ اطعتموہ ادخلکم الجنۃ ۔

حضور نے ابوبکر و عمر کی خلافت سے منہ پھیر لیا ۔ یہ بات موافق مزاج رسول نہ آئی ۔ اور خلافت علی کے وقت قسم کھا کر فرمایا ۔ کہ اگر تم ان کی بیعت اور ان کی تابعداری کرو گے تو تم سب کو داخل جنت کر دیں گے ۔ اس حدیث کا جواب قریشی صاحب آخری وقت تک نہ دے سکے ۔ مناظرہ کی دوسری نشست ختم ہوئی ۔ مبلغ اعظم

[illegible]

خلافت بلا فصل علی علیہ السلام بآیات قرآن

ثبوت بذمہ شیعہ ———— اور ———— تردید بذمہ سنی

اس دفعہ سنی صدر پھر تبدیل کر دیا گیا ۔ مگر شیعہ صدر بدستور رہا

مبلغ اعظم نے بعد خطبہ ارشاد فرمایا ۔ حضرات اس عنوان میں ہمارے دو دعوے ہیں ۔ دعویٰ اول کہ علی علیہ السلام نص کے خلیفہ ہیں ۔ اجماع اور شوریٰ کے نہیں ۔ دوسرا کہ وہ خلیفہ اول ہیں ۔ ان سے پہلے کوئی نہیں ۔ اور یہی بلا فصل کا مطلب ہے ۔ جب تک فصل ثابت نہ ہو جائے اس وقت تک وہ بلا فصل ہیں اگر فصل ثابت ہو جائے پھر بلا فصل نہ رہیں گے ۔ فصل سے مراد خلافت ثلاثہ ہے جس کی نفی کل ہو چکی ہے

قریشی صاحب اپنے ثلاثہ کی خلافت نہ قرآن سے ثابت کر سکے اور نہ حدیث سے آج میرے ذمہ خلافت علی علیہ السلام کا اثبات ہے ۔ لیجئے میں حدیث کو چھوڑ کر صرف قرآن سے خلافت علی المرتضیٰ ثابت کرتا ہوں ۔ یہ ہے زور صداقت مذہب شیعہ ۔ کہ سنی تو اپنے بزرگوں کی خلافت حدیث سے بھی ثابت نہ کر سکے اور شیعوں کے امام کی خلافت قرآن سے بھی ثابت ہو رہی ہے اس کے بعد مبلغ اعظم نے اس موضوع کے تین حصے کر دیئے

اول ۔ خلافت مطلقہ ——— دوئم ۔ اختصاص خلافت باہل بیت ۔ سوئم خلافت علی بنص قرآن جس پر آپ نے بیسیوں آیات قرآنی پیش کیں ۔ جو انشاء اللہ العزیز مفصل رسالہ میں طبع ہوں گی ۔

اول ۔ خلافت مطلقہ کا وجود آیہ استخلاف پارہ ۱۸ سورہ نور وعد اللہ الذین الخ سے ثابت کیا ۔ اور خلافت کو عامہ اور اصول میں داخل کیا ۔ اور پھر ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا پ ۲۲ سورہ فاطر اور وجعلنا للمتقین اماما پ ۱۹ سورہ شوریٰ و من خلقنا امۃ یہدون بالحق وبہ یعدلون پ ۹ سورہ اعراف و من قوم موسیٰ امۃ یہدون بالحق وبہ یعدلون سورہ اعراف سے ثابت کیا ۔ کہ خلیفہ معصوم اور مصطفیٰ اور وارث کتاب اللہ اور ہادی بالحق و عادل بالحق ہو گا اور اس کے نہ ماننے والا فاسق و منکر ہو گا ۔ اس کے بعد آل ابراہیم و آل عمران علی العالمین پ ۳ سورہ آل عمران ۔ ولقد اتینا بنی اسرائیل الکتاب والحکم والنبوۃ پ ۲۵ سورہ جاثیہ ۔ فقد

آل یعقوب ۔ پ۱۲ سورہ یوسف ۔ اتعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت
پ۲۲ سورہ ابراہیم ۔ انما یرید اللہ الخ پ۲۲ سورہ احزاب وغیرہ پیش کر کے آل انبیاء کا معصوم
اور مختص بالخلافۃ والامامۃ ہونا ثابت کیا جس کا قریشی صاحب اور خواجہ صاحب حل کو بھی
لوڑ جواب نہ دے سکے ۔ بلکہ عذرات باطلہ شروع کر دیئے کہ اگر خلافت حضرت علی اور
اہلبیت کا حق تھا ۔ تو ثلاثہ کیوں قابض ہو گئے ۔ جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور داؤد اور
رسول خدا کے دشمنوں کو ہلاک کر دیا ۔ تو علی کے دشمن کیوں نہ ہلاک ہو گئے ۔ جس پر مبلغ اعظم
نے فرمایا کہ ان حضرات انبیاء علیہم السلام پر قبضہ نہیں بلکہ خلیفہ حق کا انکار اور مقابلہ ہے اور مقابلہ
مقابلے ہمیشہ ہوتے رہے ہیں اللہ نے انی جاعل فی الارض خلیفہ فرمایا تو شیطان نے انکار کر دیا
حضرت آدم وفات پا گئے شیطان کا گروہ ابھی تک تسلط ہے ۔ کیا اس سے حضرت
آدم کی خلافت کا غصب ثابت ہوتا ہے یا خدا کے وعدہ کے خلاف ؟ بلکہ شیطان ملعون
ہو کر پھر رہا ہے ۔ حضرت موسیٰ نے ہارون کو خلیفہ بنایا ۔ سامری نے خواہ مخواہ بچھڑا
بنا لیا ۔ اور حضرت ہارون سے مقابلہ کیا ۔ اسی طرح حضرت ہارون کی خلافت غصب ہو
گئی ۔ بلکہ قوم خلیفہ حق کا انکار کر کے گمراہ ہو گئی ۔ مگر ان کو قریشی صاحب نے ہاتھ تک
بھی نہ لگایا اور زور شور سے چلانا شروع کر دیا ۔ کہ شیعہ ہار رہے ہیں ۔ تو علی کا نام قرآن
سے دکھاؤ ۔ جس پر مبلغ اعظم نے کہا ۔ پہلے جناب میں علی کا نام بھی قرآن سے دکھاتا ہوں اگر
علی کا نام قرآن میں ثابت ہو جائے تو پھر ۔ پھر تو ثالث کی خلافت ہو گئی ۔ اس کے بعد فرمایا
حضرت ثلاثہ کے لئے چار [illegible] ہیں ۔ استخلاف ۔ علم و حکمت اور نص میں چاروں چیزیں
علی کے لئے ثابت کرتا ہوں ۔ مبلغ اعظم نے نہایت خوش الحانی کے ساتھ سورہ زخرف پارہ
۲۵ سے وانہ فی ام الکتاب لدینا لعلی حکیم ۔ ام الکتاب جو ہمارے پاس ہے ثابت ہے کہ البتہ
علی صاحب حکمت ۔ اس پر سنی ناظرین نے اور حضرت خواجہ صاحب اور ان کے مریدوں و
درویشوں نے شور مچا دیا غلط ترجمہ غلط ہے ۔ مولوی دوست محمد قریشی نے گلا پھاڑتے
ہوئے کہا ۔ کہ اگر صداقت ہے ۔ تو کسی شیعہ تفسیر یا کتاب سے دکھاؤ کہ اس سے مراد نام علی
ہے ۔ اس پر مبلغ اعظم نے کہا ۔ پہلے یہ میرے ہاتھ میں تفسیر صافی ہے ۔ اس کے صفحہ پر اسی
آیت کی تفسیر میں ہے وانہ فی ام الکتاب لدینا لعلی حکیم یعنی امیر المومنین مکتوب فی الحمد قال اللہ
تعالیٰ اھدنا الصراط المستقیم قال الصادق علیہ السلام ہو امیر المومنین یعنی علی سے مراد ا

الحمد اور اھدنا الصراط المستقیم جس سے بقول امام جعفر صادق علیہ السلام امیر المومنین علیہ السلام
مراد ہیں ۔ تفسیر صافی صفحہ ۔ اور دوم پیش کی روح المعانی ان الصادق ہو امیر المومنین فی ام الکتاب
کہ حضرت امام صادق آل محمد فرماتے ہیں کہ یہاں پر علی سے مراد امیر المومنین ہیں ۔ [illegible] قریشی
صاحب نے ترجمہ مقبول کی طرف توجہ دلائی تو اس کے حاشیہ پر بھی بقول امام جعفر صادق
علیہ السلام یہی تفسیر تھا ۔ پھر سنی گروپ نے شور مچانا شروع کر دیا ۔ بمشکل شور و غوغا کو بند
کرایا گیا ۔ مبلغ اعظم نے واجعل لی لسان صدق فی الآخرین سورہ شعراء کی تلاوت کر کے
کہ لسان صدق کا امت آخری میں ہونا ثابت کیا اور وجعلنا لہم لسان صدق علیا سے جناب
امیر المومنین کا لسان صدق ہو کر جملہ انبیاء کا ہونا ثابت کر رہے تھے ۔ کہ ان لوگوں نے اپنے
عوام کو شور مچانے پر ابھارنے لگے تا کہ آیات قرآنی کو کوئی نہ سن سکے ۔ [illegible] پکار پکار
کر کہہ رہا تھا ۔ اے خالفو ! آؤ اللہ صرف نحو سے میرے ترجمہ کو غلط کر دو تو میں ہار مان لوں گا ۔
جیتے ہنے گا ۔ مگر ملاؤں کا یہ گروہ جس میں مولوی احمد شاہ پیر گیلانی ۔ مولوی [illegible] محمد
احمد پور سیالوی ۔ خواجہ قمر الدین سیالوی ۔ مولوی عبد العزیز ۔ مولوی حامد علی گجراتی
وغیرہ کے علاوہ جو سلانوالی چنیوٹ و جامعہ محمدی اور دیگر [illegible] سے بھی فراہم کئے گئے
تھے ۔ کوئی ایک بھی قاعدہ نحوی پیش نہ کر سکا اور کسی کو جرأت نہ ہوئی ۔ کہ ترجمہ کو غلط ثابت
کرے آپ نے فرمایا ۔ میں تسلیم کرتا ہوں ۔ کہ علم علی منقول عن الصفۃ ہے ۔ اگر صفت اصلیہ
کا اعتبار کیا جائے ۔ تو اس نام کے معنی عالیشان کے ہیں ۔ مگر جب علم مراد لیا جائے تو نام
علی ہے ۔ اور علم مراد لینے پر کوئی احتمال نحوی پیش کر دو ۔ اگر تفسیر یا روایت کا الزام ہے
تو تفسیر آئمہ اطہار کا جواب دو ۔ میں ترجمہ جعفر صادق و حسن عسکری اور موسیٰ کاظم علیہم السلام
کی موجودگی میں کسی ترجمہ کو صحیح نہیں سمجھتا چنانچہ تفسیر صافی میں صفت مراد لینے کا ضعف
لفظ قیل سے ظاہر ہے ۔ اور نام علی پر نص امام موجود ہے ۔ یا تو کسی معصوم کی نص سے اس
ترجمہ کو غلط ثابت کرو یا قرآن کی عبارت سے نص قلی عنادی یا نقلی یا معنوی استنادہ پیش کرو
مگر خواجہ قمر الدین سیالوی کی سرپرستی کے باوجود سنی گروپ عاجز آ گیا ۔ اور کوئی جواب نہ بن
پڑا اللہ اکبر ۔ یا رسول اللہ اور یا علی کے فلک شگاف نعروں سے فضا گونج اٹھی ۔
[illegible]
اس مسئلہ میں شیعہ سنی بعد میں متحد ہو تے ہیں ۔ مگر مبلغ اعظم نے اس موضوع کو اس طرح

پڑھایا۔ جو علاقہ بھر میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یادگار رہے گا۔ چونکہ وراثۃ انبیاء کی نفی کے لئے
قرآن مجید میں کوئی آیت موجود نہیں۔ حضرت ابوبکر سے لیکر آج تک سنی مولویوں کا گذارہ حدیث
لا نورث پر ہی رہا ہے مگر قریشی صاحب نے عوام کو دھوکا دینے کے لئے عدم وراثۃ انبیاء
پر دو آیتیں پیش کیں۔ ولا تمدن عینیک کہ اے نبی تو اپنی آنکھوں کو کفار کے مال و متاع
کی طرف دراز نہ کر۔ اور دوسری آیت زین الناس حب الشہوات من پیش کر کے ادھر
ادھر کی بے محل باتیں جن کا موضوع سے کوئی تعلق تک بھی نہ تھا۔ بیان کیں۔ اور ثابت
کیا کہ پیغمبر اسلام کی تو کوئی جائداد ہی نہ تھی۔ لہذا وراثت کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا
مبلغ اعظم نے جوابی تقریر میں ارشاد فرمایا۔ کہ حضرت مولوی دوست محمد صاحب دنیا
کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں ان آیات کا مطلب یہ نہیں۔ بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ کافروں
کا جاہ و جلال اور مال و متاع آپ کو مرعوب نہ کرے۔ اور دوسری آیت کا اگر یہی مطلب
ہے۔ جیسا کہ قریشی صاحب نے فریب دیا۔ کہ بچوں اور عورتوں کی محبت پیغمبروں کو نہیں
ہوتی۔ اور یہ حق بالعموم ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ پیغمبروں کے نہ ہی بچے ہو سکتے ہیں
اور نہ ہی بیویاں۔

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیرہ بیویاں اور اولاد ثابت ہے۔ فرمایئے اگر
آقائے نامدار کو مال کی ضرورت نہیں۔ تو آپ کہاں سے کھاتے تھے ازواج کو خرچ
کہاں سے دیتے تھے۔ اس کے بعد آپ نے فان للہ وللرسول ولذی القربیٰ پارہ نمبر ۱۰
سورہ انفال وما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القریٰ فللہ وللرسول ولذی القربیٰ پ ۲۸ ع ۴ سے پیش
کیا کہ مال غنیمت سے پانچواں حصہ اور مال فئے اللہ اور رسول اور پیغمبر کے قریبیوں کا
ہے۔ اس کے بعد مبلغ اعظم نے مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۹۲ شرح نووی سے تاجدار
رسالت کی جائداد کی تفصیل یوں پیش کی کہ حضور کو جائیداد تین حقوق سے حاصل ہوئی
تھی اوّل وہ جو مخیریق یہودی نے یوم احد اسلام لا کر حضور کو ہبہ کی اور بنی نضیر کے سات
باغ اور جو انصار نے حضور کو زمینیں دی تھیں وکانت ھذہ املاکا کے الفاظ دکھائے
کہ یہ حضور کی ملکیت خاص تھی۔ حق تعالیٰ نے ارض بنی نضیر جس کی جائداد منقولہ حضور
نے تقسیم کر دی وکانت الارض لنفسہ اور زمین حضور کی ذاتی جائیداد رہی۔ اسی
طرح سے زمین فدک اسی کان خالصا لہ کے الفاظ دکھائے کہ یہ رسالت مآب کی خاص

ملک تھا۔ اسی طرح تہائی وادی قریٰ کی اور خیبر کے دو قلعے وطیح اور سلالم تحت ثالث خمس
خیبر سے آپ کا حصہ اور فتوحات خیبر و غنیمت سے آپ کا حصہ فکانت ھذا کلھا ملکا
لرسول اللہ خاصۃ لا حق فیھا لاحد غیرہ کہ سب کچھ رسول خدا کی خاص ملکیت جس میں
کسی غیر کا حق نہ تھا۔ آپ جس طرح چاہتے خرچ کرتے تھے یہ سننے کے بعد عوام پر
قریشی صاحب کا فریب ظاہر ہو گیا شیعہ مناظر نے کہا حضرات کیا جناب فاطمۃ
الزہرا اخوش محمد کی بی دوست محمد قریشی جتنا قرآن نہ جانتی تھیں۔ جنہوں نے
سرکار مدنی کی وراثت کا دعویٰ کیا۔ اور ابوبکر نے انکار کے باعث اس پر غضب
ناک ہو گئیں اور تا وفات معصومہ کونین غضب ناک رہیں۔ رات کو دفن ہوئیں علی علیہ السلام
نے جنازہ پڑھا۔ اور ابوبکر کو جنازہ میں شریک نہ ہونے دیا اہلسنت کی سب سے بڑی
مستند مشہور اور مایۂ ناز کتابیں بخاری شریف جلد اوّل صفحہ ۴۳۵ و مسلم شریف جلد دوم ص ۹۱
آپ نے جب انکی عبارات پڑھ کر ترجمے کئے۔ کہ رسول اللہ کی اکلوتی بیٹی صدیقہ
وطاہرہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا دربار خلافت سے کس طرح خالی واپس آئیں۔ تو اس
پر ایک رقت کا سماں پیدا ہو گیا۔ دنیا زار و قطار رو رہی تھی۔ قریشی صاحب نے کہا
روتے کیوں ہو؟ شیعوں نے جواب دیا۔ ہم آل محمد کے مصائب پر رونا ثواب سمجھتے
ہیں آپ بنت رسول پر جتنے حملے کر سکتے ہیں کر کے روح ثلاثہ سے خراج تحسین
حاصل کر لو قریشی صاحب سے جب احادیث بخاری و مسلم کا کوئی جواب نہ بن سکا۔
تو مولوی دوست محمد قریشی نے صحیح بخاری اصح الکتب بعد کلام باری کی صحت سے
انکار کر دیا۔ اور کہا میں بخاری و مسلم کی ان احادیث کو نہیں مانتا ان کتب میں شیعوں
نے بہت سی حدیثیں گھسیڑی ہیں۔ قریشی نے کہا فغضبت والی حدیث کا راوی محمد بن مسلم
ابن شہاب زہری ہے۔ اس پر مبلغ اعظم نے ہندوستان و پاکستان کے مایہ ناز محدث
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی ممتاز کتاب حجۃ اللہ البالغہ سے اما الصحیحان فقد اتفق
المحدثون علی ان جمیع ما فیھما من المتصل المرفوع صحیح بالقطع کہ تمام محدثین نے اتفاق کیا
ہے۔ کہ بخاری و مسلم کی تمام حدیثیں قطعی طور پر صحیح ہیں وانہ کل من یھون امرھما فھو مبتدع
متبع غیر سبیل المومنین جو بخاری اور مسلم کے امر کی توہین کرے۔ وہ گمراہ بدعتی اور سبیل
مومنین کے خلاف کی اتباع کرنے والا ہے۔ آپ نے کہا حضور خواجہ صاحب فرمایئے

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق آپ حضرات جنتی اور خارجی ہو گئے یا نہیں۔ جب اس کا کوئی جواب نہ بن پڑا تو قریشی نے یوں گوہر افشانی کی کہ فن رجال وعلم رجال شاہ ولی اللہ کی اپنی تحقیق ہے اور میری اپنی تحقیق ہے۔ میرے لئے وہ کوئی حجت نہیں۔ ان کا قول انہیں لوگوں کے لئے تھا۔ جو اس وقت موجود تھے۔ مبلغ اعظم نے کہا کہ حضور اگر اسی طرح اپنے مسلمات سے انکار کرنا ہے تو پھر مناظرہ کی ضرورت کیا سنی کیمپ نے پھر آسمان سر پر اٹھانا شروع کر دیا۔ کہ زہری شیعہ تھا۔ مبلغ اعظم نے کہا۔ کہ اگر کتب اہل سنت میں زہری کا امام اور حجت ہونا ثابت نہ کر لوں تو خواجہ قمر الدین صاحب کے ہاتھ پر ابھی بیعت کر لوں گا۔ آپ نے تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص۱۰۲ سے الزہری اعلم الحفاظ ابوبکر محمد بن مسلم القرشی الزہری المدنی الامام اور قول امام مالک اسی تذکرۃ الحفاظ ص۱۰۲ سے قال مالک بقی ابن شہاب وما لہ فی الدنیا نظیر بقول امام مالک دنیا میں زہری کا کوئی نظیر نہیں ہے۔ بس اس کے بعد قریشی صاحب و خواجہ صاحب اور ان کے حواری خاموش ہو کر رہ گئے۔ اس کے بعد مبلغ اعظم نے سیرت حلبیہ جلد ۲ ص۳۶۱ سے عمر بن الخطاب کا سیدہ کونین جناب فاطمۃ الزہرا کی سند کو چاک چاک کرنا پیش کیا۔ تو حضور خواجہ صاحب سیالوی پھر کھڑے ہو گئے۔ اور کہا یہ کتاب اہل السنۃ کی نہیں لیکن جب مبلغ اعظم نے سیرت حلبیہ کے سرورق پر بخط جلی مصنف کا نام برہان الدین الحلبی الشافعی لکھا ہوا دکھایا تو خواجہ صاحب کھسیانے ہو کر بیٹھ گئے۔ لیکن دوست محمد قریشی نے فوراً پینترا بدل لیا۔ کہ ہم حنفی ہیں۔ شافعی نہیں۔ مبلغ اعظم نے فرمایا کہ مناظرہ احناف سے نہیں بلکہ اہل السنۃ سے ہے شرائط نامہ پڑھو۔ جو خواجہ سیالوی کے دست ہائے مبارک سے ٹائپ کیا گیا ہے۔ اس کے بعد شیعہ مناظر نے جناب سیدہ کا صواعق محرقہ ص۲۲ سے گواہ پیش کرنا تفسیر در منثور جلد ۴ ص۱۷۷ ہبہ فدک اور فتاوی عزیزیہ جلد ۱ ص۱۲۱ سے عبارت وثیقہ سیدہ اور اس پر حضرت ابوبکر کا انکار پڑھا۔ تو سنی ملاؤں کا ہزار شور بھی کام نہ آسکا۔ اگرچہ انہوں نے بہت کوشش کی۔ مگر صداقت آشکار ہو کے رہی میدان مناظرہ میں ہی جناب خان غلام رسول خان بلوچ نمبردار محمد خان بلوچ ساکنان جھوک دایرتے معہ اپنے کنبوں کے مذہب شیعہ کی صداقت کو قبول کرتے ہوئے اعلان شیعیت کر دیا مبلغ اعظم کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے گئے اہل بیت اطہار

کی شان میں قصیدہ خوانی سے عالم نور کا سماں بندھ گیا۔ مرزا یوسف حسین اور مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل کو گھوڑوں پر سوار کر کے جھوک دایا کے گلی کوچوں میں جلوس کی صورت میں شیعوں کی فتح و کامرانی کے ڈنکے بج گئے تو مولوی دوست محمد قریشی اور اس کی تنظیم اہل سنت کی تبلیغی سرگرمیوں کا دیوالہ نکل گیا خواجہ قمر الدین سیالوی کا بنا بنایا علمی رعب ختم ہو کر رہ گیا۔ اس مناظرہ کی کامیابی کا سہرا تو سہرا جناب فخر السادات مخدوم سید حضور حیات شاہ سجادہ نشین حضرت شاہ جیونہ علیہ الرحمۃ کے سر پر ہے۔

مبلغ اعظم کے علم مناظرہ کا شاہکار

یعنی

مناظرہ مندران والہ

میں

مرزائی شکست

یہ مناظرہ

ایک مرزائی مبلغ کی بے اصولیوں اور بے علمیوں کا

مرقع

ہے

وجہ تالیف مناظرہ ہذا

حضرات! اس مناظرہ کو تحریری صورت میں لانے کی ضرورت بوجوہات ذیل پیش آئی:۔

اوّل:۔ تو مبلغ اعظم صاحب قبلہ نے تھوڑے وقت میں دلائل معقول اور منقول کے اتنے بیشمار موتی اور جواہر برسائے کہ ان کا ضائع ہو جانا اور مومنین اور مسلمین مخلصین تک نہ پہنچنا بڑا نقصان تھا۔

دوم:۔ مرزائی صاحبان غلط پروپیگنڈے کے بادشاہ ہوتے ہیں نہ معلوم اپنی اس ہار اور شکست کو چھپانے کے لئے کیا کیا حربے استعمال کرتے ہوں گے۔ کہاں کہاں پھرتے ہوں گے۔ کیا کیا پروپیگنڈے کئے ہوں گے اور اس کج گفتگو، غلط سلط باتوں کو اپنی کارگزاری بتایا ہوگا۔

اس رسالہ میں ہم وہ دلائل پیش کر رہے ہیں جو حضرت مبلغ اعظم صاحب قبلہ نے مرزائی احمد علی کو مختلف موضوعات پر دیئے۔

مجادلہ حقہ اور مجادلہ باطلہ

مناظرہ حقہ وہ ہے جس کے دلائل علم سے پیش کئے جائیں اور مناظرہ باطلہ وہ ہے جس کے دلائل مطابق علم مناظرہ نہ ہوں۔ جیسا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ما ضربوہ لک الا جدلا۔ اور مناظرہ حقہ وہ ہے جس کی نسبت فرمایا۔ وجادلھم بالتی ھی احسن (تفسیر کبیر ص۱۳۳ ج-۲)

تحقیق مقام

جادلہم بالتی ھی احسن۔ حضرات ! مناظرہ حکمت اور موعظہ حسنہ نہیں کیونکہ حکمت علماء محققین کا حصہ ہے جس کے دلائل قطعیہ اور یقینیہ ہوتے ہیں۔ موعظہ حسنہ عوام کے لئے ہوتا ہے جن کی فطرت سلامت ہے وہاں دلائل ظنیہ اور اقناعیہ بھی مفید ہوتے ہیں۔ عبرامثال قصے کہانیاں سن کر بھی وہ اثر لیتے ہیں۔ کیونکہ فطرت سلیمہ میں مادہ انکار نہیں ہوتا مگر جدل مخالفین اور منکرین کیلئے ہوتا ہے۔ لیکن اس کیلئے بھی احسن ہونا شرط ہے اور احسن کیلئے علم ہدایت کتاب روشن کی شرط ہے۔

مگر مرزائی حضرات ان ہر سہ امور سے کورے ہوتے ہیں۔ اپنا دعویٰ نہ بیان حکمت سے ثابت کر سکتے ہیں کیونکہ مبنی برحقائق نہیں۔ افتراء اور کذب ہے، مکر اور فریب ہے، دجل اور جدل ہے۔ اسی لئے ان سے علماء ختم ہوتے جا رہے ہیں صرف کالج اور تعلیم دنیاوی پہ گزارہ ہے۔ مرزائیت کی ترقی اور استقامت کا دارومدار صرف اچھی ملازمت دلانے اور اچھے خاندان میں شادی کرنے پر منحصر ہو کر رہ گیا ہے۔ علم القرآن پڑھانے سکھلانے کا ربوہ میں کوئی اچھا انتظام نہیں۔ جناب مولوی ابوالعطاء اللہ دتہ صاحب جالندھری کے سوا اب کوئی پرانی قسم کا مولوی نہیں رہ گیا اور قاضی نذیر وغیرہ کی نسبت مبلغ اعظم نے فرمایا، وہ تو عربی کی عبارت بھی مناظرہ عام گڑھ میں غلط پڑھتے دیکھے گئے ہیں۔ وہاں فیصلہ ان کے خلاف ہو گیا۔ وہ لڑکا جس کے لئے مناظرہ تھا مرزائی نہیں رہا۔ چنانچہ تحریری فیصلہ ان کے خلاف موجود ہے۔

یہ وجہ ہے علم الحقائق میں رہ کر بات نہ کرنے کی۔

حقائق و حکمت موعظہ حسنہ سے کام نہیں لے سکتے۔ کیونکہ قصص انبیاء اور آل انبیاء ان کی تصدیق نہیں کرتے۔ اقتداء بانبیاء نہیں کر سکتے۔ ملت ابراہیم آل ابراہیم مثال موسوی تشبیہ ہارونی سب ان کے خلاف ہے۔ رہا جدل تو وہ بھی غیر احسن یعنی بغیر علم ہدایت اور کتاب روشن کرتے ہیں۔ ورنہ ایک مرزائی کا مناظرہ ایک شیعہ عالم سے ہوتا ہے کہ نہ اپنی نبوت کا دعویٰ مبنی بر صداقت کر سکے نہ مسئلہ امامت پر گفتگو کر سکے۔

یعنی نہ آئمہ طاہرین کی منصوصہ مخصوصہ امامت کا دعویٰ توڑ سکے نہ مان سکے۔ صرف بنات رسول کی تعداد کا مسئلہ جس کا نہ مرزائی اصول سے تعلق ہے نہ شیعہ اصول سے اور اس میں بھی جناب فاطمہؑ کی شہرت تواتر عصمت طہارت میں غیر کو شریک نہ کر سکے اور تعدد میں آیت محکم اور حدیث متواتر و مشہور نہ پیش کر سکے۔ صرف رطب و یابس قیاس مع الفارق حالانکہ جدل احسن کی تعریف یہ ہے۔ ان یکون دلیلاً مرکباً من مقدمات مشھورۃ عند الجمھور او من مقدمات مسلمۃ عند الخصم ذالک القائل و ھذا الجدل ھو الجدل الواقع علی الوجہ احسن۔ کہ مجادلہ احسن وہ ہوتا ہے کہ دلیل ایسے مقدمات سے مرکب ہو کہ مشہور عند الجمہور اور مسلم ہوں یا کم از کم ایسے مقدمات سے دلیل مرکب ہو جو عند الخصم مسلم ہوں ورنہ مجادلہ احسن نہ ہوگا بلکہ غیر احسن ہوگا اور دلیل مقدمات باطلہ سے مرکب ہوگی۔ ایسے مناظر کا کام صرف جھوٹے اور باطل مقدمات کی ترویج ہوتا ہے۔ سامعین کو بیوقوف بنانا حیلے بہانے سے کام لینا دوران مناظرہ میں طرق فاسدہ یعنی فاسد راہیں اختیار کرنا، غلط روش اختیار کرنا۔ (کما فی تفسیر کبیر ۱۴۳ ج ۵)

جیسا کہ مرزائی اور اکثر جاہل ملاں کرتے ہیں کبھی ایسی دلیل نہ پیش کریں گے جو عند الجمہور مشہور و مسلم یا کم از کم عند الخصم مسلم اور مشہور ہو۔ صرف نوادرات ظنیات غیر مشہور اور غیر مسلم دلائل پیش کریں گے۔ ایسے جوڑ توڑ تو بے نماز اور بے عمل بلکہ بے ایمان بھی قرآن سے کر سکتے ہیں۔ مثلاً لا تقربوا الصلوٰۃ کہ نماز کے قریب نہ جاؤ۔ قرآن میں موجود ہے۔

جدلِ احسن اور مرزائیوں کی بے اصولیاں

حضرات ناظرین! جب مرزائی جماعت کا وفد آیا تو انہوں نے چالاکیاں اور بے اصولیاں شروع کیں تو مبلغ اعظم نے اس پر اچھا خاصا تبصرہ فرمایا۔ حضرات اصول پر بات کرنی چاہیئے۔ مناظرہ کے اصولوں میں رہ کر بات کرنی چاہیئے۔ ورنہ جدل غیر احسن قرآن مجید اور حدیث کی رو سے منع ہے، حرام ہے، دینی حیات کی موت کا باعث ہے نقصان ایمان ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے: ومن النّاس من یجادل

فی اللہ بغیر علم و یتبع کل شیطان مرید کتب علیہ انّہ من تولّاہ فانّہ یضلّہ ویھدیہ الیٰ عذاب السّعیر۔ پ۱۷-الحج ۴۔

کہ بعضے لوگ دینِ خدا میں بغیر علم کے جھگڑتے ہیں اور ہر شیطان سرکش کے پیچھے ہو لیتے ہیں اور شیطان پر یہ لکھا جا چکا ہے کہ جو شخص اس کے پیچھے چلے گا اوّل تو وہ اس کو گمراہ کرے گا، دوم اس کو وہ عذابِ جہنم کی طرف رہنمائی کریگا کہ بغیر علم اور بغیر اصولِ مناظرہ کرنا شیطانی فعل ہے۔

ومن النّاس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ھدیً ولا کتاب منیر ثانی عطفہ لیضلّ عن سبیل اللہ لہ فی الدنیا خزیٌ ونذیقہ یوم القیٰمۃ عذاب الحریق۔ (پ۱۷- الحج ۹)

کہ بعض لوگ وہ ہیں جو دینِ خدا میں جھگڑا کرتے ہیں بغیر علم کے اور ان کے پاس نہ مناظرہ کرنے کی ہدایت ہے اور نہ ہی کتاب روشن کا ثبوت رکھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ دینِ خدا میں مناظرہ کرنے کے لئے اوّل علمِ دین کی ضرورت ہے۔ دوم ہدایتِ مناظرہ یعنی مناظرہ کے اصول، سوم کتاب روشن کا ثبوت یعنی اشارے کنائے جوڑ توڑ نہ ہوں کوئی روشن ثبوت چاہیئے۔ مگر مرزائیوں کی نبوت صداقت اس کی متحمل کہاں کہ علم سے مناظرہ ہو اور اصول کی پابندی ہو اور کتاب منیر کا ثبوت ہو جس میں شک و شبہات نہ ہوں۔

ولا تجادلوا اھل الکتاب الّا بالّتی ھی احسن الّا الّذین ظلموا منھم۔ (پ۲۱- العنکبوت)

کہ اہلِ کتاب سے سوائے مہذب طریقہ کے بحث مت کرو سوائے ان لوگوں کے جو ان میں ظالم ہیں۔

یعنی اصولِ مناظرہ کی حدیں پھاند جاتے ہیں اور بے محل گفتگو کرتے ہیں یہ مرزائی مبلغ اکثر بے علم مثلاً الّا الّذین ظلموا منھم کے مصداق ہوتے ہیں بے اصول بے محل بات کرتے ہیں۔ ان کو ترکی بترکی جواب دینے کا کوئی مضائقہ نہیں ہے چنانچہ آپ کو یہ مناظرہ پڑھ کر معلوم ہو جائے گا کہ مرزائی مبلغ نے جمہور کی راہ کو کیسے چھوڑا۔ متواترات سے منہ کیسے موڑا اور قواعد مسلّمہ کو کیسے توڑا۔ ان چیزوں کے ظاہر کرنے سے ہمارا مطلب مرزائیوں کا کذب و افتراء جھوٹ طوفان غلط بیان

غلط دلائل وہمی اور ظنیات کو ظاہر کرنا ہے تاکہ عوام سادہ لوح کامل چیزوں پر ایمان رکھیں۔ ظنیات وہمیات مغالطات سے بچ جائیں۔ سچ ہے تمّت کلمۃ ربّک صدقاً وعدلاً۔ کہ اللہ کے کلمے پورے ہوتے ہیں ناقص نہیں ہوتے، سچے ہوتے ہیں مطابق واقعات ہوتے ہیں افترا نہیں ہوتے۔ مبنی بر عدل ہوتے ہیں پُر از انصاف ہوتے ہیں بے محل نہیں ہوتے۔

جیسے مرزائیوں کے دلائل اور دعوے نہ پورے نہ سچے نہ عدل نہ انصاف صرف لاف وگزاف جھوٹی چالاکی اللہ سے بیباکی، نہ خوف نہ ڈر، نہ در، نہ گھر، نہ علم نہ اصول، جو چاہا مان لیا، جو چاہا چھوڑ دیا۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ اپنے نبی مرزا صاحب کے اقوال بھی چھوڑ جاتے ہیں جب وہ معصوم ثابت نہیں ہوتے تو دوسرے انبیاء کی عظمت سے بھی انکار کر جاتے ہیں۔

فنِ مناظرہ اور مرزائی مبلّغ کی بے علمی

حضرات! مرزائی اصولِ مناظرہ سے واقف نہیں ہوتے الّا کسی علم کے قواعد و ضوابط بھی مدِّنظر نہیں رکھتے۔ نہ تفسیر کے، تفسیر بالرائے کرتے ہیں نہ علم حدیث کے، لہٰذا صحیح وضعیف میں فرق نہیں کرتے نہ تاریخ کے، لہٰذا غلط روایات بے سند کا سہارا لیتے ہیں۔ نہ اصولِ مناظرہ کے قواعد و ضوابط کی پرواہ کرتے ہیں۔ شترِ بے مہار کی طرح چلتے ہیں۔

مناظرہ مشتق من النظیر ہے

مرزائی مبلغ، مبلغِ اعظم کی علم و مہارت میں نظیر ہی نہ تھا۔ لہٰذا گھٹیا دلائل دیتا رہا۔ ان کو اظہارِ صواب مطلوب ہی نہیں ہوتا۔ لہٰذا مناظرہ نہیں بلکہ مکابرہ کرتے ہیں اور مجادلہ پر اتر آتے ہیں۔ یعنی اپنا بڑاپن ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ خفت نہ ہو۔ لہٰذا ان کو تکلف تصنع بناوٹ اور جھوٹی چالاکی مکر و فریب سے

جن کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتا ہے ان کو چھوڑ کر غیروں کو اپنا رہا ہے … جو
سید السید … اسد اللہ یا شیر
اپنی قساوت شقاوت جہالت کی وجہ
الولد سر لابیہ …
سے آیات اور حدیث سے گھبرا کر یہ جاہلانہ اعتراض کیا کہ
انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس کو اگر حسینؑ اور فاطمہؑ و
علیؑ کے متعلق کہہ دیجئے تو یقیناً ان کے اندر گند ماننا پڑے گا۔ کیونکہ گند نکالنے کا
ارادہ ہے ازواج النبی میں گند نہ تھا کیونکہ وہ کافر و منافقوں کے گھروں سے
آئی تھیں۔

مبلغ اعظم کا عالمانہ جواب

مبلغ اعظم نے فرمایا۔ حضرات سامعین یہ ہے اس جاہل کا علم اور ایمان اور ادب
عرفان کہ معاذ اللہ عنکم و عن ازواج النبی میں گند ثابت کرنے لگا اور آیت کا ترجمہ غلط
کرنے لگا اور آل بیت … کے اخراج کا الزام دھرنے لگا۔
ہم نہ معاذ اللہ ازواج النبی میں گند مانتے ہیں نہ آل محمد سے گند نکالنے کا دعویٰ
کرتے ہیں نہ آیت خدا کا ترجمہ گند کرتے ہیں نہ اللہ کی طرف اسکو منسوب کرتے ہیں۔

حقائق آیہ تطہیر

انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیراً
(احزاب) - آپ نے جو فرمایا ان حقائق کا سمجھنا آپ کی جماعت کا کام نہیں ہے آپکا
… اپنے غیروں کی … جاہلانہ ہے۔ لہذا یہ
… اپنے … کا تحقیق اور اثبات اور … داخل اور شامل ہیں …
اذہاب رجس اور اثبات تطہیر صرف ان کے لئے ہے جو …
کے لئے۔
ارادہ سے مراد ارادہ … نہیں بلکہ وہ ارادہ ہے جس کے بعد فوراً تطہیر کا
تحقق اور ظہور … ہو جائے۔

انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون۔ کہ عالم امر میں جب
کوئی ارادہ کرتا ہے تو وہ چیز فوراً ثابت ہو جاتی ہے … ارادہ عام اور … شخص … کے …
کر وہ پاک ہو جاتے۔ یہ وہ ارادہ رجس کے بعد بلا فصل و انفعال صرف ارادۂ ازلی سے
یہ ہستیاں رجس سے دور رہیں گی اور تطہیر کا اعلان اور تطہیر کا تاج کرامت ان کے سر پر
ہمیشہ رہے گا۔ کوئی ہزار کوشش کرے ان میں سے رجس ثابت نہ کر سکے گا۔ رجس
سے مراد شیطانی اعمال ہیں۔ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام
رجس من عمل الشیطان (المائدہ سپ) شراب، جوا، کھڑے ہوئے بت
تیروں سے تقسیم سب رجس اور شیطانی ہیں "من" بیانیہ ہے یعنی شیطان
کا ان پر تسلط نہ ہوگا۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ اور مریم شیطانی نظر سے
پاک ہیں کیونکہ فطرۃ اور پیدائشی پاک ہیں۔
چنانچہ یامریم ان اللہ اصطفاک وطہرک اور یا عیسیٰ انی
متوفیک ورافعک الی ومطہرک الخ (آل عمران)
لہذا ان کو یہ تطہیر حاصل ہوئی مگر محمد و آل محمد کی تطہیر کا اعلیٰ اہتمام ہے۔
یطہرکم تطہیراً کا مفعول مطلق بتلا رہا ہے کہ اگرچہ وہ بھی معصوم و مطہر پاک ہیں
مگر یہاں اکمال اور اتمام کی حد ہے۔
مبلغ اعظم نے فرمایا۔ مرزا صاحب کا کہنا حضرت عیسیٰ اور جناب مریم پر بہتان لگا تو
اس سے پاک ہونے غلط ہے۔ جناب مریم قبل پیدائش عیسیٰ کے پاک و مطہر تھیں اور
آپ قبل پیدائش … انی نذرت لک ما فی بطنی محرراً۔ وقت سے پہلے
پاک اور حضرت عیسیٰ انی لاہب لک غلاماً زکیا کا اعلان قبل ولادت سے پاک
ثابت کرتا ہے۔ یعنی یہ وہ ہستیاں ہیں جو قبل پیدائش پاک ہیں۔
مبلغ اعظم نے فرمایا۔ گند نکالنے کے معنی تو تب ہوتے جب اخراج ہوتا
"یخرج عنکم الرجس" ہوتا کہ رجس کو نکالنا، یہاں لفظ "اذہاب" ہے
جس کے معنی لے جانے کے ہیں اور عن للبعد والتجاوز ہوتا ہے یعنی
دوری کے لئے ہے تو مطلب یہ کہ اللہ کا ارادہ تم سے دور ہی دور رکھنے کا ہے۔ تو
حضرات! اللہ رجس کو قریب نہیں آنے دیتا یہ خیال … ہیں۔ یہ …

کے علم کا خیال ... ہے ...

... اور ... سے دائرہ کافی ہوتا ہے"

ویطہرکم تطہیرا۔ باب تفعیل سے ہے باب تفعیل یا ایجادِ فعل کے لئے ہوتا ہے جیسے قطعتہ فانقطع میں نے اس کو قطع کیا۔ یعنی میرے کاٹنے سے قطع پیدا ہوئی پہلے نہ تھی۔

اور کبھی اعلانِ نسبت فعل کے لئے ہوتا ہے جیسے کبّرہ تکبیرا اللہ کی کبریائی کا اعلان کر۔ اللہ اکبر کہو۔ نہ اللہ کو بڑا کر۔ معاذ اللہ و یطہرکم تطہیرا۔ باب تفعیل کا مصدر ہے تطہیر نسبت فعل کے لئے ہے یعنی اللہ تمہاری طہارت کا اعلان کرے گا۔ تمہاری طرف پاکیزہ چیزوں کو منسوب کرے گا۔ معجزات آیات و دلائل اور براہین سے تمہاری ایسی تطہیر ثابت کرے گا کہ کوئی مرزائی، عیسائی، خارجی، وہابی تمہاری طرف رجس کو منسوب نہ کرے گا۔ حتیٰ کہ مرزا قادیان نے بھی یہ کہا ہے کہ ...

صد حسین است در گریبانم

اور یہ بھی کہا ما بقی حسینھم من ظلم یزید (مقدمہ خطبہ الہامیہ)

لیکن یہ لکھنے کے بعد کہنا پڑا کہ حسینؑ وہ ہے جس کو خدا نے اپنے دستِ قدرت سے پاک کیا۔ مگر مرزائیوں کی بلا جانے کہ یطہرکم تطہیرا کے کیا معنی ہیں۔ عالمِ نور میں ان کی پیدائش کیسی ہے اور اعلانِ تطہیر سے کن پاک چیزوں کا اعلان اور اثبات مطلوب ہے۔ سچ ہے۔

اللھم یا من خص محمدا و آلہ بالکرامۃ وحباھم بالرسالۃ وخصھم بالوسیلۃ وجعلھم ورثۃ الانبیاء و ختم بھم الاوصیاء والائمۃ وعلمھم علم ما کان وما بقی و جعل افئدۃ الناس تھوی الیھم۔ (صحیفہ سجادیہ)

ترجمہ:۔ اے اللہ تو نے محمدؐ و آلِ محمدؐ کو بزرگی کے ساتھ خاص کیا اور ان کے گھر میں رسالت بلا عوض رکھی اور ان کو مقامِ وسیلہ اور اپنے قرب اور مقامِ محمود سے خاص کیا اور انبیاء کے وارث بنایا اور ان کے ساتھ آئمہ اور اوصیاء کو ختم

کر دیا۔ یعنی ان کے سوا نہ کوئی وصی ہو سکتا ہے نہ امام۔ اور ان کو علم ما کان و ما یکون دیا۔ اور مومنوں کے دلوں کو ان کی طرف جھکایا کہ ان کی محبت اور مودت کرتے ہیں ...

اللھم صل علی محمد و آلِ محمد۔

رب صل علی اطائب اھل بیتہ الذین اخترتھم لامرک و جعلتھم خزنۃ علمک وحفظۃ دینک وخلفائک فی ارضک وحججک علی عبادک وطھرتھم من الرجس والدنس تطھیرا بارادتک و جعلتھم الوسیلۃ الیک والمسلک الی جنتک (صحیفہ سجادیہ)

اے اللہ درود و سلام بھیج اُن پاک ہستیوں پر کہ جن کو تو نے ہر عیب اور نقصان سے پاک کیا اور اپنے امر کے لئے خود چن لیا اپنے علم کے خزینے بنایا اور اپنے دین کا محافظ کیا اور اپنی زمین پر خلیفہ بنایا ان کو وسیلہ اور مسلک بنایا اپنی جنت تک۔

یعنی جنت میں وہی جائے گا جس کا وہ وسیلہ ہوں گے اور ان کے مذہب اور مسلک پر چلے گا۔ یہ کہ اپنے آپ کو سیّد کہلا کے مرزائی ہو جو اپنے جدِ پاک محمدؐ و آلِ محمدؐ کو چھوڑ کر مرزا کے پیچھے ہو۔

مرزا تجھے پیٹ تیرا بُرا ہو تُو نے کتنے لوگوں کے ایمان ضائع کر دیئے کتنے مسافر آب کے بجائے سراب میں داخل ہو گئے۔ یحسبہ الظمان ماء حتیٰ کہ پیاسے پانی سمجھے مگر وہ سراب دھوکے کی ریگِ تپاں میں جا کر ... آبِ حیات ایمانی کے پیاسے مر گئے۔ ایمان کے قطرۂ آب نے ان کو سیراب نہ کیا۔ ہائے چشمۂ کوثر سے انہوں نے پانی نہ پیا۔ لن یتفرقا حتیٰ یردا علی الحوض (مشکوٰۃ شریف باب مناقب اہلبیت) یعنی قرآن پاک اور اہل بیت حوضِ کوثر تک متفرق اور جدا نہ ہوں گے۔ یعنی حوضِ کوثر تک نہ قرآن کی بجائے کوئی کتاب آئے گی نہ آلِ محمدؐ کے سوا کوئی اور امام ہوگا۔ یعنی باب اور بہائی بھی جو سمجھتے ہیں کہ قرآن منسوخ ہو گیا اور مرزائی بھی سمجھتے ہیں جو کہتے ہیں مہدی ہادی اہل بیت کی بجائے ... یعنی مغل مرزے امام اور نبی بن گئے جن کا آلِ محمدؐ سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ پاک و پاکیزہ چیزیں ہیں ان کا تاج ابد تک آلِ محمدؐ کے سر رہے گا۔

اگر گیتی سراسر باد گیرد چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد

تحقیق لفظ اہلبیت

انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیراً۔ (پ۲۲)

مبلغ اعظم نے فرمایا حضرات! اس پر امت محمدیہ کا اتفاق ہے کہ آیۂ تطہیر میں جو لفظ اہل بیت آیا ہے اس سے مراد اہل نبوت اور رسالت ہیں کسی اور کے گھر یا اہل کا ذکر نہیں نہ مرزائیوں کا نہ بابیوں اور بہائیوں کا نہ ہمارے اسلامی بھائیوں کا۔ اور اس اہلبیت میں صحابہ کرام کے شمول کا کوئی مدعی ہے۔ ہاں البتہ ازواج النبی کے داخل و شامل ہونے کے بعض صحابہ اور تابعین قائل ہوئے مگر ان کا دعویٰ قرآن اور حدیث سے ثابت نہیں۔ کیونکہ "البیت" معرف باللام ہے اور الف لام برائے جنس یا استغراق نہیں بلکہ برائے عہد ہے۔

اور معہود جب تک اللہ و رسول نہ بتلائیں کون جان سکتا ہے۔ لہٰذا ہمارا دعویٰ ہے کہ کوئی حدیث ازواج کے شمول میں وارد نہیں بلکہ بعض حدیثوں میں بی بی ام سلمہ کو حضور نے آیۂ تطہیر کے نزول پر اہل بیت میں شمول سے منع فرمایا۔ چنانچہ تفسیر ابن کثیر ص۴۸۳ جلد سوم میں ہے حضرت نے بی بی ام سلمہ سے فرمایا قومی تنحی عن اہل بیتی اٹھ کر میرے اہل بیت سے علیحدہ ہو جاؤ۔

بقول رسول خدا

اہل بیت اور ازواج کا فرق

عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت ان ہذہ الآیۃ نزلت فی بیتی انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس قالت و انا جالسۃ علی باب البیت فقلت یا رسول اللہ الست من اہل البیت فقال صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم انک علی خیر انت من ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ (تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص۴۸۳)

ترجمہ۔ بی بی ام سلمہ سے روایت ہے یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جبکہ حضور پرنور میرے گھر میں تشریف فرما تھے اور میں دروازہ پر بیٹھی ہوئی تھی تو میں نے عرض کیا کہ کیا میں اس اہل بیت سے نہیں ہوں۔ فرمایا تیرا انجام بخیر ہے۔ تو ازواج النبی یعنی رسولؐ کی بیویوں سے ہے۔

لیجئے! حضور رسالت مآبؐ کی زبانی فیصلہ اور فرق ہو گیا کہ ازواج اور ہیں اور اہل بیت اور ہیں۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حدیث کی کتابوں میں باب مناقب اہل بیت میں کسی بیوی کا ذکر نہیں ہے بلکہ ان کا باب علیحدہ ہے۔ اگر کوئی عالم صحاح ستہ کے اندر اہلبیت کے مناقب میں کسی بیوی یا دیگر ہستی کا ذکر دکھلا دے تو قابل انعام ہے۔

اہل البیت کی تحقیق

مرزائی مبلغ نے موضوع سے منہ پھیرتے ہوئے اہل بیت میں بیویوں کے داخل یا نہ داخل ہونے کا مسئلہ خواہ مخواہ چھیڑ دیا۔ حالانکہ بیٹیاں کہاں اور بیویاں کہاں۔ اصل بات یہ تھی کہ مبلغ اعظم سے بات کر کے نام پیدا کرنے کا مشتاق تو تھا لیکن اصول و قواعد علم و موضوع میں رہ کر بات کر ہی نہیں سکتا تھا۔ لہٰذا الغریق یتشبث بالحشیش پر عمل کر کے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ ہر طرف پاؤں مارتا رہا۔ آپ دیکھ کر بنات سے ازواج تک ازواج سے ختم نبوت پر حملہ کر کے ختم ہوگا اور ڈر سکہ تک مرزا باد کے نعرے لگے

مگر ع اذا فاتک الحیاء فافعل ما شئت

ع شرم چہ کتی است کہ پیش مردان آید

مگر کیا کریں مدعیان کذب و افترا کا ان کے بغیر گزارہ بھی نہیں ہو سکتا۔ صدق و سچ کہاں سے لائیں بنیاد ہی کذب و افترا پر ہے۔ کل اناء یترشح بما فیہ۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ میں نے مرزائی مناظروں کو اکثر دیکھا ہے کہ وہ مناظرہ

میں شاعرانہ چالوں، حیلوں، بہانوں، جھوٹوں فریبوں، غلط بیانیوں، حوالوں میں قطع و برید سے پرہیز نہیں کرتے۔ حوالہ دینے میں قوی و ضعیف صحیح و سقیم کا فرق نہیں کرتے۔ کیونکہ ایسا کئے بغیر ان کا گزارہ بھی نہیں چلتا۔ کیونکہ وہ ایسی چیز کے منکر ہیں جس کی قرآن و حدیث میں کوئی گنجائش نہیں اور کوئی مقام نہیں اور دین میں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اس کا کوئی وجود اور ثبوت نہیں۔

مرزائی مبلغ کی دلیل

برائے

شمول ازواج باھلِ بیت

مرزائی مبلغ مولوی احمد علی نے پرانا آموختہ دہرایا کہ اہل بیت سے مراد ازواج ہیں انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیراً میں سیاق و سباق میں ازواج کا ذکر ہے۔ اور "اتعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت" میں اتعجبین میں صیغہ واحد مؤنث حاضر ہے۔ بی بی سارہ کو خطاب ہے۔ لہٰذا اہل البیت سے مراد زوجہ ہے اولاد نہیں۔

جوابِ مبلغ اعظم

حضرات! خدا کو حاضر و ناظر اور شاہد کر کے کہتا ہوں کہ مبلغ اعظم نے اپنی عادت کے مطابق روانی اور ادائیگی سے اس کے جواب میں دلائل کی بارش کر دی۔ فرمایا حضرت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت کا ترجمہ خود قرآن اور حدیث میں موجود ہے۔

اور قرآن مجید میں وانذر عشیرتک الاقربین سے حضورؐ کے خاندان کے اقرب افراد مراد ہیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ اس آیت کے نزول پر حضورؐ نے حضرت فاطمہؑ کو خصوصیت سے خطاب کیا۔ دیکھو بخاری شریف، کتاب التفسیر صفحہ ۷۲۳ اور قرآن شریف میں

واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ موجود ہے کہ خمس خاندانِ رسولؐ کا حق ہے چنانچہ حضرت علیؑ متولی خمس ہوئے۔ صحابہ کے اعتراض پر حضورؐ نے فرمایا علیؑ کا خمس میں اس سے بھی زیادہ حق ہے۔ اور قرآن مجید میں النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم واولوا الارحام اولیٰ بعضھم ببعض

کہ حضورؐ ہم سب کے حاکم ہیں اور ازواج النبی ہماری مائیں ہیں یعنی ہم ہیں نہ اہل ہیں اور اہل بیت اولی الارحام رحمی خونی رشتہ داروں کا نام ہے

اس کے بعد آپ نے مشکوٰۃ شریف کا تمام باب مناقب اہل بیت کتاب کھول کر مولوی احمد علی کو دکھلایا کہ اس میں ازواج کا ذکر دکھلاؤ۔ مگر خاموش بے ہوش۔ اور ترمذی شریف کا باب مناقب اہل بیت النبیؐ، کہ اس میں ذکر ازواج دکھلاؤ۔ مگر مولوی صاحب نے فوراً کہا کہ عدم ذکر سے عدم وجود لازم نہیں آتا۔ مبلغ اعظم نے فرمایا کہ غیر مذکور کو مذکور میں شامل بھی نہیں پایا جاتا۔ الغرض قرآن اور حدیث کا کوئی جواب نہ دیا اور مان گیا کہ باب مناقب اہل بیت میں نہ ازواج کا ذکر ہے نہ دیگر بیبیوں کا۔

اتعجبین من امر اللہ

کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ حضورؐ من امر اللہ تک تو صیغہ واحد مؤنث مخاطب موجود ہے مگر یہاں سلسلہ کلام ترک ہو جاتا ہے۔ اور

ورحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت انہ حمید مجید کا جملہ معترضہ ہے۔ اس کے صیغے مؤنث کے نہیں بلکہ مذکر کے ہیں۔ رحمۃ اللہ وبرکاتہ سے مراد نعمت نبوت و امامت ہے اور کوئی عورت نبی ہوئی ہے نہ امام اور ان کا ترجمہ خود قرآن مجید میں موجود ہے۔

ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحاً وآل ابراھیم وآل عمران علی العالمین ذریۃ بعضھا من بعض میں آل کا ترجمہ ذریت خود موجود ہے۔

"انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عھدی الظالمین میں ذریتی" خود موجود ہے اور یہ

اَمْ یحسدون الناس علی ما اتاھم اللہ من فضلہ فقد آتینا آل
ابراھیم الکتاب والحکمۃ میں لفظ آل موجود ہے اور تلک حجتنا
آتیناھا ابراھیم الخ ۔ آباء ذریت اخوان موجود، خاندان بن گیا۔ بیوی کا لفظ موجود
نہیں ہے ۔ آباء اخوان ذریت کا ترجمہ خدا نے اہل بیت سے کر کے فیصلہ کر دیا ہے کہ ازواج
اصحاب کا اہل بیت آل عترت ذریت خاندان میں کوئی دخل نہیں ہے۔

"کونسے ازواج اہل بیت میں داخل ہوتے ہیں"

مبلغ اعظم نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ یہ ایک مغالطہ ہے
کہ بیوی صرف زوجہ ہونے یا صیغہ نکاح کے جاری ہونے کی وجہ سے اہل بیت ہو جاتی ہے
یا ان اہل بیت میں داخل ہے جن پر صدقہ حرام ہے یا ان اہل بیت میں داخل ہے جن کے
لئے آیہ تطہیر آئی، یا ان اہل بیت میں داخل ہیں جو مباہلہ میں گئے یا ان اہل بیت میں داخل ہیں
جن کے ساتھ تمسک کا حکم ہے ۔ حدیث ثقلین اور حدیث غدیر میں آیا ، یا ان اہل بیت میں
داخل ہیں جن کی مودت کا حکم آیہ مودت میں آیا ۔ اس کی تردید حضرت زید بن ارقم صحابی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما چکے ہیں ۔ اور صحیح مسلم جیسی مستند کتاب میں آ چکی ہے۔

فقلنا من اھل بیتہ نساءہ قال لا وایم اللہ ان المرأۃ تکون
مع الرجل العصر من الدھر ثم یطلقھا فترجع الی ابیھا وقومھا
اھل بیتہ اصلہ وعصبتہ الذین حرموا الصدقۃ بعدہ ۔ (صحیح مسلم
جلد دوم ص ۲۸۰ مطبوعہ دہلی) ۔

کہ حضرت زید بن ارقم صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث ثقلین بیان فرمائی کہ
حضورؐ نے فرمایا میں تمہارے اندر قرآن اور اہل بیت چھوڑنے والا ہوں ۔ تو راوی کہتا
ہے کہ ہم نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ حضورؐ کی بیویاں آپ کے اہل بیت سے ہیں، فرمایا نہیں
عورت کیسے اہل بیت ہو سکتی ہے ۔ کچھ زمانہ مرد کے ساتھ گذارتی ہے ۔ پھر وہ اس کو طلاق
دے دیتا ہے تو اپنے باپ اور اپنے خاندان کی طرف لوٹ جاتی ہے ۔
حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت آپ کی اصل اور آپ کا خاندان ہیں

جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے ۔ (صحابہ کرام کی زبانی ہی بات طے ہو گئی ۔ اب بیچارے
مرزائی اسے ہمارے بھائی کیا کریں ۔ پس ثابت ہو گیا۔

عورت صرف تین طرح سے داخل اہل بیت ہو سکتی ہے ، ایک خاندانی سے ہو جیسے حضرت
سارہ حضرت ابراہیم کی چچا زاد تھی ۔

دوم ۔ ام ولد ہو یعنی بچہ کی ماں ہو جیسے حضرت اسحاقؑ کی ماں ، یعقوب علیہ السلام کی دادی
انبیاء بنی اسرائیل اصل ۔

اُمّ موسیٰ یعنی حضرت موسیٰ کی ماں ۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ حضرت فاطمۃ الزہرا
کی ماں ۔

سوم ۔ معصومہ ہو جیسے حضرت مریم ، حضرت سارہ جو فرشتوں سے ہمکلام ہوئیں ۔
اُمّ موسیٰ جن کو وحی ہوئی ۔

حضرت فاطمۃ الزہرا جو معصومہ ، طاہرہ صدیقہ شہیدہ ہوئیں جن سے فرشتے
ہمکلام اور خادم ہوتے ۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ جنہوں نے تصدیق رسالت کی اسی لئے ان کا گھر شرور وشقت
سے پاک جنت الماویٰ بنا ۔ کیونکہ وہ اہل بیت کی اصل ہیں ۔

بیت سے کونسا بیت مراد ہے

اہل بیت کا مفہوم سمجھنے کے لئے پہلے بیت کا سمجھنا ضروری ہے یہ بیت
سے مراد بیت اللہ ہے یا مسجد النبی ہے یا خاندان رسالت ہے یا بیت المقدس ہے
اگر بیت اللہ ہے تو وہ اہل بیت ہیں جن کی نسبت حضرت ابراہیم نے فرمایا
انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم الخ
کہ یا اللہ میں نے اپنی اولاد کو تیرے عزت والے گھر کے پاس بسا دیا ۔
لفظ ذریت صاف موجود ہے اور حضرت علیؑ کی ولادت کعبہ میں ہوئی ہے ۔ اگر
بیت المقدس کی بنیاد وہ خیمہ ہے جو حضرت موسیٰ نے جنگل میں برائے عبادت لگایا حضرت
ہارون اور ان کی اولاد اس کے اہل اور متولی ہوئے ۔ انت منی بمنزلۃ ھارون
من موسیٰ سے مراد حضرت علیؑ اور ان کی اولاد اہل بیت ہوئے ۔ اگر مسجد

نبوی سے دیگر صحابہ کے دروازے بند کرا کے حضرت علیؑ کا دروازہ کھلا رہنے دیا۔ اور خاندان کا انتخاب دلیل کا محتاج نہیں۔ حضورؐ نے بار بار فرمایا علیؑ منی وانا منہ اور ویتلوہ شاھد منہ قرآن شریف میں آیا ہے کہ حضرت علیؑ اور سرکارِ دو عالم ایک دوسرے کے جزو اور ٹکڑے ہیں۔

"مسئلہ ختم نبوت میں مرزائی مبلغ کی حیل و حجت"

مرزائی مبلغ حسبِ عادت جب دیگر بنات کو مثل فاطمۃ الزہرا دلائل صحیحہ قاطعہ ساطعہ متواترہ مشہورہ سے بنتِ رسولؐ نہ ثابت کر سکا۔ معارضہ میں اخبار صحیحہ نہ پیش کر سکا تو ازواج کو اہل بیت بنانے میں مشغول ہو گیا۔ اور جب ازواج کو بھی بدلائل صحیحہ داخل اہل بیت تطہیر نہ کر سکا تو مسئلہ ختم نبوت میں چلا گیا یعنی کسی موضوع میں رہ کر بات نہ کر سکا۔ مگر مبلغِ اعظم نے پیچھا نہ چھوڑا۔ سچ کہا کسی شاعر نے مناظرہ کوٹ سما بہیں ہے۔

شیر نے پیچھا نہ چھوڑا بن کے ایٹم بم گرا
پہیہ پنچر ہو گیا باطل کی موٹر کار کا

مسئلہ ختم نبوت کے خلاف

مرزائی مبلغ نے چار چیزوں سے استدلال کیا۔

پہلا استدلال اس وقت کیا جب مبلغِ اعظم نے خطاب احد بلفظ الجمع پر یا ایھا الرسل کلوا من طیبٰت واعملوا صالحا کی آیت پڑھی۔ پ۱۸ المؤمنون آیت ۵۱ کہ صرف صیغہ جمع سے تعدد بنات پر استدلال نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یا ایھا الرسل کلوا من طیبٰت میں "رسل" جمع ہے "کلوا" جمع ہے۔ واعملوا جمع۔ حالانکہ حضورؐ کے وقت میں آپ کے ساتھ کوئی رسول نہیں اور قیامت تک کسی نئے رسول کے آنے کا امکان نہیں اور انتظار نہیں اور پہلا کوئی آئے تو اس میں شمار نہیں۔ لہٰذا جمع سے استدلال غلط ہے۔

دوسرا استدلال۔ ام یحسدون الناس علیٰ ما آتاھم اللہ من فضلہ فقد آتینا آل ابراھیم الکتاب والحکمۃ وآتیناھم ملکا عظیما کی تفسیر میں اصول کافی کی ایک حدیث سے کیا۔

اور تیسرا۔ انعم اللہ من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین سے کیا۔

چوتھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے کیا۔ ان شبہات کے جو جواب مبلغ اعظم نے ترکی بترکی دیئے۔ انشاء اللہ ہم دلائل ختم نبوت جو اس وقت مبلغ اعظم نے اس وقت دریا کی روانی کی طرح بہائے ان کو نقل کرنے کے بعد نقل کریں گے۔

مسئلہ ختم نبوت اور مرزائی مغالطے

حضرات! ہم لوگ درس آلِ محمدؐ کے طالب علم ہیں۔ مبلغ اعظم کے شاگرد ہیں۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ فنِ تقریر اور مناظرہ کے اصول بھی سیکھتے رہتے ہیں۔ سفر اور حضر میں بالحکمت موعظہ حسنہ جدالِ احسن کے اصول سنتے رہتے ہیں۔

قبل اس کے کہ وہ دلائل اور حقائق پیش کروں جو مبلغ اعظم نے اس مرزائی مبلغ کے سامنے پیش کئے۔ جن کا وہ تو کیا کوئی بھی مرزائی جواب نہیں دے سکتا۔ ختم نبوت کی مہر تو شفاء طلوعِ شمس نبوت کے بعد مصنوعی نبوت کی شمع جلانا کوئی آسان بات نہیں ہے۔ حضورؐ پر نبوت ختم، نعمت تمام، دین کامل، شریعت پوری۔ قرآن کی حفاظت کا ذمہ خدا نے لے لیا۔ قرآن مجید کے اندر وہ تمام علوم و اصول رکھ دیئے ہیں جو قیامت تک کے لئے پیش آئیں گے۔ حدیث نبوی میں قرآن مجید کے اجمال کی تفصیل ہو چکی ہے۔ آئمہ طاہرینؑ اس کی الہامی تفسیر فرما چکے ہیں علم الساعۃ کے طور پر آخری امامؑ کے ظہور اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رجعی نزول کی تخصیص اور تعیین ہو چکی ہے۔

لہٰذا اجرائے نبوت کیا، وحی جدید کیسی قرآن کے بعد اللہ کی اور کلام کیسی۔ آلِ محمدؐ کے سوا امام کیسا۔ مرزا کا کلام اور بہاء اللہ کا بیان کیسا؟

اللہ کا قرآن آلِ محمدؐ کا امام تا حوضِ کوثر ساتھی و قرین رہیں گے۔ لن یتفرقا حتیٰ یردا علی الحوض۔ (ترمذی شریف ص۲۲۱ مشکوٰۃ شریف ص۵۶۹)۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ ختم نبوت کا عقیدہ ضروریاتِ دین سے ہے۔ اس کے دلائل محکم اور متواتر ہیں برہان اور استقراء سب اس پر شاہد ہیں۔ ختم نبوت حضور پر نور کا خاصہ ہے۔ دیگر کسی نبی کے لئے خاتم النبیین کا لفظ قرآن مجید اور حدیث شریف میں نہیں آیا من ادعی فعلیہ البیان و لہ الانعام هاتوا برهانکم ان کنتم صادقین۔

"تیس دجال مدعیانِ نبوت کاذبہ"

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ ختم نبوت کی مہر کیسے ٹوٹ سکتی ہے۔ بقول سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدعیانِ نبوت کاذب اور دجال ہوں گے۔

عن ثوبان فی حدیث قال قال رسول اللہ وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انہ نبی اللہ وخاتم النبیین لا نبی بعدی ولا تزال طائفۃ من امتی علی الحق ظاهرین لا یضرهم من خالفهم حتی یاتی امر اللہ۔ (رواہ ابوداؤد ص۲۲۸ والترمذی ص۴۵ نقل از مشکوٰۃ شریف ص۴۶۵ کتاب الفتن)۔

ترجمہ: حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تحقیق میری امت میں تیس جھوٹے مدعی ہوں گے۔ سب دعویٰ کریں گے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ میری امت کا ایک گروہ حق پر غالب رہے گا۔ جو لوگ ان کی مخالفت کریں گے ان کا نقصان نہ کر سکیں گے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا امر آجائے گا۔

فوائد حدیث ہذا

پس معلوم ہوا کہ مدعیانِ نبوت تیس کے قریب ہوں گے، جھوٹے ہوں گے۔ ان کے جھوٹے ہونے کی دلیل حضور کا خاتم النبیین ہونا ہے اور خاتم النبیین کا معنی بقول سرکارِ دوعالم لا نبی بعدی ہے۔ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور امت میں سے

ایک گروہ حق پر قائم رہے گا۔ لوگ اس کی ہزار مخالفت کرکے بھی ان کو حق سے نہ ہٹا سکیں گے۔

شیعہ یعنی گروہ کہنے والے لفظ طائفہ پر غور فرمائیں اور الحق مع علی کو یاد رکھ کے دیکھیں کہ وہ کونسا گروہ ہے حتیٰ کہ امر اللہ آجائے گا یعنی صاحب الامر کا ظہور ہوگا اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ

اس حدیث میں کاذب مدعیانِ نبوت کی پیشگوئی خاتم النبیین کے معنی اور مذہب شیعہ کی حقانیت سب ثابت ہوگئی اور حضرت حجت کی آمد ثانی بھی ثابت ہوگئی الحمد للہ علی ذالک

تفصیل مغالطہ وتناقض

مبلغ اعظم نے فرمایا۔ حضرات مسئلہ ختم نبوت تو اپنی جگہ پر ایک مسلمہ حقیقت ہے اور اس کے دلائل وہ پہاڑ اور حصار ہیں جن کو کوئی بڑے سے بڑا دجال نہ توڑ سکے گا اور مرزائی صاحبان جتنے دلائل اس باب میں دیا کرتے ہیں وہ سب باب مغالطہ کا اظہار اور اشتمال ہوتے ہیں۔ اس میں پھنسنے والے مغالطہ کا شکار ہوتے ہیں۔

اسباب مغالطہ

اگر دیکھیں تو بیحد ہیں مگر خلاصہ ان کا صرف دو امر ہیں۔ سوء فہم اور اشتباہ الکواذب بالصوادق۔ لہٰذا یہ مرزائی لوگ ان لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں جو سوء فہم کا شکار ہوتے ہیں دینیات کا فہم و ادراک نہیں رکھتے۔ قرآن و حدیث سے واقف نہیں ہوتے۔ سچ اور جھوٹ میں فرق نہیں کرتے۔ سچ کو جھوٹ، جھوٹ کو سچ سمجھ کے دھوکہ کھا جاتے ہیں۔

دوم:۔ حدیث کے مقابلہ میں ضعیف اور متواتر کے مقابلہ میں خبر واحد پیش کرکے سچ اور جھوٹ کو ملا دیتے ہیں اور لوگ دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ کبھی صحیح دلائل نہ پیش کر سکیں گے "عدم التمیز بین الشئ و شبیہہ سے دھوکہ دیتے ہیں یعنی شبہات پیدا

کرنے سے کام لیتے ہیں۔ لفظی اور معنوی غلطیوں سے فریب دیتے ہیں گاہے لفظ مشترک المعنی سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ گاہے حقیقت کو مجاز اور مجاز کو حقیقت بنانے میں تصریح کی بجائے استعارہ کنایہ سے کام لیتے ہیں۔ بعض اوقات ترکیب عبارت کا خیال نہیں رکھتے کہ غلام احمد کون ہے اور احمد کون۔ غلام کو حذف کر کے احمد کے مدعا ہو جاتے ہیں۔ اور اکثر معنویہ میں قید اور حیثیت کا خیال نہیں کرتے۔ دعویٰ کو دلیل بنانے سے دریغ نہیں کرتے۔ اکثر دلائل مصادرہ علی المطلوب پر مبنی ہوتے ہیں۔

تناقض اور تعارض

یہ ہشت وحدت در تناقض شرط دان کو نظر انداز کر کے سائل کو فریب دیتے ہیں وحدات ثمانیہ وحدۃ الموضوع، وحدۃ المحمول وحدۃ المکان وحدۃ الزمان، وحدۃ القوۃ والفعل وحدۃ الشرط الجزء والکل وحدۃ الاضافیۃ۔

در تناقض ہشت وحدت شرط دان
وحدت موضوع و محمول و مکان
وحدت شرط و اضافت جزو کل
قوت و فعل است در آخر زمان

یہ تفصیل ہم نے اس لئے لکھی ہے تاکہ ناظرین مناظرہ ہذا کو مرزائیوں کے دلائل کی حقیقت معلوم ہو جائے کہ وہ دلائل نہیں ہوتے بلکہ شبہات ہوتے ہیں اور مغالطے ہوتے ہیں۔

دلائل ختم نبوت

مبلغ اعظم نے مرزائی مبلغ کے خارج از موضوع بات ہو کر ختم نبوت کے شبہات شروع کرنے پر مندرجہ ذیل دلائل قرآن اور حدیث سے پیش کئے اور شبہات کے

جوابات دیئے جن کا ذکر بعد میں آئے گا۔

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین پ ۲۲ احزاب

نہیں ہے محمد باپ کسی کا مردوں تمہارے میں سے لیکن پیغمبر خدا کا ہے اور ختم کرنے والا ہے تمام نبیوں کا۔ (ترجمہ شاہ رفیع الدین ص ۳۸۲ پ ۲۲-احزاب)

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں۔ (ترجمہ اشرفیہ ص ۳۸۳ مطبوعہ تاج کمپنی)

ترجمہ آیت ہذا از مرزا غلام احمد صاحب قادیانی انجہانی جو لفظاً ختم نبوت کا ہے۔

لفظ ختم اور قرآن مجید

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضور قرآن کریم میں لفظ ختم بند کرنے کے معنی میں آیا ہے جیسے ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ ولہم عذاب عظیم۔ پ ۱ سورۃ رکوع ۱

یہاں ختم اللہ ہدایت بند کرنے کے معنی میں ہے۔ اسی لئے اللہ نے اس کا ترجمہ "ہم لا یومنون" فرمایا کہ یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔

خود خدا نے فرمایا اور قرآن مجید میں آیا۔ اب اگر وہ ایمان لے آئیں تو کذب لازم آئیگا اور وہ نقص ہے" وھو محال علی اللہ" جب ختم کے بعد وہ ایمان نہیں لا سکتے۔ تو خاتم النبیین کے بعد نبی کیسے آسکتے ہیں۔ اسی لئے حدیث میں حضور نے فرمایا "لا نبی بعدی" میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

دوسری دلیل آپ نے معنی ختم پر الیوم نختم علی افواھہم "کہ ہم ان کے منہ پر قیامت کے دن مہر کر دیں گے وہ منہ سے بول نہ سکیں گے۔ اس پر مرزائی مبلغ نے کہا کہ ان ایک ذریعہ کلام ختم ہو گیا دوسرا شروع ہو گیا۔ تکلمنا ایدیھم۔ کہ ان کے ہاتھ پاؤں ہم سے کلام کریں گے۔ کلام جاری ذریعہ ختم ہو گیا۔ دوسرا شروع ہو گیا۔

مبلغ اعظم نے فوراً جواب دیا کہ ہاں حضور دنیا سے کلام خدا کے آنے کا جو ذریعہ ختم ہوا وہ ختم تو ہے کیونکہ خاتم النبیین ہے۔ لہذا یہ ذریعہ کلام اب دنیا میں نہ ہوگا۔

دوسرے ذریعہ امامت خلافت ہمارے ہیں مگر ان کا نام نبوت نہیں نبوت ختم کلام کا اصل ذریعہ صرف منہ ہے ہاتھ پاؤں کا یہ وظیفہ نہیں ان کی کلام قالی نہیں حالی ہے۔ حالی نہیں قالی ہے اصلی نہیں عارضی ہے۔ لہٰذا ہاتھ پاؤں کی کلام منہ کی کلام نہیں۔ لہٰذا خلفاء اور اولیاء کی کلام، کلام نبوت نہیں لہٰذا دلیل آپ کی ختم۔ ختامہ مسک اس کی مہر کستوری کی ہے۔ مہر اگر ٹوٹ گئی تو شراب خالص نہ رہے گی۔

مرزائیوں نے نبوت کی مہر توڑ دی اب ان کا دین اور مذہب خالص محمدی نہیں بلکہ اس میں مرزائی الہامات پیغامات اور دیگر ولیوں کی ملاوٹ ہے لہٰذا خالص اسلامی محمدی قرآنی نہیں کہلا سکتے۔

اور غیر خالص کا لینا کیا مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ دین اور مذہب اختیار کریں جس پر خاتم النبیین کی مہر سلامت ہو امامت کا شہادت ہو۔

"معنی ختم نبوت بالقطاع نبوت از مرزا صاحب"

مبلغ اعظم نے فرمایا۔ خاتم النبیین کا ترجمہ خود مرزا صاحب نے انقطاع نبوت کا فرمایا ہے جیسا کہ فرماتے ہیں:۔

واما النبوة التی قائمة کاملة جامعة لجمیع کمالات الوحی فقد آمنا بانقطاعها من یوم نزل فیه ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین۔

کہ نبوت تامہ کاملہ اسی دن منقطع ہو گئی جس دن خاتم النبیین کی آیت آئی یعنی لفظ ختم بمعنی قطع ثابت ہو گیا۔ (توضیح المرام ص۔۔)

اللھم صل علی محمد و آل محمد

الغرض مرزائی مبلغ قرآن کریم سے کوئی لفظ ختم نہ دکھلا سکا جس کے معنی بند کرنے کے نہ ہوں۔

خاتم المحدثین یا خاتم الشعراء وغیرہ کے الفاظ سے جو مرزائی دھوکہ دیا کرتے ہیں۔ اول تو وہ لفظ کسی آیت یا حدیث کے نہیں۔ دوم بطور مبالغہ مجاز ہیں حقیقت نہیں۔ اور مرزائی مغالطہ کی یہ مثال مشہور ہے۔ کہ مجاز کو حقیقت بنا دیا کرتے ہیں۔

خاتم کے معنی ہیں یا من ختمت علیه الکمالات یا من لا یکون بعدہ نبی" حضورؐ پر دونوں صادق آتے ہیں۔ اگر کمالات ختم ہیں تو دوسرا نبی کیسا اور "من لا یکون بعدہ نبی" کے بعد نبوت کیسی اور حضورؐ نے یہ ترجمہ "لا یکون بعدی نبی" خود فرمایا ہے لیت ولعل کیسی؟ جو حضورؐ کا خود کردہ ترجمہ نہ مانے وہ مسلمان کیسا؟

"حدیث رسول کریمؐ اور لفظ خاتم النبیین"

عن ابی هریرة ان رسول الله قال مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنیٰ بنیانا فاحسنه واجمله الا موضع لبنة من زاویة من زوایاه فجعل الناس یطوفون به ویعجبون ویقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال فانا اللبنة وانا خاتم النبیین۔ (بخاری شریف ج ص باب خاتم النبیین، مسلم شریف ج۲ ص۲۴۸، ترمذی شریف ج۲ ص۲۰۱، مشکوٰۃ شریف ص۵۱۱)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا میری مثال اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کی جو مجھ سے پہلے گذرے ہیں اس مرد کی سی ہے جس نے ایک گھر بنایا اور اس کو ہزار زیب و زینت سے آراستہ و پیراستہ کر دیا۔ احسن و اجمل بنایا مگر ایک کونے میں ایک اینٹ نہ تھی۔ لوگ آتے تھے اور اس مکان کے گرد گھومتے تھے اور دیکھ کر تعجب کرتے تھے کہ یہ اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی۔

حضورؐ نے فرمایا وہ اینٹ میں ہوں اور خاتم النبیین میں ہوا۔ اور مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے:۔

قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فانا موضع اللبنة جئت فختمت الانبیاء ص۲۴۸۔ کہ حضورؐ نے فرمایا۔ اس اینٹ کا مقام میں ہوں میں آگیا پس میں نے انبیاء کو ختم کر دیا۔ اور مسلم شریف کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:۔

کمثل رجل ابتنی بیوتا فاحسنها واجملها واکملها الا موضع لبنة من زاویة من زوایاها۔ کہ حضورؐ فرماتے ہیں میری مثال اور سابق انبیاء کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے کئی مکان بنائے تھے اچھے عمدہ اور کامل بنائے

اکمل بنا سیکہ مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی اور لوگ کہتے تھے یہ اینٹ کیوں نہ لگائی۔
فانا موضع اللبنۃ جئت فختمت الانبیاء ۔ تو عبارت پوری ہو جاتی۔
حضور فرماتے ہیں وہ جگہ میں ہوں۔ مجھ سے یہ عمارت مکمل ہوئی اور ختم ہو گیا۔ مرزائی غلط بہانے
کا کر حقیقت سے دور لیجا رہے ہیں۔

ختم نبوت از کلام مرزا صاحب آنجہانی

حضرات! مسئلہ ختم نبوت الیا متواتر اور ضروریات دین کا مسئلہ ہے کہ مرزائی نہ انکار کر سکتے ہیں نہ اقرار۔ اگر انکار کریں تو خطرہ کفر ہے اگر اقرار کریں تو مرزا صاحب کی نبوت کا کچھ نہیں رہتا۔ چنانچہ مرزا صاحب کے ایسے تصریحات موجود ہیں جن سے معنی ختم نبوت ثابت ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ خطبہ الہامیہ ص۱۲۸ پر ویشابہ الخاتمۃ بالفاتحۃ تاکہ خاتمہ فاتحہ کے مشابہ ہو جائے معلوم ہوا کہ لفظ ختم فتح کی ضد ہے۔ ختم کے معنی بند فتح کے معنی کشادن۔ تریاق القلوب ص۱۵۷ پر آخری خاتم الاولاد ہو گا۔ چنانچہ مرزا صاحب کے بعد کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا۔ لہٰذا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہو گا۔ اور خطبہ الہامیہ ص۱۲۳ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاتم انبیاء بنی اسرائیل فرمایا ہے۔ وجعلہ خاتم انبیاءھم۔ اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کے بعد بنی اسرائیل میں کوئی نبی نہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب نے اتممنا لعیسیٰ کے ساتھ ترجمہ فرمایا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ میں خاتم النبیین کا بروز ہوں دیکھو ص۱۶۷ خطبہ الہامیہ جب بروز کے بعد کچھ نہیں تو اصل کے بعد نبی کیسا۔ چنانچہ فرماتے ہیں میں خاتم الخلفاء ہوں ص۹۰ دونوں سلسلے ختم ص۵ مسیح آخری اینٹ ص۳۶ آخر الخلفاء ص۷۷ مسیح پر سلسلہ بنی اسرائیل ختم ص۱۲۳ مرزا صاحب کے بعد قوم کو کوئی نفس نہیں ص۱۵۹ مرزا صاحب کا وقت عصر ہے عصر کے بعد کوئی نماز نہیں ص۱۹۲ خاتم دنیا ازالۃ الایام ص۱۵۱ تین زمانے مسیح موعود کے بھی تھا۔ تریاق القلوب ص۱۵۱، زمانہ آخر خلیفہ آخر ص۱۸۲ الہامیہ۔

الغرض سے بیان ختم نے مرزا صاحب کی کلام سے ہی ثابت کر دیا کہ ختم کے معنی آخری اور اتمام اور بند کے ہیں۔ الف ساجد آخری اینٹ، نماز عصر سب خاتم کی معقول صورتیں مثالیں ہیں۔ وقالوا ان ھذا الرجل یدعی النبوۃ واللہ یعلم ان قولھم

ھذا کذب بحت لا یمازجہ شیٔ من الصدق والاصل لہ اصلا وما افتروا الا لیھیجوا الناس علی التکفیر والسب واللعن والطعن یتمضوا ھم العناد والفساد ویفرقوا بین المومنین وانی واللہ آمن باللہ ورسولہ آمن بانہ خاتم النبیین۔ سلسلہ تصنیفات جلد ششم حمامۃ البشریٰ۔ کہ میرا دعوٰی نبوت نہیں میں خاتم النبیین پر ایمان رکھتا ہوں۔ اور ختم کے معنی انفراد نبوت مانتا ہوں۔ ہاں یہ کہتا ہوں کہ بالقوۃ محدث میں اجزاء ہوتے ہیں مگر بالفعل نہیں کیونکہ باب نبوت ختم ہو چکا ہے لہٰذا خاتم النبیین کے بعد میری طرف جو نبوت بالفعل منسوب کرتے ہیں وہ جھوٹے ہیں۔ فتنہ و فساد و تفریق بین المومنین کے بانی ہیں، مجھے کافر بنانا اور مشہور کرنا چاہتے ہیں۔

معاملہ صاف ہوا لو

(۸۹)

تنظیمی

مُلّاؤں کا غلط وَطیرہ

شرائط وضوابط

مناظرہ ۲ دو چک ذخیرہ

حضرت مبلّغ اعظم قبلہ کا بیان

حضرات!

مولوی عبدالستار صاحب کوئی خاص مناظر نہیں ہے۔ بالخصوص مرگانہ کی روئیداد ہمہ تن جھوٹی ہے اور اس بزرگ کی گھر بیٹھ کر لکھی ہوئی ہے اور جن کتابوں کے پاس میں حوالے دیئے گئے ہیں وہ تو ان کے پاس اس وقت موجود ہی نہیں تھیں اور جو حوالے تھا اس نے میرے مناظروں سے ڈر ڈر کر بھاگتے ہوئے گذارے اور بالخصوص مرگانہ میں شکست کھا گیا اور گھر بیٹھ کر جھوٹی روئیداد لکھ دی۔ جس پر کسی حق کی تصدیق نہیں ہے حتیٰ کہ ان علماء کی بھی تصدیق نہیں جو اس کے ساتھ شریک مناظرہ تھے۔ اب اسی نے بکر ادا کے بہانے سے جان بچا رہا ہے کہ میرے پرانے راز بھی نہ کھل جائیں۔ لہٰذا میں انہیں کو اجازت دیتا ہوں کہ جہاں چاہے شیعہ کے ایمان بالقرآن پر بحث کرے۔ شرائط مساوی ہوں گے۔ لازمی تحقیقی جواب کا حق دونوں کو حاصل ہوگا۔ دوسرا اس نے جو کتاب مختصر شافی کی روایت پیش کر کے حضرت امام حسین علیہ السلام کی بیعت کا شور مچا رکھا ہے۔ اگر وہ روایت صحیح ہو اور شیعہ کتب کے علاوہ سنی کتب میں موجود نہ ہو اور اس کا یہی مطلب ہو جو یہ کہتا پھرتا ہے تو ہم اہلسنت کو لکھ کر دے دیں گے کہ ہم ہار گئے۔ اور آئندہ کبھی میدان مناظرہ میں نہ آئیں گے۔ ورنہ ان کو سمجھا دو کہ جاہلوں کیلئے کیوں خالی اور شور نے میدانوں میں نعرے لگاتا پھرتا ہے۔ جب میدان میں سوائے فرار کے کچھ نہیں جانتا اور میدانوں سے بھاگ دوڑ کر سنیوں کو شیعہ بنا رہا ہے۔ چودہ آدمی اس کا فرار دیکھ کر بستی سیالکوٹ ضلع جھنگ میں شیعہ ہو گئے تھے اور ایک مولوی فتح محمد المعروف غلام مرتضیٰ بالخصوص مرگانہ میں شیعہ ہو گیا تھا اور وہ بھی اس کا فرار دیکھ کر مولوی کرم دین اور ان کے کئی ساتھی شیعہ ہو گئے ہیں۔ کیا یہ اہلسنت کی توہین نہیں جو یہ بزرگ کر رہا ہے۔

(مولانا) محمد اسماعیل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَا مَانِعَ لِخَلْقِہٖ وَلَا نَاقِضَ لِعِصَابِہٖ ۔۔۔
مُحَمَّدٍ سَیِّدِ اَنْبِیَاءِہٖ وَعَلٰی عَلِیٍّ نَبِیِّہٖ وَوَلِیِّہٖ اَلتَّعَارُضُ لِاَحْمَدَ ۔۔۔

حضرات الحوالا ۔۔۔

میں نے آج تک سنی مولویوں کی شکست و فرار کے قصے، اشتہارات، اخبارات میں تو متعدد بار پڑھے سنے تھے مگر آج تک علماء فریقین کو بالمشافہ بالتزام مسائل پر گفتگو کرتے ہوئے دیکھنے اور سننے کا موقعہ نہیں ملا تھا۔ اتفاقاً مجھے معلوم ہوا کہ مورخہ ۲۳ کو موضع چک ۔۔۔ ذخیرہ الفصل بنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ میں شیعہ و سنی مناظرہ ہو رہا ہے۔ میں بھی بصد شوق و اشتیاق وہاں پہنچا۔ علماء فریقین اپنے اپنے کتب خانہ سمیت ۔۔۔ کے سامنے خان صاحب کی حویلی میں تشریف فرما تھے۔ علماء شیعہ میں سے حسب ذیل حضرات قابل ذکر ہیں۔

مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب آف لائل پور۔ مولانا محمد حسین صاحب پرنسپل دار العلوم محمدیہ سرگودھا۔ مولانا سید غلام حسین بخاری حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ۔ عمدۃ الواعظین سید محبوب علی شاہ ہمدانی اور خود راقم الحروف اور مولوی ناصر حسین صاحب ناصر شاگرد مبلغ اعظم صاحب۔

۔۔۔ اہل سنت مولوی صاحبان میں سے مولوی عبدالستار تونسوی۔ پروفیسر خالد محمود صاحب مولوی احمد شاہ اور مولوی منظور احمد چنیوٹی وغیرہم۔

۔۔۔ ظاہر و باہر ہے کہ باقتضاء الحق مع علی و علی مع الحق۔ حق ہمیشہ علی کے ساتھ ہے اور مخالف علی کے ساتھ کبھی نہیں ہو سکتا۔ ۔۔۔ کی بات یہ ہے کہ مولوی عبدالستار اور خالد محمود کے ۔۔۔ بھی ۔۔۔ کا بہانہ ۔۔۔ مذکور کے جو پڑھے گیا ۔۔۔ کچھ اس طرح پھنسا کہ ۔۔۔ کا آخر ۔۔۔ بھی بے حقیقت ہو کر رہ گیا۔ ہزار انکار اور فرار بھی کام نہ آیا۔ آخر مولوی کرم دین صاحب نے شیعہ ہونے کا اعلان کر کے کمزوری اور فرار کی تصدیق کر دی جس کی تفصیل آگے آئے گی۔

انعقاد مناظرہ کی وجوہات

مولوی منظور احمد چنیوٹی کی اشتعال انگیز حرکات

رئیس ۔۔۔ خان صاحب (سابق سنی) چونکہ اپنے علاقہ کی ایک معتدد شخصیت تھی

اور اپنے علاقہ میں مولوی منظور احمد چنیوٹی کے آباء و اقرباء کی ۔۔۔ صاحب کا ۔۔۔ سے ۔۔۔ وہ ۔۔۔ [illegible]
مولوی منظور احمد چنیوٹی کے ۔۔۔ [illegible]
[illegible]
۔۔۔ صاحب کے ۔۔۔ [illegible]
شاطر ۔۔۔ [illegible]
کر ۔۔۔ خود ۔۔۔ [illegible]
۔۔۔ [illegible]

آغاز مناظرہ

اور

ملاں خالد محمود کی ۔۔۔ آہ علمی کمزوریاں

چونکہ ضلع گوجرانوالہ ۔۔۔ کا ۔۔۔ تھا ۔۔۔ نہیں سکتا تھا ۔۔۔ چند ۔۔۔ شیعہ ۔۔۔ صفوں میں بیٹھے تھے۔ منجانب شیعہ (۱) مولانا محمد اسماعیل ۔۔۔ صاحب صدر (۲) مولانا سید غلام حسین ۔۔۔ منجانب اہلسنت مولوی عبدالستار تونسوی مناظر ۔۔۔ صدر مقرر ہوئے۔ ۔۔۔ مناظرہ شروع ۔۔۔ مولانا محمد اسماعیل صاحب نے فرمایا کہ پہلے اصول و شرائط مناظرہ طے ہونے چاہئیں۔ لیکن مولوی خالد محمود صاحب ۔۔۔ سے ۔۔۔ کہ اصول و شرائط مناظرہ ۔۔۔ چنانچہ ایک کاغذ پر ۔۔۔ [illegible]
۔۔۔ [illegible]
ہے کہ اس کا فیصلہ آپ کی طرف سے تو مولوی منظور احمد ۔۔۔ ہماری طرف سے ایک ۔۔۔ [illegible]

ے کرنا علماء کا کام ہے۔ اور پھر اس معاہدہ میں کئی ایک بنیادی اور فنی غلطیاں بھی ہیں۔ مثلاً اس میں موضوع لکھا ہے "ایمان بالقرآن" جس میں مدعی اہل سنت کو بنایا گیا ہے اور سائل شیعہ کو۔ حالانکہ ایمان بالقرآن کا لفظ مثبت ہے نہ کہ منفی۔ اس میں سنی علماء کی جتنی بھی گفتگو ہوگی وہ من حیث النفی ہوگی اور شیعہ کی من حیث الاثبات۔ اور مدعی ہمیشہ وہ ہوتا ہے جو اثبات کی جہت سے کلام کرے ملاحظہ موضوع کا سے موازنہ کیا جائے۔

اس کے بعد مبلغ اعظم نے کتاب رشیدیہ ص سے یہ عبارت پڑھی کہ المدعی من نصب نفسه لاثبات الحکم من حیث الاثبات الخ یعنی مدعی وہ ہوتا ہے جو اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے کھڑا ہو۔ اس حیثیت میں کہ وہ اثبات کر رہا ہے۔ لیکن اس معاہدہ میں آٹھ ہے اثبات ایمان بالقرآن کا تو ہم نے کرنا ہے اور نفی مولوی عبدالستار نے۔ اور نفی کرنیوالے کو سائل کہتے ہیں۔

چنانچہ رشیدیہ کے ص ۱۶ سے یہ عبارت پڑھی کہ والسائل من نصب نفسه لنفیه۔ یعنی سائل وہ ہے جو اس کی نفی کے لئے کھڑا ہو۔ اسلئے ضابطہ کی رو سے ہم مدعی ہیں اور مولوی عبدالستار سائل۔ لیکن عبدالستار، خالد محمود اور احمد شاہ جیسے علم کے دعویدار اس دیدہ دانستہ غلطی کو بھی تسلیم کرنے سے گریز کر کے اہل حق کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو گئے۔

اس کے جواب میں مولوی خالد محمود نے احمد شاہ چوکیروی کی مدد سے ان الفاظ میں اظہار بے علمی کیا کہ نفی کرنے والا بھی مدعی ہو سکتا ہے اور رشیدیہ سے یہ عبارت پڑھی۔ ان المدعی من تصدی نفسه لاداة مطابقة النسبة الخبریة للواقع الخ۔

مبلغ اعظم نے اس کے جواب میں فرمایا، حضرات! ذرا اپنے مناظرین کی علمیت ملاحظہ فرمایئے کہ رشیدیہ کی معمولی عبارت کو سمجھنے کی بھی اہلیت نہیں رکھتے۔ حالانکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ مدعی کی وہ تعریف ہے جو ملا عصام نے اپنے رسالہ عضدیہ کی شرح میں کی ہے، اور یہ ناقص ہے۔ کیونکہ صاف لکھا ہے کہ جیسے نظر... یہ تعریف محل نظر ہے۔ لیکن یہ سنی علماء صحیح کو چھوڑ کر عمداً غلط پیش کر رہے ہیں: اور دوسرا نسبت خبریہ میں دو احتمال ہوتے ہیں۔ نفی اور اثبات۔ اور رشیدیہ کا اصل متن کہتا

ہے کہ مدعی وہ ہے جو من حیث الاثبات کلام کرے۔

اس کے بعد مولوی خالد محمود صاحب فن مناظرہ کے ضابطہ کے تحت کوئی علمی جواب تو نہ دے سکے البتہ ایک نئی آنکھ آنکالی کہ لا الہ الا اللہ بھی تو ایک دعویٰ ہے جس کے مسلمان مدعی ہیں۔ حالانکہ اس سے بھی نفی الٰہ مقصود ہے۔

مبلغ اعظم نے اس کے جواب میں فرمایا کہ یہ دعویٰ نہیں بلکہ مشرکوں کے دعاوی کی رد ہے۔ الغرض مدعی کی تعریف میں بھی علماء اہل سنت کوئی علمی جواب تو نہ دے سکے البتہ شور مچانا شروع کر دیا کہ نہیں نہیں ہم تو اسی پر مناظرہ کریں گے جس کا عنوان لکھا جا چکا ہے ورنہ ہم جاتے ہیں۔ مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! اس طرح فرار کے بہانے تو نہ بنایئے کیونکہ میرا سابقہ تجربہ شاہد ہے کہ آپ لوگ صحیح طور پر اصول و شرائط طے کر کے شیعوں سے مناظرہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ مذہب شیعہ قرآن اور اہل بیت کا مذہب ہے اس پر اعتراض کرنا کار بے دارد۔

اس کے بعد کافی اصرار کیا گیا مگر علماء اہل سنت صحیح شرائط طے کرنے پر تیار نہ ہوئے کیونکہ ان کو اپنی کمزوریاں نظر آ رہی تھیں۔ جب سنی علماء راہ فرار اختیار کرنے لگے تو مبلغ اعظم مدظلہ نے انتہائی فراخدلی کا ثبوت دیتے ہوئے برملا اعلان کیا کہ اگرچہ یہ نہ تو کوئی شرائط نامہ ہے اور نہ ہی ہماری طرف سے طے کرنے والا کوئی عالم تھا۔ لیکن ان بزرگوں کے فرار کو روکنے کے لئے میں اس فریب نامہ کے مطابق مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن ہماری ایک بات مان لی جائے کہ فریقین کو تحقیقی جوابات دینے کے ساتھ ساتھ الزامی جوابات دینے کا بھی حق حاصل ہوگا جسے فریقین نے قبول کر لیا اور اول ذبن ۔۔ منٹ کے بعد کی ... سے مناظرہ ... ساتھ ہی مناظرہ شروع کیا۔

(۱) انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون (قرآن مجید) ... نے قرآن اتارا ہے وہی اس کا حفاظت کنندہ ہے۔

(۲) اصول کافی میں ہے کہ جبرئیل جو قرآن لایا تھا اس کی سترہ ہزار آیتیں تھیں۔

(۳) دیباچہ ترجمہ مقبول میں ہے کہ ہم تک جو قرآن پہنچا ہے ... سورۃ احزاب سورۃ بقرہ سے زیادہ تھی۔ لہٰذا اگر مولوی محمد اسماعیل جواب دے ...

مرتضیٰ، طوسی، شیخ صدوق وغیرہ علماء کا نام ثبوت میں پیش نہ کریں۔ صرف اقوال معصومین ہی سے ثبوت دے سکتے ہیں جیسا کہ میں نے اقوال معصومین سے ثبوت دیا ہے۔

۴۔ علامہ کلینی تحریف کا قائل تھا۔ پھر یہاں ثبوت تقریر شروع کردی کہ موجودہ قرآن صحابہ نے دیا ہے اور شیعہ صحابہ کرام کو مانتے نہیں حضرت علی نے صدیق اکبر کی بیعت کر لی۔

نوٹ: اس پر مبلغ اعظم نے ٹوکا کہ مولوی صاحب! مناظرہ کا موضوع ایمان بالقرآن ہے نہ کہ خلافت ثلاثہ۔ اگر آپ کو بیعت وغیرہ پر ناز ہو تو خلافت ثلاثہ کا موضوع رکھ لو تمہیں خود ہی آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے گا۔ چنانچہ مولوی خادم حسین صاحب نے عبدالستار کو "یہ بات خلاف موضوع ہے" کہہ کر روک دیا تاکہ خلافت کے باب میں سنیت کی رسوائی نہ ہو۔

اسکے بعد مبلغ اعظم جوابی تقریر کے لئے کھڑے ہوئے اور خطبہ مسنونہ کے بعد ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ الآية کو عنوان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرات! یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ پھر فرمایا کہ مولوی عبدالستار صاحب کا پیش کردہ ثبوت اور استدلال دونوں غلط ہیں کیونکہ موضوع کا عنوان ہے ایمان بالقرآن۔ چنانچہ ضابطہ کے مطابق عبدالستار صاحب کو پہلے ایمان کی تعریف اور پھر قرآن کی تعریف کرنا چاہیئے تھی۔ اور پھر ثابت کرنا چاہیئے تھا کہ ایمان کن چیزوں سے ثابت ہوتا ہے اور کن چیزوں سے کفر لازم آتا ہے اور پھر یہ ثابت کرنا چاہیئے تھا کہ جو روایات اصول کافی وغیرہ میں سے پیش کیں وہ اس معیار پر پوری اترتی ہیں یا نہیں۔

بعدہٗ مبلغ اعظم نے ایمان کی یہ تعریف فرمائی کہ ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے اور وہ قطعیات اور یقینیات سے حاصل ہوتا ہے اور قطعیات کیلئے آیت محکم اور خبر متواتر کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد مبلغ اعظم نے قرآن مجید کی یہ تعریف کتب فریقین سے پڑھی۔

۱۔ اَلْقُرْاٰنُ الْمُنَزَّلُ عَلَی الرَّسُوْلِ الْمَكْتُوْبُ فِي الْمَصَاحِفِ نَقْلًا مُتَوَاتِرًا بِلَا شُبْهَةٍ (تسہیل الوصول الی الابصار صفحہ وغیرہما) کہ قرآن وہ ہے جو رسول خدا پر نازل کیا گیا ہے اور دنیا بھر کے مکتوب قرآنوں میں لکھا ہوا ہے بنقل متواتر کے ساتھ بغیر کسی شبہ کے۔ پھر شیعہ کی کتاب فہم ...... جلد اول صفحہ سے یہ عبارت پڑھی کہ اَلْقُرْاٰنُ مُتَوَاتِرٌ فَمَا

......

نَقْتَبِسُهُ كَمَا ...... يَسْتَوِي ......

یعنی قرآن مجید متواتر ہے اور صحیح یہی ہے کہ اخبار احاد سے اس کی کوئی چیز وہ قرآن نہیں بن سکتی کیونکہ یہ قرآن منقول بالتواتر ہے کیونکہ اس کی نقل کے اسباب کثیر تھے اور جو ایسا ہو اس کی عادت تواتر کا تقاضا کرتی ہے اور تواتر بھی طبقاتی ہے۔

۳۔ پھر مبلغ اعظم نے تواتر کی اقسام پیش فرمائیں ...... الملہم جلد ۱ سے یوں پیش کیں کہ تواتر چار قسم پر منقسم ہے

اوّل۔ تواتر اسناد دوم۔ تواتر طبقہ سوم۔ تواتر عمل چہارم۔ تواتر معنوی۔ یہ تواتر کا سب سے گھٹیا قسم ہے لیکن مولوی عبدالستار صاحب نے جتنی روایات پیش کی ہیں وہ ضعیف، موضوع یا وضعی ہیں۔ اگر ان میں سے کسی کو صحیح مان بھی لیا جائے تو خبر واحد سے آگے نہیں بڑھتیں ...... تو تواتر معنوی ثابت ہوگا اور قرآن مجید متواتر طبقاتی ہے ...... جب تواتر معنوی بھی تواتر طبقاتی کے مقابلہ میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا تو اخبار احاد کی کیا حقیقت ہے جن کو مولوی عبدالستار ...... پیش کر رہا ہے ...... دشمن جہلا کو گمراہ کرتے ہیں ......

مبلغ اعظم نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ بحث موجودہ قرآن مجید میں ہے کہ کس کا اس پر ایمان ہے اور کس کا نہیں۔ مولوی عبدالستار کا قرآن مجید کے متعلق آئمہ معصومین علیہم السلام کی تصریح کا مطالبہ ہے سو میں آئمہ معصومین کے فرامین قرآن موجودہ کے متعلق پیش کرتا ہوں سنیئے۔

تصدیق قرآن اور آئمہ معصومین

اوّلاً۔ نہج البلاغہ ...... امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اِنَّهُمْ لَمْ يُحَكِّمُوا الرِّجَالَ وَاِنَّمَا حَكَّمْنَا الْقُرْاٰنَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اِنَّمَا هُوَ ......

خَصْمٌ مَسْتُوْرٌ بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ الخ۔ یعنی ہم نے بندوں کو حکم نہیں بنایا بلکہ قرآن کو حکم بنایا ہے اور یہ قرآن وہی ہے جو بین الدفتین مستور ہے۔ اس میں قرآن مجید کی تصدیق بھی ہے اور موجودہ قرآن کی تعریف بھی ہے اور تحدید بھی۔ اور حضرت علی علیہ السلام کا یہ کلام حکمین کے بارے میں ہے اور حکمین کا معاملہ علی اور معاویہ کے درمیان تھا اور اس میں لفظ ہذا اسم اشارہ بھی موجود ہے جو محسوس مبصر کے لئے موضوع کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس سے وہی قرآن مراد ہو سکتا ہے جو حکمین کے درمیان موجود اور مسلم ہو۔ پس ثابت ہوا کہ یہ فرمان قرآن موجودہ کے متعلق ہے جو بین الدفتین ہے۔

ثانیاً:۔ اس کے بعد احتجاج طبرسی ص۲۳۴ سے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کا فرمان پیش کیا۔ قَالَ اَبُوْ الْحَسَنِ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَسْكَرِيُّ اِجْتَمَعَتِ الْاُمَّةُ قَاطِبَةً لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ اَنَّ الْقُرْاٰنَ حَقٌّ لَا رَيْبَ فِيْهِ عِنْدَ جَمِيْعِ فِرَقِهَا فَهُمْ فِيْ حَالَةِ الْاِجْتِمَاعِ عَلَيْهِ مُصِيْبُوْنَ وَعَلٰى تَصْدِيْقِ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مُهْتَدُوْنَ۔ یعنی حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا کہ تمام اُمت اس بات پر مجتمع ہو گئی ہے اور ان میں کوئی اختلاف نہیں کہ تحقیق یہ قرآن مجید حق ہے۔ اور اُمت کے تمام فرقوں کے نزدیک اس میں کوئی شک نہیں اور اس بات پر اجماع کرنے میں بیشک مصیب اور درست ہیں اور مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ کی تصدیق کرنے میں ہدایت یافتہ ہیں۔

اس پر مبلغ اعظم صاحب نے فرمایا کہ لیجئے مولوی صاحبان! میں نے اس موجودہ قرآن مجید کی جو تمام اُمت کے پاس ہے۔ اپنے آئمہ معصومین سے تصدیق بھی پیش کر دی ہے کہ یہی قرآن واجب التعمل والاعتقاد ہے جو تمام اُمت کیلئے ہے کیونکہ اس روایت میں عند جمیع فرقہا کا لفظ موجود ہے جو موجودہ قرآن پر دال ہے۔

تکذیب روایات تونسوی از آئمہ معصومینؑ

اس کے بعد مبلغ اعظم صاحب نے فرمایا کہ جو روایات مولوی عبدالستار صاحب

نے پیش کی ہیں ان کا جواب ہمارے آئمہ معصومین نے یوں ارشاد فرمایا ہے۔

جواب روایات از آئمہ معصومینؑ

اوّلاً:۔ اصول کافی ص۴۵ سے حضرت امام رضا علیہ السلام کا یہ قول پڑھا۔ فَقَالَ اَبُوْ الْحَسَنِ اِذَا كَانَتِ الرِّوَايَاتُ مُخَالِفَةً لِلْقُرْاٰنِ كَذَّبْتُهَا۔ یعنی حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ جب روایات قرآن مجید کے مخالف ہوں تو میں اُن کی تکذیب کرتا ہوں اور اُن کو جھوٹا سمجھتا ہوں۔

ثانیاً:۔ اصول کافی ص۵ سے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا یہ فرمان پڑھا۔ اَطْلَقَهُ الْعَالِمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اعرضها على كتاب الله فما وافقه فخذوه وما خالف كتاب الله فردوه۔ یعنی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب روایات میں اختلاف ہو تو ان کو اللہ کی کتاب پر پیش کرو۔ پس جو کتاب اللہ کے موافق ہو وہ لے لو اور جو مخالف کتاب اللہ ہو اُسے ترک کر دو۔

ثالثاً:۔ اصول کافی ص۳۹ سے حضرت امام جعفر الصادقؑ سے یہ روایت پڑھی۔ عن ابی عبد الله عليه السلام قال قال رسول الله ان على كل حق حقيقة وعلى كل صواب نورا فما وافق كتاب الله فخذوه وما خالف كتاب الله فدعوه۔ یعنی حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تحقیق ہر حق پر ایک حقیقت ہوتی ہے اور ہر درستی پر ایک نور ہوتا ہے۔ پس جو کتاب اللہ کے موافق ہو وہ لے لو اور جو مخالف کتاب اللہ ہو اسے چھوڑ دو۔

رابعاً:۔ مبلغ اعظم نے کتاب احتجاج طبرسی ص۲۳۴ سے حضرت امام علی النقی علیہ السلام کا یہ ارشاد پڑھا۔ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِذَا شَهِدَ الْكِتَابُ بِتَصْدِيْقِ خَبَرٍ وَتَحْقِيْقِهِ فَاَنْكَرَتْ طَائِفَةٌ مِنَ الْاُمَّةِ وَعَارَضَتْهُ بِحَدِيْثٍ مِنْ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ الْمُزَوَّرَةِ فَصَارَتْ بِاِنْكَارِهَا وَدَفْعِهَا الْكِتَابَ كُفَّارًا ضُلَّالًا وَاَصَحُّ خَبَرٍ مَا عُرِفَ تَحْقِيْقُهُ مِنَ الْكِتَابِ۔

ترجمہ :- یعنی حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کتاب اللہ کسی حدیث کی تصدیق اور تحقیق کرتی ہے اور اُمت کا کوئی گروہ پھر بھی اس کا انکار کرے اور جھوٹی حدیثوں سے اس کا مقابلہ کرے تو کتاب اللہ کو چھوڑنے اور حدیث کا انکار کرنے سے کافر اور گمراہ ہو جائے گا اور سب سے صحیح حدیث وہی ہوتی ہے جس کی تصدیق کتاب اللہ سے پہچانی جائے۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ میں نے اپنی مختصر تقریر میں آئمہ طاہرین کے کلام سے قرآن مجید کی تصدیق اور مولوی عبدالستار کی پیش کردہ ضعیف اور موضوع روایات کی تکذیب بھی پیش کر دی ہے۔ اب ایسی پختہ اور ناقابل تردید آئمہ معصومین کی تصدیقات اور تصریحات کے بعد عبدالستار کے پیش کردہ رطب ویابس کی کیا حقیقت رہ گئی ہے دیکھ لیجئے ہدایت تو اہل ایمان اور سلیم القلب حضرات کے لئے ہی ہو سکتی ہے جن کے ختم اللہ علی قلوبہم کے مصداق تو ضد اور تعصبیت کی وجہ سے ابوجہل اور ابولہب کو بھی پیچھے چھوڑ جائیں گے۔ اور یہی جواب اپنے روایات کا اہل سنت کے محققین علماء تسلیم کر چکے ہیں۔ شرح مواقف ص۲۴۴

الجواب :- ان ما نقل منه احاد المردود۔ ص۲۴۴ پر یہ ہے :- ان الاحاد لا تعارض القاطعة يريدان اختلاف الصحابة فى بعض سورة القرآن مروى بالاحاد المفيدة للظن و مجموع القرآن منقول بالتواتر المفيد لليقين الذى يضمحل الظن فى مقابلة فتلك الاحاد مما لا يلتفت اليه۔

ایسے روایات کا جواب یہ ہے کہ جو بطور احاد نقل ہوا وہ مردود ہے۔ کیونکہ اخبار احاد قطعیات کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرام نے جو قرآن کی بعض صورتوں میں اختلاف کیا وہ بطور اخبار احاد مروی ہے جو صرف مفید ظن ہوتے ہیں اور قرآن مجید منقول بالتواتر ہے۔

مولوی عبدالستار اور خالد محمود کی تو کیا حقیقت پوری سُنّی دنیا کے مُلّاں مل کر بھی قیامت تک میری پیش کردہ روایات اور استدلال کا جواب نہیں دے سکتے۔

پڑھی تو اکرا القرآن فی جملتہ وفی جنب [illegible] فنادیت یا ابن مسعود [illegible] ولا شبهة تعتريه الخ یعنی قرآن مجید جو آج کے دن تک ہمارے پاس موجود ہے [illegible] اس کا تواتر بالجملہ ثابت ہے اور اس پر عمل واجب ہے۔ لہٰذا اس میں کوئی شک نہیں اور نہ کوئی شبہ داخل ہو سکتا ہے۔

اب میں مولوی عبدالستار اور اس کے حواریوں کو اجازت دیتا ہوں کہ وہ ہماری کسی کتاب سے یہ ثابت کریں کہ شیعہ کو موجودہ قرآن شریف کی کسی آیت یا سورت میں شک ہے اور وہ کسی آیت یا سورہ کے منکر کو کافر نہیں سمجھتے تو مولوی عبدالستار منہ مانگا انعام حاصل کریں اور ہم اپنی شکست تسلیم کر لیں گے۔

اہلسنت کے موجودہ قرآن پر ایمان کی حقیقت

اس کے بعد مبلغ اعظم نے فرمایا کہ لیجئے حضرات اب میں اہل سنت حضرات کی کتب سے ثابت کرتا ہوں کہ یہ لوگ موجودہ قرآن مجید پر ایمان نہیں رکھتے اور نہ اس کو [illegible] نہیں سمجھتے۔ فرمایئے اس قرآن پر ان کا ایمان کیسے رہ سکتا ہے جبکہ ان کو شبہات ہیں۔ مبلغ اعظم نے اپنے دعویٰ کی دلیل میں مندرجہ ذیل کتب سے حوالہ جات پیش کئے۔

اوّل :- نور الانوار ص۹ مطبوعہ مجتبائی۔ فعلم بهذا شبهة فى اجزاء من التسمية [illegible] شبهة [illegible] الاخفاء [illegible] يدو [illegible] الجنب الحائض والنفساء [illegible] القرآن [illegible] جاء [illegible] الشبهة الخ

بلا شبہ کہ تعریف قرآن میں جو قول قرآن ہے یہ احتراز ہے۔ بسم اللہ سے کیونکہ اس میں شبہ ہے۔ اسی لئے اس کے منکر کو کافر نہیں کہا جاتا اور اس پر نماز میں اکتفا جائز نہیں اور اس کی تلاوت جنب حائض اور نفساء پر حرام نہیں۔ زیادہ مشکل یہ ہے کہ بسم اللہ قرآن کی جزو [illegible] اس کے منکر کو کافر اس لئے نہیں کہا جاتا کہ یا تو وہ صحیح ہونے کے اس میں شبہ ہے

شبہ پھر بھی موجود ہے

لیجئے حضرات! ایمان بالقرآن کے دعویداروں کو بسم اللہ میں ہی شبہات شروع ہو گئے۔ اب اختتام قرآن کے متعلق بھی سن لیجئے۔ کہ قرآن کی آخری سورتیں معوذتین یعنی سورۂ فلق اور سورۂ والناس ہیں اور دونوں کے متعلق سُنّی مذہب کے فتاویٰ قاضی خاں صفحہ ۹۹۵ پر یہ فتاویٰ موجود ہے۔

۲۔ مَنْ زَعَمَ اَنَّ الْمُعَوِّذَتَیْنِ لَیْسَتَا مِنَ الْقُرْاٰنِ ذَکَرَ فِی النَّوَازِلِ اِنَّہٗ لَا یَکُوْنُ کَافِرًا۔

کہ جس شخص نے یہ زعم کیا۔ کہ قرآن مجید کی آخری دو سورتیں سورۂ فلق اور سورۂ والناس قرآن نہیں ہیں۔ امام محمد شاگرد رشید امام ابو حنیفہ نے کتاب نوازل میں ذکر کیا ہے کہ وہ کافر نہیں۔ پس سُنی کتب سے یہ دونوں روایتیں پیش کرنے کی دیر تھی کہ خالد محمود اور عبدالستار نے قبر سُنیت کو تزلزل سے بچانے کے لئے شور مچانا شروع کر دیا۔ اور سمجھ گئے کہ اگر کچھ دیر مناظرہ اور جاری رہا تو لوگوں پر سُنیوں کے ایمان بالقرآن کی حقیقت پورے طور پر کھل جائے گی۔ بخاری مسلم سے قرآن جلانے کے قصے، سنن ابن ماجہ سے بکریوں کو چرانے کے واقعات الفخری سے قرآن مجید کو نیزوں پر بلند کرنے کی داستانیں مروج الذہب سے قرآن کو نیزوں کا نشانہ بنانے کی کہانیاں اور فتاویٰ قاضی خاں سے قرآن مجید کو خون اور پیشاب سے لکھنے کے جواز کے فتوے سامنے آجائیں گے۔ اور مناظرہ بانگو سرگانہ کی خود نوشت داستان بے تصدیق اور خانہ ساز روئیداد کے مجموعہ کا بھانڈہ بھی پھوٹ جائے گا اچالاکی سے کام لیتے ہوئے ضد لگا کر بیٹھ گئے کہ اگر الزامی جواب دو گے تو ہم مناظرہ نہیں کریں گے۔

مُلّاں خالد محمود کی تقریریں اور انکے جوابات

مُلّاں خالد محمود نے اس پر بہت شور مچایا۔ کہ یہ دوسرا موضوع ہے۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ دوسرا موضوع تو اس صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ جب مسئلہ بھی دوسرا اور الگ ہو۔ اگر مسئلہ ایک ہی ہے۔ یعنی ایمان بالقرآن۔ تو اختلاف موضوع کیسا آپ کو شیعوں پر اعتراض کرنے کا تب حق ہے جب کہ اپنی پوزیشن صاف کریں۔

اَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْکِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

یعنی مُلّاں خالد کے لئے یہ مصیبت بن گئی۔ کہ اگر حقائق کو تسلیم کرے تو مذہب ختم ہوتا ہے۔ بس ضد اور ہٹ دھرمی کی پناہ میں ہی خیریت سمجھی۔ حالانکہ جہاں دنیا بھر کے مناظرین مذاہب ہمیشہ سے تحقیقی الزام دیتے آئے ہیں۔ الزام سنتے بھی آئے ہیں۔

ہم آج بھی چیلنج کرتے ہیں

کہ اگر تمام دنیا کے مناظرین میں سے کوئی بھی منصف مزاج مناظر یہ کہہ دے کہ شیعہ مناظر کا مطالبہ خلاف اصول مناظرہ تھا۔ تو ہم ان کو منہ مانگا انعام دینے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن سُنی مُلّاؤں کی ہٹ دھرمی۔ اصول مناظرہ کی خلاف ورزی اور مُلّاں حضور بخش کی چالاکی۔ نیلے ستار خاں صاحب کی سادگی سے فائدہ اٹھانے کی ناجائز کوشش ثابت ہو جائے۔ تو خالد محمود اور عبدالستار تونسوی کو دوبارہ مناظرہ منظور کر کے اپنی پوزیشن صاف کرنی چاہیئے۔ یا ہمیشہ کے لئے اپنی جہالت کا اعتراف کر کے صف مناظرین سے پیچھے ہٹ جانا چاہیئے۔ کیونکہ عند المحققین مسلّم اصول مناظرہ سے آن کا فرار اور ان کی شکست مہر تصدیق ثبت ہو چکی ہے۔

اس کے بعد مُلّاں خالد محمود نے الزام کی تعریف میں بہت بری طرح ٹھوکر کھائی اور الزام کی تعریف بسیار تلاش کے باوجود بھی پیش نہ کر سکا۔

مبلغ اعظم نے رشیدیہ صفحہ ۱۲ سے الزام خصم دکھایا اور قسم ثانی الزام المعترض آمیہ پڑھ کر پوچھا کہ حضور یہاں لفظ الزام سے کیا مراد ہے؟ کیا الزام یعنی اعتراض نے سمجھنے کے نہیں اگر ایسا ہی ہے تو فلاں ضابطہ مناظرہ سے پہلو تہی کر کے ہٹ دھرمی کے چور دروازے سے فرار کیسا! اور اگر فرار ہی مقصود ہے تو کھلے بندوں بھاگ جاؤ۔

مُلّاں خالد محمود کی دھاندلی کے جواب میں شیعہ کے صدر مناظرہ مولانا محمد حنیف صاحب پرنسپل دارالعلوم محمدیہ سرگودھا نے سُنی صدر مناظرہ خالد محمود کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ کے نزدیک بے ضابطگی کا نام مناظرہ ہے۔ تو مجادلہ اور مکابرہ کی تعریف کیا ہے؟ آخر عوام الناس کے آپ عالم دین ہیں۔ آپ کو علم اصول اور ضابطہ اخلاق کی سختی سے پابندی کرنی چاہیئے تھی لیکن ہم نے عجیب ہی منظر دیکھا۔ الخ

تبرے کا اعلان کر دیا۔ اس کا اعلان ہوتے ہی سنیوں میں بوجہ شکست ناامیدی و شرمساری صف
مناظرہ پیٹنے والا کوئی نہ رہا۔ لیکن شیعوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ ایمانداروں نے ...
مولوی کرم دین صاحب کی زیارت کی۔ مصافحے کئے گلے مل مل کر مبارکبادیاں دیں۔ اور استقامت
حق الحق کے لئے دعائیں کی گئیں۔ حتیٰ کہ مولوی صاحب کا مبلغ اعظم مدظلہ اور مولانا سید غلام حسین
بخاری راقم الحروف (تاج الدین حیدر علی عنہ) کے ساتھ گروپ فوٹو بھی لیا گیا اور یہ سب منظر
مولوی خالد محمود، عبدالستار تونسوی اور احمد شاہ چوکیروی وغیرہم نے خود آنکھوں سے دیکھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

وقال الذین کفروا لا تسمعوا لھذا القرآن والغوا فیہ لعلکم تغلبون۔ (پ۲۴)

مناظرہ گھنگ شریف ضلع لاہور میں مذہب شیعہ کی فتح مبین

اور مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب کے ہاتھوں بریلوی ملاؤں عنایت اللہ سانگلوی، عبدالرشید جھنگوی، عبدالتواب اچھروی کی شکست اور توہین

حضرات! ایک مدت سے شیعہ سنی اختلاف کی تحقیق میں تھا۔ گھنگ شریف متصل کاہنہ نو ضلع لاہور میں ۱۵ر اپریل ۱۹۵۵ء کو مناظرہ سننے کا اتفاق ہوا۔ شیعہ علماء کا علم و استدلال صحیح بیان اصول مناظرہ کی پابندی اور سنی بریلوی مولویوں کی دھاندلی، اپنے اصول اور خلاف اصحاب ثلاثہ کے ثبوت میں کمزوریاں، غلطیاں اور بے انصافیاں دیکھ کر شیعہ ہو گیا ہوں۔ میرے حق میں دعا کرو اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔ میرے ساتھ اس علاقہ کے اور بھی بہت سے لوگ شیعہ ہو گئے ہیں جن کی فہرست عنقریب شائع ہو گی اور کچھ پہلے بھی شیعہ ہو چکے

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

اس کے بعد موصوف نے قرآن و حدیث سے اخلاقیات کے موضوع پر انتہائی مختصر اور جامع اصلاحی تقریر کی جس کا عامۃ الناس پر بہت اثر ہوا۔ اور سب مان گئے۔ کہ سنی صدر مناظرہ سے شیعہ صدر مناظرہ علم و اخلاق، شرافت اور تہذیب میں بلند پایہ۔ اور سنی صدر سوائے دھاندلی کے کچھ نہیں جانتا۔ حتیٰ کہ ملاں خالد محمود کو بھی مولانا کے علم و فضل اور شرافت کا اعتراف کرنا پڑا۔

اس کے بعد ملاں خالد محمود نے پھر وہی پرانا راگ الاپنا شروع کر دیا۔ اور کہا کہ حضرات یہ الزامی جواب نہیں ہو سکتا۔ یہ دوسرا موضوع ہے۔ جب اس پر گفتگو ہو گی۔ تو ہم کتابوں کے طبقات اور مراتب کی تفتیش کریں گے۔ اور پھر اس پر گفتگو کرنے کا حق دیں گے۔ تو مبلغ اعظم نے فرمایا کہ شیعہ پر الزام اور اعتراض دیتے وقت کیا آپ نے کتابوں کی تفتیش اور مراتب و طبقات کی تحدید کر لی تھی۔ اور آپ کے فریب نامہ میں کوئی شرط کتب کے مراتب طے کرنے کی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ یہ شور کیوں مچا رہے ہیں۔ تاکہ یہ نہ پتہ چل جائے۔ کہ تمہاری اول درجہ کی کتابوں میں قرآن جلانے کے قصے صحیح بخاری ص۷۴۶ موجود ہیں اور طبقہ اول کی کتاب ابن ماجہ ص۱۴۱ میں بکری کے قرآن کھا جانے کے چٹکلے موجود ہیں اور مبلغ اعظم نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ تمہاری کتاب اتقان ص۷۷ میں حضرت عمر کی زبانی قرآن مجید منزل کا دس لاکھ حرف لکھا ہے۔ اسی لئے اپنی کتابوں کی شکل دیکھ کر چلاتے ہو اگر تمہاری کتابیں ان الزامات سے پاک ہیں۔ تو صرف دس منٹ تو پورے کر لو۔ بس پھر کیا تھا خالد محمود تاب نہ لا کر راہ فرار اختیار کر گیا۔

اور سب لوگ حیران تھے کہ جب شیعہ مولوی اپنی کتابوں کی صفائی دیتا ہے تو یہ کیوں اعتراض اور الزام نہیں سنتے کہ برابر کی چوٹ ہو جائے۔

کہیں ملاں خالد محمود کا اونٹ کس کل سیدھا بیٹھتا ہے یا الٹا۔ چنانچہ جب لوگوں نے دیکھا کہ سنی مناظر مختلف حیلوں بہانوں سے فرار کرنا چاہتے ہیں تو اہل دانش ان کی بے ضابطگی کو بھانپ گئے۔ سنی عوام بے چارہ اگرچہ اپنے مذہب کی رسوائی کی وجہ سے کلمہ حق کہہ تو نہیں سکتے تھے لیکن بد دل ضرور ہو گئے سنی ملاؤں کا چور دروازہ سے فرار دیکھ کر ایک سنی مولوی مسمی کرم الدین ولد میاں علاؤالدین سکنہ جسو کے ڈاکخانہ برالہ تحصیل سمندری ضلع لائل پور جو محض تحقیق حق کے لئے ہزار مشقت جھک مار کر ... پہنچا تھا۔ نے عین میدان مناظرہ میں ہی شیعہ

اشتہار میں شائع ہو چکی ہے۔ یہ سب ان کی مذہبی کمزوری اور شور و غل دھاندلی دیکھ کر شیعہ ہو گئے ہیں۔ دیکھو لوگ شیعہ ہو رہے ہیں اور یہ اپنی فتح کے اشتہار چھاپ رہے ہیں۔ شرم کہاں ہے، حیا کس مقام میں پر رکتی ہے۔ اگر بریلویت انہی تین چار ملّاؤں کے سہارے زندہ ہے تو اللہ مالک ہے۔

گر ہمیں مکتب است و ایں ملّاں
کارِ طفلاں تمام خواہد شد

حضرات ناظرین! حقیقت الامر یہ ہے کہ بریلوی مولوی یہ مناظرہ اصول و قواعد کی پابندی سے کر ہی نہیں سکے ہر طرح ہار گئے ہیں۔ اصول مناظرہ کی پابندی نہ کرنے میں اصحاب ثلاثہ کے خلافت راشدہ کا ثبوت نہ دینے میں اور خلافت بلا فصل کے حوالوں پر خاموشی کرنے میں ہار گئے ہیں۔

اوّل:- انہوں نے شیعہ بانی مناظرہ سے دھوکہ کیا چنانچہ وہ غریب انتظام نہ کر سکا۔ مکروا و مکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ اللہ نے ان کو اس مکر کی یہ سزا دی کہ شیعوں کی طرف سے خود انتظام کرا دیا، عالم آگئے لاؤڈ سپیکر لگ گیا۔ شیعہ کے مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب تقریر پر پہنچ گئے۔

دوم:- انہوں نے دھاندلی اور شور سے لوگوں کو مناظرہ سننے نہ دیا۔ فاستمعوا له وانصتوا کے خلاف چلتے رہے یعنی شور کر کے مناظرہ سے بچنا چاہتے تھے حالانکہ حکم قرآن یہ ہے کہ خاموشی سے قرآن سنو اور سناؤ کیونکہ شیر پاکستان سے اصولی مناظرہ کی ان کو طاقت کہاں؟ نتیجے میں آگئے تھے چیختے چلاتے رہے۔

سوم:- اصحاب ثلاثہ کی خلافت راشدہ اور حکومت جابرہ میں فرق ہی نہ کر سکے چنانچہ ملوکیت جابرہ کے ایسے آیات پڑھنے لگے جن سے نمرود، شداد، فرعون، یزید، مروان، ولید وغیرہ سب کی خلافتیں ثابت ہوتی ہیں دیکھو تفسیر جلالین صفحہ ۱۳۵۔ اگر اسی ملوکیت کا نام خلافت راشدہ ہے تو شیعہ کو اس سے انکار نہیں۔

مبلغ اعظم نے جو خلافت اصحاب ثلاثہ کی نفی کے دلائل پڑھے کہ خدا اور رسول نے ان کو خلیفہ راشد بنایا ہی نہیں۔ بقول عمر لم یستخلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخاری شریف ج ۲ ص ۱۰۷۱ صحیح مسلم ص ۱۲۰ ج ۲۔ ترمذی شریف ص ۳۴۰ اہل بیت اور حضرت علی علیہ السلام نے

ان کو مانا ہی نہیں بلکہ مخالفت کی۔ چنانچہ دیکھو مخالف عثمان علی باب رحم الحبلی ص ۱۰۲ ج ۲ اور اس کا ترجمہ الفاروق ص ۱۰۱ ج ۱۔ سے صاف دکھلا دیا کہ حضرت علیؓ نے ابوبکر کی مخالفت کی اور ان کی پارٹی نے بھی مخالفت کی۔ اسی سنت پر شیعہ اب تک قائم ہیں جن کو حضرت علیؓ نے مانا ان کو مانتے ہیں جن کو نہیں مانا ان کو نہیں مانتے۔ حضرت فاطمة بنت رسول فهجرت ابابکر فلم تزل مهاجرته حتی توفیت بخاری شریف ص ۱۳۵ ج ۱۔ مطبوعہ اصح المطابع کراچی۔ فاطمہؓ ان پر غضبناک ہوئیں اور تا وفات غضبناک رہیں اور فوت ہو گئیں۔ اب فرماؤ جن پر خاتون جنت ناراض ہوں ان پر شیعہ کیسے راضی ہو جائیں۔ اس کا جواب نہ دے سکے۔ ائمہ اثنا عشر حضرت علیؓ سے لیکر مہدی ہادی تک کی امامت خلافت کے دلائل جو شیعہ مناظر نے پڑھے لا یزال هذا الدین عزیزا منیعا الی اثنا عشر خلیفة۔ بخاری شریف ص ۱۰۷۲ ج ۲۔ صحیح مسلم ص ۱۱۹ ج ۲ ترمذی شریف ص ۲۴۹، اس کا جواب ان کو آیا ہی نہیں۔ ہم اس وقت شیعہ نہ ہوتے تو اور کیا کرتے کیونکہ شیعہ کے جنتی ہونے کی سند خود کتب اہل سنت میں موجود ہے "یا علی انت و شیعتك فی الجنة" تفسیر فتح القدیر ص ۴۶۲ ج ۵۔ تفسیر فتح البیان ص ۳۳۳ ج ۱۔ تفسیر ابن جریر ص ۱۷۱ ج ۳۔ تفسیر در منثور ص ۳۷۹ ج ۶

عبدالتواب اچھروی نے ازراہ جہالت
یہ آیات پڑھیں

جو شداد وغیرہ کی خلافت پر دال ہیں یہ ہے اصحاب ثلاثہ پر ان بریلوی مناظروں کا احسان معاذ اللہ۔ کاش کوئی اہلحدیث یا دیوبندی مناظر ہوتا تو یہ بے علمی کی باتیں نہ کرتا کیونکہ وہ پڑھے لکھے لوگ ہوتے ہیں۔ قرآن و حدیث سے واقف ہوتے ہیں اور یہ میلاد خوانیوں اور عرسوں میں مشغول رہتے ہیں علم نہیں رکھتے مناظرہ کیا کریں۔

پہلی آیت:- سورہ اعراف پ ۸ آیت ۶۹ ترجمہ مقبول ص ۲۱۵ سے پیش کی وہ یہ ہے۔ واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد قوم نوح و زادکم فی الخلق بصطة۔

ترجمہ :- اور تم یاد کرو جبکہ خدا نے بعد قوم نوح کے تم کو خلیفہ بنایا ہے زمین کا اور اپنی مخلوق میں تم کو قوت اور قامت میں زیادہ کیا۔ یہ آیت شداد کی خلافت کے متعلق ہے دیکھو تفسیر جلالین ص۱۳۵، تفسیر بیضاوی ص۱۶۶، تفسیر ابی سعود علی حاشیہ کبیر ص۲۲ فان شداد بن عاد ممن ملك معمورة الارض کہ یہ آیت شداد کے متعلق ہے جو زمین کا خلیفہ بنا بیٹھا تھا۔ سبحان اللہ یہ ہے ثبوت خلافت راشدہ کا جو بریلوی مناظر نے گھنگ شریف میں پیش کیا۔ آیت شداد کی خلافت کا تو شیعہ کو انکار نہیں وہ تو بقول خدا اور رسولؐ خلافت راشدۃ الٰہیہ کا ثبوت مانگتے تھے جو یہ پیش نہ کر سکے اور اب اشتہارات اصحاب کی۔ سبحان اللہ ایسی خلافت کا تو شیعہ کو انکار نہیں وہ تو بقول خدا اور سے خفت مٹا رہے ہیں حالانکہ وہاں علم و اخلاق کا دیوالیہ نکال بیٹھے۔

دوسری آیت :- پ۸ سورۂ اعراف ترجمہ مقبول ص۳۱۶ آیت ۴۲

واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد عاد وبوأکم فی الارض۔

ترجمہ :- اور اس کو یاد رکھو کہ قوم عاد کے بعد (خدا نے) تم کو مالک بنایا ہے اور تم کو اس زمین میں آباد کیا ہے یعنی عاد کے بعد شداد خلیفہ ہوا تفسیر جلالین ص۱۳۵، تفسیر بیضاوی ص۱۶۶، تفسیر ابو سعود بر حاشیہ کبیر ص۴۰۶ ج۴ سبحان اللہ یہ آیت بھی شداد کی ہے اور ثبوت خلافت راشدہ کا دیا جا رہا ہے یہ ہے محمد عمر اور اس کے لڑکے کا علم جن کو حکومت شداد اور نمرود، فرعون اور خلافت راشدہ کا فرق بھی معلوم نہیں۔ نامعلوم بریلویوں کے پاس کوئی پڑھا لکھا مناظر کیوں نہیں ہوتا۔ یہ آیات پیش کر کے تمام پاکستان میں اہل سنت کو بدنام کر دیا گیا ہے۔ اہل حدیث دیوبندی اور دیگر پڑھے لکھے علماء ان کے اسی مناظرہ کو صحابہ کرام کی توہین سمجھ رہے ہیں اور اصحاب ثلاثہ کی گرامی ہستیوں پر ایک حملہ تصور کرتے ہیں۔

تیسری آیت :- ثم جعلناکم خلٰئف فی الارض من بعدھم

لننظر کیف تعملون پ۱۱ سورہ یونس آیت، ترجمہ مقبول ص۴۱۶

پھر ان کے بعد ہم نے تم کو اس زمین میں خلیفہ قرار دیا تھا تاکہ ہم دیکھیں

دیکھو۔ تفسیر جلالین ص۱۷۱، تفسیر خازن ص۱۷۱ ج۲، تفسیر معالم التنزیل ص۱۷۱ ج۲ علی حاشیہ خازن۔ ثم جعلناکم یا اھل مکۃ خلائف جمع خلیفہ۔ سبحان اللہ یہ آیت ان کفار کے متعلق ہے جنہوں نے رسالتمآبؐ کو پتھر مارے ہجرت کرا دی۔ دیکھو تفسیر کبیر ص۵۵۳ ج۴، بیضاوی ص۲۰۶ اور محمد عمر اچھروی اور اس کے بیٹے اس کو اصحاب ثلاثہ کی خلافت راشدہ پر فٹ کر رہے ہیں۔ کیا ان کو بھی ایسا خلیفہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اگر یہ ہے تو ان کی ایسی خلافت سے شیعہ کو انکار نہیں وہ تو خلافت راشدہ کا ثبوت مانگتے ہیں۔ بقول خدا اور رسولؐ مثل حضرت آدم علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام یا الخلافۃ ثلاثون سنۃ کی تصدیق مانگتے ہیں ورنہ ایسی غصوبی تو شیعہ کو انکار نہیں۔

چوتھی آیت :- جو پیش کی جس پر بہت زور دیا جا رہا ہے اور اشتہار میں بھی نقل کی ہے وہ یہ ہے:-

وھو الذی جعلکم خلٰئف الارض ورفع بعضکم فوق بعض درجات لیبلوکم فی ما اٰتاکم ان ربك سریع العقاب وانہ لغفور رحیم پ۸ سورۂ انعام آیت ۱۶۵ ص۲۹۷ ترجمہ مقبول۔

ترجمہ :- اور وہ (خدا) وہی تو ہے جس نے تم کو زمین کا متصرف بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض پر درجوں میں فوقیت دی تاکہ جو نعمت تم کو دی ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے۔ بیشک تمہارا پروردگار عذاب دینے والا اور بیشک وہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ یہ آیت بھی کفار مکہ کے متعلق ہے۔ دیکھو تفسیر کبیر ص۱۷۱ ج۴ یا پھر یزید وغیرہ سب اس میں داخل ہیں۔

مبلغ اعظم نے فرمایا حضورؐ اس آیت سے اصحاب ثلاثہ کی خلافت راشدہ کہاں تک ثابت ہوتی ہے اور اس آیت سے وہ نبی کریمؐ کے منصوص خلیفے کہاں بنتے ہیں۔ موعود من اللہ کہاں ثابت ہوتے ہیں آمنوا وعملوا الصالحات کی قید کہاں ہے۔ جمہور اہل سنت والجماعت کے نزدیک خلافت نصی کب ہوتی ہے یہ تو بریلوی مولویوں کی جدت سمجھئے یا بدعت۔ کیونکہ خلاف سنت کہتا اور کرتا ان کی بیخ و بنیاد میں داخل ہے۔ ان کو عدم استخلاف کے خلیفے کی

کیا خبر صحابہ کرام کے اختلاف کی کیا خبر۔ اہل بیتؑ کے مذہب اور دعویٰ کی کیا خبر۔ دا تا دربار میں چڑھاوے آتے ہیں، کھاتے ہیں، موج اڑاتے ہیں۔ استدلال اور علم ان کی بلا سے

ایک ہزار روپے کا انعام

ان مناظرہ بازکے دھاندلی مچانے والوں نے اپنے اشتہار میں یہ جھوٹ بھی لکھا ہے کہ مناظر اہل سنت نے یہ آیت پڑھی ھو الذی جعلکم خلٰئف الارض ورفع بعضکم فوق بعض درجٰت اور شیعہ کے مستند ترجمہ مقبول اور اس کے حاشیہ سے ثابت کیا کہ اس آیت کے مصداق خلفاء اربعہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علی المرتضیٰ لکھے ہیں۔

لو ہمارا چیلنج ہے

وہاں مناظرہ میں تو یہ دکھلا نہیں سکے۔ اب بھی اگر اس آیت کے حاشیہ مقبول میں یہ لکھا ہوا دکھلا دیں کہ اس کے مصداق یہ خلفاء اربعہ ہیں تو ہم ان بریلوی مولویوں کو **ایک ہزار روپے نقد انعام دیں گے** اور دوبارہ سنی ہو جائیں گے ورنہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کس کی قسمت میں لکھا ہے خلافت راشدہ کے لئے اعمال صالح ایمان کامل کی شرط ہے۔ خلافت حضرت آدم علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کی مثل ان کے استخلاف کے لئے نص ضروری ہے۔ جو خلافت پڑھ رہے ہیں یہ تو یہود و نصاریٰ کی قوموں کی خلافت ہے۔ جیسے مولانا مقبول احمد صاحب نے لکھا ہے خلائف الارض اس کے معنی ہیں وہ گروہ جو پہلے گروہ کا قائمقام نیک ہو یا بد۔ مگر بریلوی مولوی اس کو نبی کریمؐ کی جانشینی اور خلافت ثابت کر رہے ہیں۔ ان کو ملوکیت اور خلافت راشدہ میں فرق معلوم ہی نہیں حالانکہ اس میں یزید، ولید سب ثابت کئے گئے۔ یہی تمام سنی تفسیروں میں لکھا ہے دیکھو تفسیر جلالین ص۱۲۹ خلائف الارض جمع خلیفۃ ای یخلف بعضکم بعضا فیہا ورفع بعضکم فوق بعض درجٰت بالمال والجاہ وغیر ذالک کہ فوقیت درجات سے مراد مال و جاہ

کے مراتب ہیں نہ کہ علم و فضل کے درجات کی فوقیت اور یہی تفسیر مظہری ص۳۹۲ ج ۲، تفسیر خازن ص۱۸۱ ج ۲، معالم التنزیل ص۱۸۲ ج ۲، موضح القرآن ص۱۳۵، تفسیر ابی سعود ص۲۳۲ ج ۴، تفسیر کبیر ص۱۸۱ ج ۴، تفسیر بیضاوی ص۱۹۱ مصری اور یہی تفسیر کشاف ص۴۸۵ میں لکھا ہے دیکھو شیعہ کی تفسیر مجمع البیان ص۱۹۳ ج ۳ کہ بقول خواجہ حسن بصری اور سدی اور ایک جماعت اس خلافت سے مراد ہر زمانہ والوں کی خلافت لیتی ہے کہ ہر زمانہ اپنے پہلے زمانہ کا خلیفہ ہوتا ہے۔ اس طرح امت محمدیہ بھی اگر اپنے سے پہلے زمانے کے لوگوں کی خلیفہ بنے، تو اس میں قیامت تک کی تمام امت داخل ہے۔ جس میں یزید پلید بنی مروان بنی عباس وغیرہ۔ تاریخ الخلفاء سیوطی ص۱۲، صواعق محرقہ ص۱۸ کے سب خلیفے داخل ہیں۔

اسی حساب سے شمر و یزید پلید مروان بنی مروان حجاج ظالم سب خلیفہ بن گئے۔ یہ موعود خلافت کہاں ہے اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت کی مصداق! اس میں مثل حضرت آدم علیہ السلام انی جاعل فی الارض خلیفۃ مثل خلافت حضرت داؤد علیہ السلام انا جعلناک خلیفۃ فی الارض اور مثل حضرت ہارون علیہ السلام اذ قال موسیٰ لاخیہ ھارون اخلفنی قول خدا یا قول رسولؐ کی نص کہاں ہے۔ اگر اصحاب ثلاثہ کو عام جابر بادشاہ ثابت کرنا ہے تو

چشم ما روشن دل ما شاد

مگر پھر خلافت راشدہ نہ کنا الخلافۃ ثلاثون سنۃ کی حدیث نہ پڑھنا ایسے خلیفے قابیل اور شداد سے کر فرعون، ہامان، مروان اور یزید لعین ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے جو عند الامتحان فیل ہو گئے اور جیسے پہلے بادشاہ اور خلیفے نبیاءؑ کا انکار اور قتل کر کے فیل ہو گئے۔ اس طرح امت محمدیہ کے خلیفے اہل بیتؑ پر ظلم اور قتل و کشت کر کے برباد ہو گئے اور امتحان میں فیل ہو گئے۔

تفسیر قمی سے استدلال اور اس کا جواب

بریلوی مناظر نے تفسیر قمی ص۶۹۸ سورۃ تحریم کی تفسیر سے یہ عبارت پیش کی قال ان ابابکر یلی الخلافۃ من بعدی ثم ابوک کہ رسالت مآبؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق ابوبکر خلافت پر میرے بعد قبضہ کرے گا۔ پھر تیرا

باپ کیونکہ وہ بی بی کے فاعل خود شیخین ہیں۔ نہ اللہ نہ ان کا رسولؐ بلکہ علم غیب کی خبر دے رہے ہیں۔

الجواب مبلغ اعظم صاحب نے فوراً فرمایا

حضور میاں خلافت یعنی مثل سابق بادشاہت جابرہ ہے اور راز کی بات ہے علم غیب کا مسئلہ ہے جس کا چھپانا واجب ہے، اظہار پر توبہ کرانے کا حکم ہے اس روایت میں زہر دینے کی پوری سازش کا ذکر ہے۔ خلافت راشدہ الٰہیہ کی نقش کہاں پوری سورۃ تحریم پڑھو۔

چنانچہ حضورؐ کے الفاظ موجود ہیں:۔ انا افضی الیك سرا کہ یہ ایک پوشیدہ راز ہے جو میں تجھ کو پہنچاتا ہوں۔ تاکہ تیرا امتحان ہو کہ ظاہر کرتی ہو یا راز کو راز سمجھ کر چھپاتی ہو لیکن فخانتھما پرانی قمیں ہیں ان اخبرت فعلیك لعنۃ اللّٰہ والملائکۃ ہے۔ نئی قمیں غلط چھپ گئی ہے ورنہ خود قرآن کریم میں موجود ہے ان تتوبا الی اللّٰہ فقد صغت قلوبکما تحریم اگر تم توبہ کرو تو بہتر ورنہ تم دونوں کے دل ٹیڑھے ہو چکے ہیں۔ اگر توبہ نہ کرو اور رسول اللہ کے خلاف مظاہرے کروگی تو اس کا اللہ مولا ہے اور جبرئیل اور صالح المومنین اور باقی فرشتے اس کے مددگار ہیں۔ پوری سورۃ تحریم میں اسکی نقد ہے فان اللّٰہ مولاہ سے من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی تصدیق ہو جاتی ہے۔

مبلغ اعظم نے فرمایا! جب اس راز کو ظاہر کرنے پر توبہ کرنی پڑتی ہے تو ماننے والوں کا کیا حال ہوگا۔ اس خلافت پر مناظرے کرنے والے اگر بغیر توبہ کے مر گئے تو کیا ٹھکانہ ہوگا۔ کیونکہ اس سورۃ سے تو یہ خلافت رسول اللہ کے برخلاف پوری سازش ثابت ہوتی ہے۔ بس پھر کیا تھا مولوی عنایت اللہ صاحب سانگلوی بولے خلافِ موضوع جا رہے ہو۔ یہ علم غیب کی بات ہے۔

مبلغ اعظم نے فرمایا! خلافِ موضوع کیا، پہلی آیت تم نے پڑھی دوسری میں نے پڑھ دی مخالفت موضوع کیسی۔ بس پھر کیا تھا جب سمجھے کہ سورۃ تحریم اس خلافت کے سب راز کھول کر رکھ دے گی تو سب شور ڈالنے لگے کہ خلاف موضوع ہے۔ بس اس پر اللہ مولیٰ اور علی مولیٰ کی ولایت بھی ثابت ہو گئی۔ اور

خلافتِ جابرہ کا راز بھی کھل گیا اور توبہ کا حکم بھی ہو گیا اور حضرت علیؑ کی خلافت بلافصل کا ثبوت فتح الباری شرح صحیح بخاری ص ج ، معنی عمدۃ القاری شرح بخاری ص ج اور فتح القدیر شرح ہدایہ کتاب ولاء سے دو طرح سے پیش کیا گیا:۔

اوّل:۔ حدیث منزلت سے۔ یاعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی میں من اتصالیہ ہے جس کے معنی فتح الباری عمدۃ القاری اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ سے صاف انت متصل بی بالخلافۃ دکھلا دیئے کہ اے علیؑ تو میرا بلافصل خلیفہ ہے درمیان میں کوئی فصل نہیں۔ تیری خلافت میری نبوت سے متصل اور بلافصل ہے۔

حدیث دوم:۔ ھو ولی کل مومن من بعدی ترمذی شریف ص کہ علیؑ تو ہر مومن کا ولی ہے میرے بعد بلافصل۔ کیونکہ بعدیت حقیقی ہے نہ اضافی ہے نہ عرفی اور ولایت کا معنی فتح القدیر کتاب الولاء سے من غیر فصل صاف دکھلا دیا گیا کہ ولی عہد کے معنی ہی بلافصل خلیفہ کے ہوتے ہیں۔ جب خلافت بلافصل علی علیہ السلام کے حوالے دیئے گئے تو نہ کتابیں دیکھ سکے نہ جواب دے سکے بلکہ آدھ گھنٹہ خاموشی نہ جواب نہ کتاب بلکہ اپنا وقت چھوڑ کر بیٹھ گئے۔

شیعیانِ حیدرِ کرار بلافصل کے ثبوت سن کر نعرے لگا تے ہوئے فتح کے شادیانے بجاتے ہوئے فاتحانہ شان سے جا رہے تھے۔ بریلوی اب پروپیگنڈہ سے اس شکست کی خفت کو مٹانا چاہتے ہیں۔ مگر کہیں جگہ جگہ لوگوں کے شیعہ ہو جانے کی خوشی میں شیعیانِ حیدر کرار جلوس نکال رہے ہیں اور دیوبندی، اہل حدیث اور دیگر اسلامی فرقے ان چند بریلوی مولویوں کی جہالت کو رو رہے ہیں۔ کیونکہ خلافتِ راشدہ کا مسئلہ مشترکہ تھا جس کو بے علمی کی وجہ سے لیکر بیٹھ گئے۔ وہ ان کے خلاف ملامت کے ریزولیوشن پاس کر رہے ہیں کہ صحابہ کرام کی توہین ہو گئی۔ اگر صحیح ثبوت نہیں دے سکتے تھے تو مناظرہ نہ کرتے۔ اصل بات یہ ہے کہ عنایت اللہ مناظرہ جتیہ ضلع گجرات کا شکست خوردہ تھا اور مولوی عبدالرشید سوہاوہ متصل منڈی بہاؤالدین میں مولانا تاج دین حیدری سے مار کھا چکا تھا لہٰذا وہ کھڑے نہ ہو سکے اور یہ بے علم بچہ تھا مار کھا گیا اور مناظرہ نہ کر سکا

لوگ شیعہ ہو گئے۔

نئے شیعہ ہونے والوں کے نام یہ ہیں:۔

۱۔ فقیر حسین کھوکھر گھنگ شریف۔ ۲۔ سیدا گھنگ شریف۔
۳۔ چوہدری محمد نواز گھنگ شریف۔ ۴۔ چوہدری محمد نواز باجوہ شیخوپورہ۔
۵۔ فرزند علی چک بُوٹا۔ ۶۔ لیاقت علی چک بُوٹا۔ بقول پسر چوہدری قدر داد آف گھنگ شریف۔

المشتہر

مولوی غلام حسین کلاچی نو

مناظرہ

باگر سرگانہ تحصیل کبیر والا

ضلع ملتان

اپنی عادت کے مطابق چیلنج بازی کا شوق تونسوی صاحب کو بدستور دامنگیر رہا۔ سنی سرگانہ برادری میں اپنی علمیت کا پرچار کرنے لگے وہ بیچارے ان کے پھندے میں آگئے۔ اور شیعہ سرگانہ برادری سے مناظرہ طے کرلیا۔ یہ مناظرہ تین روز رہا۔ اس میں ایسی شکست فاش کھائی کہ سوائے مذموم حرکات کے کچھ نہ بن سکا۔ سُنی سرگانے آپ کو بلاکر سخت شرمسار ہوئے۔ تحریف القرآن کے موضوع میں تو انہوں نے صاف تسلیم کرلیا کہ مولوی عبدالستار صاحب اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہیں۔ اور شیعہ کا ایمان بالقرآن صحیح اور درست ہے۔ اس بحث کی طوالت اور الزامی جواب کی پیش بندی کے باوجود بھی کامیاب نہ ہوسکا۔ اور

خلافت علی علیہ السلام میں مبلغ اعظم نے اتنی دلائل پیش کئے

- خلافت مطلقہ کا جزو ایمان اور داخل اعتقاد ہونا دکھلایا۔
- قرآن مجید سے امامت اور خلافت کو مختص باہل بیت ہونا دکھایا۔
- خلافت علی علیہ السلام من بعد رسول خدا بلافصل منصوص خلیفہ ہونا دکھایا لفظ خلیفہ دکھایا من بعدی دال بر بلافصل دکھلایا۔
- دستار بندی دکھلائی خلیفہ بنانا دکھلایا۔ مگر حضرت کسی بھی دلیل کو توڑ نہ سکے اور وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا کی ترکیب نحوی نہ کرسکے۔ علی علیہ السلام کو علم مراد لینے پر کوئی استحالہ معنوی اور لفظی نہ پیش کرسکے اور امام جعفر الصادق علیہ السلام نے جب اس آیت کی تفسیر پیش ہوئی تو تونسوی صاحب کھسیانے ہو کر رہ گئے اور آخر پر خلافت ثلاثہ میں وقت بھی

گھٹایا۔ مگر پھر بھی ثابت نہ کر سکے۔ مثلاً آیت استخلاف میں جواب نہ دے سکے
کہ اگر اصحاب ثلاثہ اس آیت کے مصداق ہیں۔ تو ان کی خلافت نصی اور
قرآنی ہوئی۔ اجماعی نہ ہوئی۔ اور نص قرآن کا منکر کافر ہے۔ پھر اہل السنت کے
نزدیک منکر ثلاثہ اور مخالف خلافت ثلاثہ کافر کیوں نہیں؟ اور ان کی خلافت
کا ماننا داخل ایمان اور اعتقاد کیوں نہیں؟ مبلغ اعظم کے طرز بیان سے
حاضرین محو حیرت ہو رہے تھے۔ اور سنی سٹیج پر ایک ہیبت کا سماں طاری تھا
آپ نے فرمایا! آیۃ استخلاف اصحاب ثلاثہ کی خلافت پر قطعی الدّلالت
ہے یا ظنی الدلالت؟ اگر قطعی الدلالت ہے تو نص قطعی کا منکر کون ہے۔
اگر ظنی الدّلالت ہے تو آپ پیش کیا کر رہے ہیں؟ حق کے مقابلہ میں باطل
کی کیا حقیقت اور ظن سے ثابت شدہ خلافت کیسی؟ اجماع اور شوریٰ کے مقابلہ
میں یزید پر مہاجرین اور انصار کا اجماع کثرت دکھلایا گیا۔ اور مغیرہ بن شعبہ کا
سنگ بنیاد خلافت یزید رکھنا اور خلیفہ زادہؓ

حضرت عبداللہ بن عُمر کا یزید کی بَیعت کرنا

دکھایا گیا تو بجائے تحقیقی جواب کے الزامی جواب دینے کی کوشش کی
اور وقت چھوڑ کر میدان سے بھاگ گئے۔ جیسا کہ ان کے اشتہار کی آخری
سطر اس پر شاہد ہے۔ مثلاً پہلے آپ نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام
کا یزید کی بیعت کرنا پیش کرنا چاہا (نعوذ باللہ) انا عبدلک مکرہ روضہ
کافی سے پیش کیا۔ اور خود ہی ترجمہ یہ کر دیا کہ میں جبراً اور کرہاً غلام بنایا گیا ہوں.
مبلغ اعظم نے دریافت فرمایا کہ حضرت اس میں لفظ بیعت کہاں ہے اور مکرہ
کا ترجمہ کیا ہے۔ پس پھر آپ نے اس کو چھوڑ کر دوسری طرف ہاتھ مارا اور
پہاڑوں سے بھی بڑا دعویٰ کیا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے یزید کی بیعت
کی (نعوذ باللہ) اس پر آپ نے سہ مرتبہ شکست خوردہ مولوی اللہ یار چکڑالوی
کی ایماء سے تلخیص شافی سے ایک مجہول السند مبہم روایت پیش کی۔ جس کے

الفاظ یہ تھے۔
کیف یقال انہ علیہ السلام القی بیدہ الی التھلکۃ وقد
روی انہ علیہ السلام قال لعمر بن سعد اختار و منی اما الرجوع
الی المکان الذی اقبلت منہ او ان اضع یدی علی ید یزید فھو
ابن عمی لیرای فی رایہ واما ان لیسر وابی الی ثغر من
ثغور المسلمین تلخیص شافی ص۴۲
ترجمہ:۔ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر یہ اعتراض ہرگز نہیں ہو سکتا
کہ آپ نے دانستہ اپنے آپ کو بدست خود ہلاکت میں ڈالا کیونکہ یہ روایت
کیا گیا ہے۔ کہ آپ نے عمر بن سعد سے فرمایا کہ مجھ سے تین باتوں میں ایک جو
چاہو اختیار کر دو یا مجھے واپس مدینے جانے دو یا مجھے یزید کے پاس لے چلو۔ میں
آپ کو اس کے حوالے کر دوں گا۔ اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دوں گا۔ وہ
اپنی رائے کے مطابق جو چاہے گا خود فیصلہ کرے گا۔ یا مجھے مسلمانوں کی
سرحدوں میں سے کسی سرحد کی طرف نکال دو مگر انہوں نے کچھ بھی منظور نہ کیا
بلکہ حضرت کو بلا وجہ بے جرم و خطا قتل کر دیا۔
اس پر حضرت مبلغ اعظم صاحب نے مندرجہ ذیل سوالات کئے جن
کا جواب مولوی عبدالستار صاحب نہ دے سکے۔
۱:۔ فرمائیے! یہ آپ کے اعتراض پر خودکشی حسین علیہ السلام کا الزامی جواب
ہے کہ نہیں۔
۲:۔ اس میں لفظ بیعت کہاں ہے؟
۳:۔ وضع الید علی فلاں کا ترجمہ بیعت کس لغت کی کتاب میں ہے؟
۴:۔ اگر یہ بیعت تھی تو یہ بیعت لیرای فی رایہٖ کہ یزید اپنی رائے
کے مطابق فیصلہ کرے گا بیعت کے بعد یزید کی رائے اور فیصلہ کی
کیا ضرورت؟
۵:۔ اس روایت کا ماخذ کتب شیعہ ہیں یا کتب اہلسنت؟ اگر کتب شیعہ

اہلبیت کی وجہ سے صحیح منہا۔ اقوال صحابہ اعنی صحابہ خلافت یزید سے معارض ہوکر قابل وثوق نہ ہے۔ صحیح بخاری اور مسلم سے حضرت عبداللہ بن عمر اور دیگر صحابہ کرام کے اقوال بیعت یزید کی نسبت پیش ہوتے۔ تو تونسوی صاحب اور ان کے حواریین بہت سراسیمہ ہوتے۔ بخاری ومسلم کی روایات کا کوئی، جواب نہ بن پڑا تو نبراس صـ۲۲۳ سے شرح عقائد کی ایک عبارت پیش کی اور کہا کہ ہم متفقہ طور پر یزید کو لعنت کے قابل سمجھتے ہیں۔ مگر اسی وقت اسی نبراس کے صـ۵۵۳ سے صاف دکھلایا گیا کہ ولا یخفی ان الشارع بنی کلام جواز لعن الفاسق وان لم یتحقق موتہ علی الکفر وھذا خلاف التحقیق کہ شارح عقائد نے اپنے کلام کی بنیاد فاسق پر لعنت کرنے کے جواز پر رکھی ہے۔ اگرچہ اس کی موت کفر پر ثابت نہ ہو مگر یہ خلاف تحقیق ہے یعنی یزید پر لعنت کرنا اہل سنت کے نزدیک خلاف تحقیق ہے اور پھر اسی نبراس صـ۵۵۵ سے یہ حوالہ پیش کیا گیا۔ وبھذا اظھر ان استدلالھم علی اللعن یزید بالنصوص العامۃ غیر صحیح کہ اس سے ظاہر ہوا کہ اس کا استدلال یزید کی لعنت پر نصوص عام پر صحیح نہیں اور قصیدہ امالی سے جب فلم یلعن یزید بعد موت، سوی المکثار فی الاغرا عفاق۔ پڑھ کر سنایا گیا تو تونسوی کے الفاظ پر لعنت یزید کی کرکری ہوگئی لیکن تونسوی صاحب سے جب بخاری ومسلم کی روایات کا تحقیقی جواب آخری دم تک نہ ہوسکا۔ تو پھر کتب شیعہ سے الزامی جواب دینے کی طرف لپکے اور کہا کہ حضرات کتب شیعہ میں لکھا ہے کہ امام زین العابدینؑ نے، یزید کی بیعت کرلی اور اس کو اپنا امام مان لیا۔ روضۂ کافی سے یہ عبارت پیش کی۔ قد اقررت لک بما سألت انا عبد مکرہ لک کہ میں نے سوال کا اقرار کرلیا کیوں کہ میں زبردستی غلام بنایا گیا ہوں جب تونسوی صاحب کی توجہ انا عبد مکرہ کی طرف مبذول کرائی گئی کہ حضرت اس میں،

لفظ مکرہ" ہے اور جو چیز اکراہ سے کی جائے وہ دین اور شرع میں سند نہیں ہے لا اکراہ فی الدین آیت قرآنی ہے اور اس عبارت میں لفظ بیعت بھی نہیں ہے۔ تو تونسوی صاحب نے مولوی اللہ یار کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا اور کانا پھوسی کرنے کے بعد ایک چھلانگ اور لگادی کہ چلو نہ سہی ہم حضرت امام حسین کا یزید کی بیعت کرنا کتب شیعہ سے ثابت کرتے ہیں چنانچہ شیعہ مناظرہ کی کتاب تلخیص شافی سے یہ حوالہ پیش کیا گیا۔ اختاروا منی اما الرجوع الی المکان الذی اقبلت او ان اضع یدی علی ید یزید فھو ابن عمی یری فی رأیہ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے کہا کہ میری طرف سے تین چیزوں میں سے ایک چیز اختیار کر دو یا تو مجھے اس مکان کی طرف جانے دو جہاں سے میں آیا ہوں یا مجھے یزید کے پاس لے چلو میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دوں گا پس وہ میرا چچازاد ہے تاکہ وہ میرے بارے میں بہتر رائے ظاہر کرے۔ حضرات یہ ہے بالآخر سرگنہ میں ملاں تونسوی کا آخری تیر جس پر تمام فتح کا ڈھنڈورا پیٹا جارہا ہے اب ذرا اس کی حقیقت سن لیجئے اور پھر سوچئے کہ یہ تونسوی کس علمیت اور قابلیت کا مالک ہے اور تنظیم اہلسنت میں علم کا کتنا فقدان ہے۔

الجواب

تلخیص شافی مذہب شیعہ کے ایک مناظرہ کی کتاب ہے اور یہ عبارت بطور الزام کتب اہل سنت سے نقل کی گئی ہے اور اہل سنت کی تمام تاریخوں میں موجود ہے۔ آپ الزام ہمیں الزام نہ دیجئے۔ یہ شیعہ کی کسی تاریخ یا حدیث کی کتاب میں باسند موجود نہیں۔ ذرا کتب اہل سنت میں عبارت دیکھ لیجئے۔ تاریخ ابن کثیر ص۱۷۲ ج ۸، ملاحظہ فرمائیے۔ فقال لہ الحسین یا عمر اختر منی احدی ثلاث خصال اما ان تترکنی ارجع کما جئت فان ابیت ھذہ فیسر لی الی الترک فاقاتلھم حتی

اموت کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے عمر بن سعد سے کہا کہ اے عمر! میری طرف سے تین باتوں میں سے ایک بات ضرور منظور کر و یا تو مجھے چھوڑ دو کہ میں واپس لوٹ جاؤں اگر یہ نہ کر سکو تو مجھے یزید کے پاس لے چلو میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دوں گا۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ترک کی طرف جانے دو میں ان سے جہاد کر کے مر جاؤں گا۔

حضرات قارئین یہ ہے اہل سنت کی معتبر کتاب کا حوالہ جس پر تونسوی صاحب شیعہ کو الزام دے رہے ہیں۔

حوالہ تاریخ طبری

قالوا انّہ قال اختار منی خصالاً ثلاثاً اما ان ارجع الی المکان الذی اقبلت منہ واما ان اضع یدی فی ید یزید بن معاویہ فیری فیما بینی وبینہ رایہ واما ان یسیرونی الی ثغر من ثغور المسلمین شئتم فاکون رجلا من اھلہ لی مالھم وعلی ما علیھم تاریخ طبری ص ۲۳۵ ج ۶۔ کہ بعض محدثین کہتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے لشکر یزید سے کہا کہ میری طرف سے تین باتیں اختیار کر و یا مجھے اس مکان کی طرف جانے دو جہاں سے میں آیا ہوں یا مجھے یزید کے پاس جانے دو اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دوں گا۔ وہ میرے اور اپنے درمیان خود بہتر فیصلہ کرے گا۔ یا مجھے کسی سرحد کی طرف نکل جانے دو۔ جہاں تم چاہو میں وہاں کے لوگوں سے ہو جاؤں گا۔ ان کے حقوق مجھے دے دو۔

تاریخ الخلفاء سیوطی

فلما رھقہ السلاح عرض علیھم الاستسلام و

الرجوع والمضی الی یزید فیضع یدہ فی یدہ فابوا الا قتلہ فقتل کہ جب سید الشہداء کو تیر تلواروں سے ہر طرف سے گھیر لیا تو آپ نے صلح کے شرائط پیش کیے۔ ایک واپس جانا۔ دوم یزید کی طرف جانا چاہا تاکہ اس کے ساتھ خود تصفیہ کریں تیسری شرط مذکور نہیں مگر انہوں نے آپ کے قتل کے سوا سب کا انکار کیا پس آپ شہید ہو گئے۔

کتاب الامامۃ والسیاسۃ

قال الحسین یا عمر اختر منی ثلاث خصال اما تترکنی ارجع کما جئت فان ابیت ھذہ فاخری سیرنی الی الترک اقاتلھم حتی اموت او تسیرنی الی یزید فاضع یدی فی یدہ فیحکم لی بما یرید۔ (جلد دوم ص ۱ مطبوعہ مصر) کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے کہا اے عمر تین خصلتوں میں سے ایک منظور کر یا مجھے چھوڑ دے میں واپس ہو جاؤں جیسے کہ آیا ہوں یا مجھے یزید کے پاس بھیج دے میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دوں گا۔ وہ میرا فیصلہ خود کرے گا۔ جو چاہے گا۔

جہالت تونسوی

حضرات قارئین یہ بھی تونسوی کی جہالت کہ اپنے گھر کی خبر نہیں کہ ہماری کتابوں میں بھی یہ حوالہ جات موجود ہیں مگر شیعہ کی الزامی نقل سے شیعہ پر اعتراض کر رہے ہیں ذرا اس کی جہالتیں ملاحظہ فرماتے چلیے تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ تنظیم کا پیر اذا فاتک الحیاء فافعل ما شئت کا مصداق ہے۔

شرائط صلح کی وجہ سے تیس آدمی حسینؑ کیساتھ ہو گئے

اہل سنت کی کتب میں [illegible]

ہو کر تیس آدمی حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ایماندار ہو کر شہید ہو گئے۔
ملاحظہ فرمایئے تاریخ ابن کثیر ص۱۷۱ ج ۸، الامامت والسیاست ص۸ ج ۲

وکان مع عمرو بن سعد من قریش ثلاثون رجلا من اهل الکوفة فقالوا یعرض علیکم ابن بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم ثلاث خصال لا تقبلون واحدة منها فتحولوا مع الحسین فقاتلوا۔ ترجمہ: عمرو بن سعد کے ساتھ قریش سے کوفہ کے رہنے والے تیس آدمی تھے۔ انہوں نے عمرو بن سعد سے کہا کہ نواسۂ رسولؐ نے تمہارے سامنے تین شرطیں پیش کی ہیں۔ لیکن تم لوگ کچھ بھی نہیں مانتے۔ چنانچہ وہ تیس آدمی ادھر سے بدل کر حضرت امام حسینؑ کے ساتھ ہو گئے اور آپ کی رکاب میں لڑ کر شہید ہو گئے۔ رحمة الله علیهم یہ ہے ابن رسولؐ کی سیاست ایمانی کا اثر

اس روایت کا ضعف

عرض کیا گیا تھا کہ یہ روایت کتب شیعہ کی نہیں، تلخیص شافی ص۱۸۲ پر سنیوں کے ایک اعتراض کا جواب خود ان ہی کے مسلمات سے دیا گیا ہے۔ حسب قاعدۂ مناظرہ کہ الزامی جواب مسلمات خصم سے ہوتا ہے۔ اگر کتب شیعہ کا حوالہ ہوتا تو اہل سنت پر حجت نہیں تھا۔ پس ان کے لیے جواب کیسے ہو سکتا ہے۔ چنانچہ دیکھئے تلخیص شافی پہلے اعتراض نقل ہے پھر جواب فیقال انّه علیه السلام القی بیده الی التهلکه روی انّه علیه السلام قال لعمر بن سعد اختاروا اما الرجوع الی المکان الذی اقبلت منه او ان اضع یدی علی ید یزید فهو ابن عمّی یری فی رأیه واما ان تسیرونی الی ثغر من ثغور المسلمین فاکون رجلاً من اهله لی ماله وعلی ما علیه۔ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر یہ

اعتراض کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ آپ نے جان بوجھ کر اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیا اور آیت لا تلقوا بایدیکم الی التهلکه کا خلاف کیا کیوں کہ اعتراض کرنے والوں کے ہاں روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے عمر بن سعد سے کہا کہ میری طرف سے تین باتوں میں سے ایک منظور کر دیا مجھے اس مکان کی طرف جانے دو جہاں سے میں آیا ہوں یا مجھے یزید کی طرف جانے دو تاکہ میں اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دوں وہ خود میرا فیصلہ کرے گا کیونکہ وہ میرا چچازاد ہے (یعنی بنی ہاشم اور بنی امیہ اوپر سے ملتے ہیں) تم نہ دخل دو یا مجھے سرحد کی طرف جانے دو تاکہ میں وہاں کا شہری بن جاؤں۔ میرے وہی حقوق ہوں گے جو وہاں کے باشندوں کے ہیں۔ الخ۔
لیجئے حضرات! تلخیص شافی سے سنیوں کا اعتراض انہی کی روایت سے رد کر دیا ہے۔ اور الفاظ بھی وہی نقل ہیں جو اوپر تاریخ طبری سے نقل کئے گئے ہیں۔ اب تو نسوی صاحب سے پوچھئے کہ یہی فتح ہے کہ تمہیں اپنے گھر کی بھی خبر نہیں ہے۔ کہ یہ الفاظ ہماری روایات کے ہیں اور کتب شیعہ میں بطور الزام نقل ہیں دوسرا اس شافی کی روایت میں لفظ روی صیغہ ماضی مجہول ہے جو اس روایت کے ضعف کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور تاریخ طبری سے بھی اس کا ضعف ثابت ہوتا ہے۔

ان الفاظ کا تاریخ طبری سے رد

قال ابو مخنف فاما عبد الرحمٰن بن جندب فحدثنی عن عقبه ابن سمعان قال صحبت حسینا فخرجت معه من المدینة الی مکة ومکة الی العراق ولما فارقه حتی قتل ولیس من مخاطبة الناس کلمة بالمدینة ولا بمکة ولا فی الطریق ولا بالعراق ولا فی عسکر الی یوم مقتله الا وقد سمعتها الا والله ما اعطاهم ما یتذاکر الناس وما یزعمون من ان یضع

یدہ فی ید یزید بن معاویۃ وان یسیروہ الی ثغر من ثغور المسلمین ولکنہ قال دعونی فلاذھب فی ھذہ والارض العریضۃ حتی ننظر ما یصیر امر الناس "ابو مخنف نے کہا کہ عبد الرحمٰن بن جندب نے مجھے عقبہ بن سمعان سے حدیث سنائی ہے کہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی صحبت میں ہر وقت رہا ہوں۔ میں آپ کے ساتھ ہی مدینہ سے نکل کر مکہ آیا اور مکہ سے عراق گیا۔ میں آپ کی شہادت تک آپ سے ہرگز جدا نہیں ہوا۔ میں نے آپ کی ہر بات سنی جو کہ آپ نے مدینہ یا رستہ عراق میں یا لشکر میں لوگوں سے کہی۔ میں نے سب سنیں۔ یوم قتل تک مگر خدا کی قسم جو لوگ ذکر کرتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے یزید کے ہاتھ میں ہاتھ رکھنے یا سرحد کی طرف جانے کا ذکر کیا ہے۔ میں نے بالکل نہیں سنی بلکہ یہ بات لوگوں نے خود بنائی ہے۔ آپ نے تو یہ کہا تھا مجھے چھوڑ دو میں کسی وسیع زمین میں چلا جاؤں گا۔ حتی کہ میں دیکھوں کہ لوگوں کا کیا حال ہوتا ہے۔ یعنی ان الفاظ کا دارومدار تحقیق کے بجائے افواہ عام پر ہے دیکھئے تاریخ طبری ص۲۳۵ قد تحدث الناس بذلک وشارع فیھم من غیر ان یکون سمعوا من ذٰلک شیئا ولا علموہ

ترجمہ:۔ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور عمر بن سعد نے جب رات کے وقت کافی دیر تک خفیہ میٹنگ کی تو واپسی پر لوگوں نے یہ باتیں کرنی شروع کر دیں کہ حضرت امام حسینؑ نے عمر بن سعد سے یہ کہا کہ یزید کے پاس چلیں اور میں اس کے ہاتھ میں ہاتھ دوں۔ وہ خود فیصلہ کرے گا اور یہ بات لوگوں میں مشہور ہو گئی۔ حالانکہ لوگوں نے یہ بات حضرت امام حسین علیہ السلام سے نہ کی اور نہ سنی نہ جانی۔ لیجئے یہ روایت جو مورخین اہل سنت ہر جگہ ٹھونستے جا رہے ہیں سب تحقیق اور افواہ عام سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی یہ تھا تونسوی صاحب کی تحقیق کا حال کہ روایت بھی اہل سنت کی کتب کی اور وہ بھی بے تحقیق اور الزام شیعہ

کو دے رہے ہیں خوب جہالت اس کو کہتے ہیں۔ حماقت ایسی ہی ہوتی ہے۔

ہاتھ میں ہاتھ رکھنے کا مطلب

میں نے اس وقت جواباً تین دعوے کیے تھے۔ جن پر اب تک مصر ہوں۔ اولاً کہ یہ روایت کتب اہل سنت کی ہے تلخیص شافی میں بطور الزام نقل ہے۔ دوم، یہ ضعیف ہے۔ جس پر صاحب شافی نے روی بصیغہ مجہول تمریض ظاہر کی ہے۔ سوم، اس کا مطلب بیعت یزید نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اپنے آپ کو یزید کے حوالے کر دیتا ہوں وہ خود فیصلہ کرے گا کہ میں واجب القتل ہوں یا کہ قید و بند کے قابل! یا مجھے بغیر بیعت اپنے حال پر رہنے دیا جائے۔ مگر تونسوی نہ اس وقت کوئی جواب دے سکا، نہ قیامت تک دے سکے گا۔ ہاں اس وقت بھی عالم شور میں میری سنتے بغیر قلندرانہ رقص فرما رہا تھا۔ شاید جہل مرکب سے ساری عمر کرتا رہے گا۔ مگر جواب نہ دے سکے گا۔

تین شرائط والی عبارت کا ترجمہ

لیجئے! جو ترجمہ میں نے کیا تھا۔ وہی ابوالکلام آزاد امام اہل سنت کر رہے ہیں۔ اب تو تونسوی کی جہالت کھل کر رہ گئی۔ (از مولانا ابوالکلام آزاد)

تین شرطیں اور حضرت امام حسینؑ

اس کے بعد بھی تین چار مرتبہ باہم ملاقاتیں ہوئیں۔ آپ نے تین صورتیں پیش کی تھیں۔ ۱:۔ مجھے وہیں لوٹ جانے دو جہاں سے آیا ہوں۔ ۲:۔ مجھے خود یزید سے اپنا معاملہ طے کر لینے دو۔ ۳:۔ مجھے مسلمانوں کی کسی سرحد پر بھیج دو، وہاں کے لوگوں پر جو گزرتی ہے۔ وہی مجھ پر گزرے گی۔ (شہادت حسینؑ ص۱۴۳ از ابوالکلام آزاد)

اصل حقیقت

یہ ہے کہ تونسوی صاحب کو کتاب الجہاد کی تفصیل معلوم نہیں۔ کیوں کہ جنگ میں تین صورتیں ہوتی ہیں یا اصل مطالبہ منظور اور جنگ بند، دوم شرائط صلح، سوم جنگ۔ اصل مطالبہ بیعت یزید تھی وہ آپ نے منظور نہ کیا۔ دوم اس کے علاوہ شرائط صلح پیش کئے۔ ان میں ایک شرط یہ تھی کہ میں اپنے آپ کو ابن زیاد کے حوالے نہیں کرتا بلکہ یزید کے حوالے کرتا ہوں۔ کہ وہ خود فیصلہ کرے۔ چنانچہ ابن کثیر ص۱۷۰ ج ۸ میں ہے **انا ناشدهم الله و الاسلام ان یسیره الی امیر المومنین یزید فیضع یده فقالوا لا الا ان تنزل علی حکم ابن زیاد** کہ آپ نے اُن لوگوں کو اللہ اور اسلام کا واسطہ دیا کہ مجھے یزید کی طرف جانے دو کہ میں خود اپنا فیصلہ اس کے ساتھ طے کروں گا۔ مگر انہوں نے کہا نہیں۔ ابن زیاد کے حکم پہ اُترآؤ۔ شاید تونسوی صاحب کو یہ پتہ نہیں کہ جنگ میں نزال کسے کہتے ہیں اور اس کا مطلب کیا ہے؟ اور تاریخ طبری ص۲۳۶ ج ۸ میں ہے کہ شمر نے ابن زیاد سے کہا **الئن رحل من بلدك ولم یضع یده فی یدك لیكونن اولی با لقوة والعزة ولتكونن اولی با لضعف والعجز فلا تعطه هذه المنزلة فانها من الوهن ولكن لینزل علی حكمك هو واصحابه فان عاقبت فانت ولی العقوبة وان غفرت كان ذالك** الخ،،

کہ جب عمر بن سعد کا خط مشتمل بر شرائط ثلاثہ ابن زیاد کے پاس آیا تو وہ امام حسین کو یزید کے حوالے کرنے پر تیار ہوگیا۔ مگر شمر نامراد نے اعتراض کیا کہ اگر امام حسین علیہ السلام تیرے شہر سے چلے گئے اور تیرے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر تیرا فیصلہ تسلیم کرنے پر راضی نہ ہوئے تو تجھ سے قوت اور عزت میں بڑھ جائیں گے تو ضعیف اور عاجز ہو جائے گا ان کا یہ حق نہ دے یہ کمزوری

ہے۔ لیکن ان کو چاہیئے کہ تیرے حکم پر اُتر آئیں اور تیرا الحکم اور فیصلہ منظور کر لیں۔ وہ بھی اور ان کے اصحاب بھی اپنے فیصلہ میں، اگر تو ان کو عذاب دے تو تو عذاب کا ولی ہے اور اگر معاف کرے تو تجھ کو یہ حق ہے۔

لیجیے حضرات! یہ ہے ہاتھ پہ ہاتھ رکھنے کا مطلب کہ ان کے فیصلہ کو منظور کر لیا جائے عذاب کریں یا معاف کریں۔ اگر اس کا مطلب بیعت ہو تو بیعت کے بعد عذاب یا عتاب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ الغرض یہ تونسوی جاہل ہے۔ علم کی باتیں اس کے دماغ اور عقل کا کام نہیں مگر با وجود این ہمہ اگر قلندرانہ رقص اور زور دیکھو تو آپ حیران ہو جائیں۔ مناظرہ باگڑ سرگانہ میں نہ خلافت ثلاثہ ثابت کر سکے نہ صحابہ کی بیعت یا یزید کا جواب دے سکے۔ الزامی جواب میں ایسے پھنسے کہ قیامت تک بھی جواب نہ دے سکیں گے۔ باوجود این ذلت اور خواری روئیداد مناظرہ باگڑ سرگانہ میں جو بے معنی شیخیاں ماری ہیں ان کو ذرا ملاحظہ کریجیے تاکہ اس پیر پٹھان کا حال معلوم ہو جائے۔ مناظرہ باگڑ سرگانہ کی روئیداد ص۲۰ پہ لکھتے ہیں کہ مناظر اعظم اہلسنت علامہ تونسوی نے فرمایا! میں مولوی اسمٰعیل کی پرانی عادتوں سے واقف ہوں یہ کتاب پھاڑ ڈالے گا چنانچہ سرپرست اہل سنت اپنی ذمہ داری پہ وہ کتاب تخیص شیعہ مناظر کے پاس لے گئے مگر اس وقت مولوی اسمٰعیل کی بدحواسی کا عالم یہ تھا کہ حوالہ کو ادھر اُدھر سے تو پڑھتا تھا۔ مگر وہ خاص عبارت پڑھنے سے گریز کرتا تھا۔ ادھر علامہ تونسوی فرما رہے تھے کہ مولوی صاحب ذرا ہوش سنبھال کر درمیان سے پڑھو مولوی اسمٰعیل کا چہرہ خوفزدہ تھا اور حواس باختہ تھے ادھر اس کے چیلے شور مچا رہے تھے اور مولوی اسمٰعیل کی بدحواسی پر پردہ ڈالنا چاہتے تھے۔ مگر تمام حاضرین شیعہ و اہل سنت پر شیعہ مناظر کی شکست فاش اور بدحواسی واضح ہو چکی تھی اور کتاب پر شیعہ مولویوں کا جمگھٹا بن گیا۔ اور علامہ تونسوی کو یہ خطرہ ہوا کہ یہ کتاب کو پھاڑ ڈالیں گے۔ تو آپ نے فوراً ہی کتاب ان سے واپس لے لی اس کے بعد شیعہ سرپرستوں کو یہ حوالہ دکھایا گیا۔ جس سے وہ بہت متاثر

ہوتے۔ شیعہ مولوی گلاب شاہ نے بھی یہ حوالہ دیکھنا چاہا تو کتاب پھاڑنے کے
خوف سے علامہ تونسوی نے ان کے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر حلف دے کر یہ حوالہ
اس سے پڑھوایا تاکہ وہ صحیح صحیح عبارت پڑھ کر تمام لوگوں کو سنا دے اسی صورت سے
مولوی ضمیر الحسن اور مولوی امیر محمد قریشی سے بھی یعنی ان کے دونوں ہاتھ پکڑ کر
حوالہ پڑھایا گیا۔ جس کو پڑھ کر شیعہ مولوی اتنے بدحواس مبہوت ہوئے۔ کہ لاجواب
ہونے کی وجہ سے کتاب پھاڑنے پر آمادہ تھے مناظر اعظم اہلسنّت کا ابھی تین منٹ
وقت باقی تھا۔ کہ سرپرست شیعہ مہر حق نواز صاحب نے علامہ تونسوی صاحب
مدظلہ کے پاس آکر نہایت ادب سے عرض کیا کہ آپ اپنی تقریر ختم کیجئے۔ ہم کو
زیادہ رسوا نہ کیجئے شیعوں کے اصرار سے معززین سرگانہ اہل سنّت نے حضرت
علامہ تونسوی کی خدمت میں عرض کیا کہ حق واضح ہو چکا ہے دعائے خیر فرما کر
ختم کیجئے

لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن

حضرات یہ عبارت پڑھ کر ذرا اندازہ لگائیے کہ یہ دیوانے کی بڑ ہے شیخ جلی
مرحوم کی روح ملّاں تونسوی میں بول رہی ہے۔ کہ شیعہ علما کتاب پھاڑ رہے
تھے۔ لہٰذا علامہ تونسوی حوالے دکھانے میں پس و پیش کر رہے تھے۔ حضرات آپ
نے تلخیص شافی کی عبارت کا حال پڑھ لیا ہے کہ یہ کتب اہل سنّت کی عبارت
ہے۔ مگر تونسوی صاحب کو اپنی جہالت کی وجہ سے معلوم ہی نہیں اور اس کا
مطلب بھی علمائے اہل سنّت کی زبانی تحریری پڑھ لیا ہے۔ اب فرمائیے یہ
تونسوی صاحب کا اچھلنا کودنا شور و غوغا قلندرانہ رقص سب کچھ جہالت کا نتیجہ
ہے یا کچھ اور، یہ شیخ تعلیم اہلسنت کے مناظر جن کے مقابلہ میں مجبوراً حاضر ہونا پڑتا
ہے۔ ورنہ ایسے بے علموں سے تو بات کرتے ہوئے بھی شرم محسوس ہوتی ہے
خداوندا! جن کے علما کا یہ حال ہو ان کے عوام کا کیا حال ہوگا۔ رہا مہر حق نواز
صاحب کی نسبت بہتانِ عظیم اس کا فیصلہ ن کا یہ بیان پڑھ کر کر لیجئے

فیصلہ مہر حق نواز صاحب سرگانہ

حضرات مناظرہ باگڑ سرگانہ میں ہم نے اہل سنّت کو ہر قسم کی رعایت دی۔
اُن کی ہر کڑی سے کڑی شرط کو منظور کیا۔ مگر تاہم مولوی عبدالستار تونسوی کامیاب
نہ ہو سکے۔ اور اس مناظرہ میں حضرت مبلغ اعظم ہر طرح کامیاب رہے۔ اس میں نہ
کوئی رعایت ہے نہ ملمع یہ ایک حقیقت ہے اور مناظرہ باگڑ سرگانہ کی روئیداد
میں عبدالستار نے بہت جھوٹ لکھے ہیں۔ اور میری نسبت جو کچھ اس نے لکھا
ہے۔ وہ میں نے بالکل نہیں کہا یہ میرا فیصلہ ہے (حق نواز سرگانہ بقلم خود)

مندرجہ ذیل مقامات سے بھی ہماری کتب دستیاب ہیں

افتخار بک ڈپو کرشن نگر لاہور
جعفریہ کتب خانہ کربلا گامے شاہ لاہور
رحمت اللہ بک ایجنسی، کھارادر کراچی
اسد بک ڈپو قدم گاہ مولا علی حیدر آباد سندھ
مکتبہ اصغریہ دارالعلوم محمدیہ سرگودھا

حقانی برادر انارکلی لاہور
محفوظ بک ایجنسی مارٹن روڈ کراچی
احمد بک ڈپو رضویہ سوسائٹی کراچی
قاسم سٹیشنری مارکیٹ پارہ چنار

ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی درس آل محمد سرگودھا روڈ فیصل آباد
فون ۲۰۵۴۱